از سلسلۂ نشریات جدید بہ سرپرستی اعلیحضرت حضور نظام عالی مقام خلد اللہ ملکہ

فیہ ھدی و نور

صبح کہ خورشید جنابش نوشت
مطلع الانوار خطابش نوشت

مثنوی

مطلع الانوار

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تنقید و نگرانی

جناب مولوی محمد مقتدیٰ خاں صاحب شروانی

مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ۱۹۲۶ء ۱۳۴۴ھ طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہست عصا بہر صحیح و سقیم

مُقَدَّمہ

عرض اعتذار کلیات خسرو کی اشاعت کا غلغلہ ۱۹۱۴ء سے بلند ہے۔ نواب عماد الملک بہادر مدظلہ، اس کے علم بردار ہیں اور نواب حاجی محمد اسحاق خانصاحب مرحوم اس کے میر ساماں تھے۔ پورا ۱۹۱۷ء اور نصف ۱۹۱۸ء اس کے اوج و عروج کا زمانہ تھا۔ اواسط ۱۹۱۸ء تک سلسلہ کے ارکان[1] ستّہ کے ذریعہ چار دانگ ہند مسخر ہو چکا تھا۔ اس میدان کے نبرد آزماؤں میں نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی، مولانا سید سلیمان اشرف صاحب مدظلہما اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ نواب حاجی محمد اسحاق خانصاحب مرحوم کا

---

[1] سلسلۂ کلیات خسرو کی چھ مطبوعہ کتابوں سے مراد ہے؛ (۱) مجنوں لیلیٰ (۲) آئینۂ سکندری (۳) لآلیٔ عماں (۴) دول رانی خضر خاں (۵) قران السعدین (۶) ہشت بہشت

انتقال اواخر اکتوبر ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ علی گڑھ پر (جو اس سلسلہ کا مستقر ہی) اس کے بعد سے نوبت بنوبت جو انقلابات آئے اُن کا ذکر محتاج اعادہ نہیں۔ خلاصہ یہ ہی کہ مرکز ہی منحرف ہوگیا تھا اور اس کے ساتھ بازار ہمت سرد۔ اور اب کہ کمر عزم از سر نو چست کی گئی ہی، سلسلۂ جدید کا معیار اس سے ظاہر ہے کہ جن اسلاف کی نگاہیں مولانا شبلی، مولانا حالی، مولانا عزیز لکھنوی، مولانا عبدالغنی خاں غنیؔ وغیرہم مرحومین سے چل کر مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب وغیرہ تک پہونچیں ان کے اخلاف کی نظریں آب مجھ جیسے مرد ضعیف و بے مایہ پر رکیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط

گو مجھے اس ایوانِ عالی شان کے میر عمارت ہونے کا دعویٰ نہیں تاہم ایک ادنیٰ خشت بردار ہونے کا دیرینہ شرف ضرور حاصل ہی۔ وَکَفٰی بِیْ فَخْراً۔ لیکن اب کہ میرا درجہ قدرے بلند کیا گیا ہے صرف قحط الرجال اس کا ذمہ دار ہی۔ اپنی اس نئی کوشش و کاوش میں کامیابی کی امید صرف خدائے بلند و برتر کے فیض اور ناظرین کرام کی فیاضی سے ہی ؎

سوے تو نے دعوئے طاعت بریم — عاجزیِ خود بشفاعت بریم
گم شدگانیم دریں تنگ نامے — رہ تو نمائی کہ توئی رہ نمامے
ہست ز بخشندہ امیدم چناں — کادہم من بگزرد از ہم عناں
دیدۂ انصاف چو بینا بود — دُر شمر دگرچہ کہ مینا بود

(مطلع الانوار)

تصحیح و تنقید | یہ مثنوی تصحیح و تنقید کے لیے متعدد نظروں اور مختلف ہاتھوں سے

گزری ہی اور میں معترف ہوں کہ میں نے ان میں سے اکثر اصحاب کی محنت سے فائدہ اُٹھایا ہی فجزاھم اللہ خیراً۔ جہاں تک مختلف نسخوں کے ساتھ مقابلہ اور تصحیح کا تعلق ہی میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ البتہ اپنی بے مائگی اور عدم فرصتی کے لحاظ سے جیسا کچھ بھی ہو سکا یہ چند صفحات "مقدمہ" کے نام سے پیش کر دیئے ہیں۔ اور اس سے غرض صرف اس قدر ہی کہ ناظرین کو متنِ کتاب سے گونہ مناسبت پیدا ہو جائے۔ نظامیؒ وغیرہ کی شاعری کے مقابلہ سے قصداً احتراز کیا گیا ہی۔ علیٰ ہذا کتاب کے لفظی و معنوی محاسن کے استیعاب کی کوشش نہ کرکے میں نے خود اپنی کم فہمی کی پردہ داری کی ہی۔ اکثر مضامین کو تمہیدوں سے گرانبار نہیں کیا گیا ہی، بلکہ محض عنوان قایم کرکے اور برائے بیت کچھ اپنی طرف سے لکھ کر لطفِ سخن کو ناظرین کے ذوقِ سلیم کے حوالہ کر دیا ہے جو غالباً اس سلسلہ کے سابقہ مقدموں سے بہت کچھ تربیت یاب ہو چکا ہوگا۔

وَمَا تَوْفِيقِيْ إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ ؎

من کہ بشاخِ ہنرم نیست بار
بہ نبود لا فم از آبی و نار

چوں زشما یافتم ایں دُر بجیب
دادہ خود را نہ تواں کرد عیب

شغل ہر حادثہ بسیار شُد
نیم دمے در سرِ ایں کار شُد

صرف ہمہ عمر گر ایں جا شدی
قطرہ عجب نیست کہ دریا شدی
(مطلع الانوار)

مثنوی | "مثنوی" لفظ مثنیٰ سے مشتق ہی جس کے معنی "دو" ہیں۔ یائے نسبت کے اضافہ سے بقاعدہ صرف مثنیٰ، مثنوی ہو گیا۔

چونکہ مثنوی کے دو دو مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اس لیے اس صنف نظم کا یہ نام ہوا۔ اصناف نظم میں مثل رُباعی کے مثنوی بھی مخترعات عجم سے ہی۔ عرب کے متاخر شعرا نے اسے "مزدوجہ" کے نام سے اختیار کیا ہی۔ "ولم تکن للمتقدمین من العرب الا القطعات والقصاید۔ والمتاخرین اخذوا سایر انواع الابیات من العجم کالرباعی المتشہر بالدوبیت والمزدوجۃ المعروفۃ بالمثنوی (المیزان الوافی)

عجمی شعرا میں مثنوی کا بھی ابوالآبا وہی رودکی ہی۔ فردوسی نے اسے درجۂ کمال پر پہنچایا نظامی نے (جن کے عہد تک اس کی تگ و دو قصص و حکایات پر تھی) اسے حقایق و معرفت سے آشنا کیا اور پند و موعظت کے دریا بہائے شیخ سعدی اور خسرو نے گہرپاشی و درسفتگی کی ؎

آن گہر آرم کنوں از کانِ غیب — کآب شود عقدِ ثریا بجیب

گرچہ بملکِ سخن از پنج گنج — نوبتِ آں گنجہ نشیں گشت پنج

نوبتِ خسرو کہ بہ پیچیش نوبت — پنجہ زنِ نوبتِ آں خسرو است (مطلع الانوار)

مثنوی مطلع الانوار | مطلع الانوار، مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی مخزن اسرار کا جواب ہی اور خمسۂ خسروی کا سب سے پہلا رکن ؎

من کہ دریں خم کدۂ دیں شدم
مست ہم از جامِ نخستیں شدم (مطلع الانوار)

بحر اس کی نہ بحورِ مثنوی میں سریع ہی۔

مطلع الانوار کے بعد خمسہ کے سلسلہ میں حسب ذیل مثنویاں علی الترتیب مرتب ہوئیں :۔

(۲) شیریں خسرو (۳) مجنوں لیلیٰ (۴) آئینۂ سکندری

(۵) ہشت بہشت

اس ترتیب کا خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ بھی ہر کتاب میں التزاماً ذکر کرتے گئے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

(۱) مطلع الانوار ؎

بارے از اندیشۂ گنجینہ سنج | گشت یکے گنج فراہم ز پنج
صبح کہ خورشید جنابش نوشت | مطلع الانوار خطابش نوشت
گر بود از عمر شمارِ دگر | پنجہ رسانم بچہارِ دگر

(۲) شیریں خسرو ؎

نخست از پردہ ایں صبح نشورم | نمود از مطلع الانوار نورم
پس از کلکم چکید ایں شربت نو | کہ نامش کردہ ام شیریں خسرو

(۳) مجنوں لیلیٰ ؎

چوں من بہ دو نامہ زریں ورق پیش | راندم قلمے بہ نکتۂ خویش
از روحِ قدس شنیدم آواز | کاے کردہ لب تو گوشِ من باز
بخشا طبقے بغیر تاداں | نقل اندک و چاشنی فراواں

نامش کہ ز غیب شد مسجّل — مجنون لیلیٰ[٣] بعکس اوّل

(۴) آئینۂ سکندری سے

چو در باز کردم نخست از قلم — ز مطلع[١] بانوار دادم علم

وزاں انگبیں شربت انگیختم — بہ شیریں[٢] و خسرو فرو ریختم

وزاں جا فرس بیشتر تاختم — بہ مجنون[٣] و لیلی سر افراختم

کنوں بر سریر ہنر پروری — کنم جلوہ ملکِ اسکندری[۴]

(۵) ہشت بہشت سے

دادی اول بگنبد دوار — روشنائی ز مطلع[١] الانوار

کردی آگاہ با نشاطِ تمام — شہد شیرین[٢] و خسرو اندر جام

باز در عالم خردمندی — شور مجنون[٣] و لیلی افگندی

پس دہاں پر ز دُر دری کردی — شرحِ راز سکندری[۴] کردی

ویں زماں کز جواہر انجم — می نگاری صحیفۂ پنجم

می نویسم ز کلکِ مشک سرشت — نام ایں ہشت خانہ ہشت[۵] بہشت

"پنج گنج" یا "خمسہ"

مولانا نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ مثنویاں (جو "پنج گنج نظامی" یا "خمسہ نظامی" کے نام سے مشہور ہوئیں اور ان کے مقابلہ میں حضرت خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جو مثنویاں لکھیں) یہ ہیں:-

خمسۂ نظامی	خمسۂ خسروی
(۱) مخزن الاسرار	(۱) مطلع الانوار
(۲) خسرو شیریں	(۲) شیریں خسرو
(۳) لیلیٰ مجنوں	(۳) مجنوں لیلیٰ
(۴) سکندر نامہ	(۴) آئینۂ سکندری
(۵) ہفت پیکر	(۵) ہشت بہشت

خسرو کے بعد مقابلہ کا دروازہ ایسا کھلا کہ بہت سے شعرا کو (جن میں سے بعض بلاشبہ زبان فارسی کے اساتذہ و اساطین ہیں) طبع آزمائی کی جرأت ہوئی۔ یہ جواب بھی ان کے مصنفوں کے ناموں کی اضافتوں کے ساتھ اسی نام (پنج گنج یا خمسہ) سے موسوم ہوئے۔ تاہم پنج گنج کا تسمیہ حضرت امیرؒ ہی کی نکتہ رس طبیعت کی پنجہ زنی گنجینہ کشائی کا نتیجہ ہے۔ اور غالباً خسروؒ کا ذہن اس نام کی طرف کتابوں کی تعداد (پنج) اور مولانا نظامی کے مسکن (گنجہ) کی مناسبت سے منتقل ہوا ہے

سازم ازاں سال برائے پنج ۔۔۔ پنج کلید از پئے آں پنج گنج
کانچہ بہر گنج بود ناپدید ۔۔۔ فتح شود ہم بزبانِ کلید

(مطلع الانوار)

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نظامیؒ کے خزائن پنجگانہ کی خسروؒ کی نظر میں کیا قیمت ہے۔ "پنج" کے ترادف اور سہولت تلفظ کے سبب سے "خمسہ" بعد میں مروج ہو گیا۔

تعداد اشعار خود مصنف رحمۃ اللہ کے قول صریح کے مطابق مطلع الانوار کے

اشعار کی تعداد تین ہزار تین سو دس ہے ؎

در ہمہ بیت آوری اندر شمار
سہ صد و دہ بر شمر و سہ ہزار (مطلع الانوار)
۳۳۱۰

لیکن دراصل کل تعداد اشعار کی ۳۳۲۴ ہے۔ اس چودہ کی زیادتی کا یہ سبب ہے کہ اصل مقصود کے بعد بطور خاتمہ چودہ۱۴ اشعار کا اضافہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت امیر کی عام روش کے مطابق متنِ کتاب کا خاتمہ اس شعر پر معلوم ہوتا ہی ؎

من کنم آں چہ از دلم آید بکسب
باقی الاتمام علی اللہ فحسب (مطلع الانوار)

اور اس شعر کے بعد جو اشعار ہیں ان کی تعداد ٹھیک چودہ۱۴ ہی مگر اس مطبوعہ نسخہ میں کل تعداد اشعار ۳۳۲۷ ہے، یعنی اصل سے ۳ شعر زیادہ ہیں جس کا سبب غالباً یہ ہی کہ ۳ شعر مبیضہ کے مقابلہ کنندگان کے سہو سے مکرر ہو گئے ہیں۔

زمانۂ تصنیف مطلع الانوار کی تصنیف (یا خمسۂ خسروی کے آغاز) کا سال ۶۹۸ھ ہے ؎

سال کہ از چرخِ کہن گشت بود
از پس شش صد نود و ہشت بود (مطلع الانوار)
۶۹۸ھ

اس وقت خسرو کی عمر ۴۸ سال کی تھی ؎

نہ فلکم بر چہل افزود ہشت — تن کہ دور دبود دو تا نیز گشت (مطلع الانوار)
۴۸

اس زمانہ میں مشق سخن کامل ہو چکی تھی اور دبدبۂ خسروی آفاق گیر تھا ؎

فکرتِ من چوں بفلک راند رخش — یافت ز گنجینۂ توفیق بخش

بلبلِ نطق از گلِ طبعم پرید — پردۂ غیب از سرِ کلکم درید

فوج بفوجم ز معانی حشر — خواندہ و ناخواندہ درآمد ز در

زمزمۂ دل فلک آوازہ گشت — جانِ جہانے بسخن تازہ گشت

بر سرِ ہر پایہ کہ بُردم سریر — تاج ستاں گشتم و آفاق گیر

(مطلع الانوار)

اسی سال (رجب سے ذوالحجہ تک صرف چھ مہینے کے قلیل عرصہ میں)۔
علاوہ مطلع الانوار کے دو اور کتابیں لکھیں:-

(۱) شیریں خسرو ؎

درآغاز رجب شد فرخ ایں فال
ز ہجرت شش صد و ہشت و نود سال
۶۹۸ھ

(۲) مجنوں لیلیٰ ؎

تاریخ ز ہجرت آں کہ بگزشت
سالش نود ست و شش صد و ہشت
۶۹۸ھ

ملاحظہ ہو، ایک ہی عدد (شش صد و ہشت و نود) کو تین مختلف بحروں میں کس خوبی و صفائی کے ساتھ باندھا ہے۔ صد رحمت! ہزار آفریں!!

اس سال سے اگلے سال (۶۹۹ھ) میں چوتھی کتاب آئینۂ سکندری لکھی ؎

درین دم که پایانِ این پیکرست
ز تاریخ هفتصد یکے کم ترست
۶۹۹

اس کے بعد ایک سال کا وقفہ ہو جاتا ہے۔ اور آخری مثنوی (ہشت بہشت) سنہ ۷۰۱ھ میں تصنیف ہوتی ہے ؎

سالِ ہجرت یکے و هفتصد بود
کایں بنا بُرد سر بچرخِ کبود

گو مذکورہ بالا سنین کے شمار سے بظاہر خمسہ کا چار سال میں تمام ہونا معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس پر صرف تین سال صرف ہوئے ؎

کہ ازاں نقدِ قیمتی بہ سہ سال
کردم ایں پنج گنج مالامال

(ہشت بہشت)

مدت تصنیف اسی قادر نگاری و پُرگوئی کا نتیجہ ہے کہ مطلع الانوار صرف دو ہفتہ کے اندر لکھی گئی ہے ؎

از اثر اخترِ گردوں خرام
شد بہ دو ہفتہ ایں مہِ کامل تمام

بلحاظ تعداد، مطلع الانوار کے اشعار کا روزانہ اوسط سوا دو سو کے قریب ہوتا ہے (پورا خمسہ جو سترہ ہزار نو سو دس ۱۷۹۱۰ اشعار پر مشتمل ہے تین سال میں تمام ہوا)

کثرتِ مشاغل اسی کے ساتھ مصنف کی کثیر و متنوع مشاغل پر غور کیجیے جو سلطان دہلی کی سرکار سے لے کر سلطان الاولیاؒ کے دربار تک ہیں اور شعرگوئی کے لیے فرصت بہت ہی کم ملتی ہے ؎

شغل بہر حادثہ بسیار شد
نیم دمے در سرِ ایں کار شد

اگر کافی مہلت ہوتی تو کیا ہوتا اور پایۂ سخن کہاں سے کہاں پہنچتا؟

اس کا جواب خود مصنف علیہ الرحمۃ سے سنیے ؎

صرف ہمہ عمر گر ایں جا شدی
قطرہ عجب نیست کہ دریا شدی

بحرِ ذخار اور دریائے ناپیدا کنار ہونے کے باوجود اپنی شاعری کو "قطرہ" سے (یقیناً بلا تصنع) تعبیر کرنا انتہائے ہضمِ نفس ہے۔

"دبدبۂ خسروی" ناظرین کرام نے اس سلسلہ کی سابقہ کتابوں میں بھی ملاحظہ کیا ہوگا اور اس کتاب میں بھی دیکھیں گے کہ حضرت امیر خسرو نے باوجود مقابلہ (اور کامیاب مقابلہ) کے ہر موقع پر اپنے پیش رو (مولانا نظامی) کا بے حد ادب ملحوظ رکھا ہے۔ مگر ایک نہایت مشہور شعر نے تقریباً ہر زمانہ میں بعض قلوب کے اندر خلش کیا ہے اور اس کو سوئے ادب پر محمول کیا گیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

دبدبۂ خسرویم شد بلند زلزلہ در گورِ نظامی فگند

لیکن واقعتہً یہ محض شاعرانہ تعلّی وتفاخر ہی۔ حالت یہ ہی کہ اس وقت شاعر کی عمر ۴۸ سال ہی۔ کلام کا غلغلہ ہندوستان سے ایران تک بلند ہو چکا ہی۔ سعدیؒ جیسے مقبول و زندۂ جاوید معاصر شاعر نے ان کے کلام پر صاد کر دیا ہی۔ اب وہ خمسۂ نظامی کے جواب کا ارادہ کرتے ہیں حضرت پیر و مرشد کا سایہ سر پر اور ہاتھ پیٹھ پر ہے۔

ان اسباب کے ساتھ اگر خمستین (نظامی و خسروی) کے ناقدین و مقابلہ کنندگان متزلزل ہو جائیں اور ؎

"فرق ندانند ازیں تا بداں"

کا مصداق ہو تو کیا عجب ہی۔ میرے نزدیک یہی اور صرف یہی مطلب ہی ؎

"زلزلہ در گور نظامی فگند"

کا۔ اس کے متصل مابعد کے اشعار مسلسل ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجیے کہ کس ادب اور احترام واجب کے ساتھ اپنے محترم حریف کا ذکر کیا ہے ؎

آں روشے بود ز اندازہ دور — عطسہ در آمد بدماغم ز نور

نور کہ از خواجہ نظامم رسید — کار ازاں رو بنظامم رسید

گرچہ برو مہر سخن ختم بست — سکۂ من مہر زریش را شکست

خاتم او را چو کشادم نگیں — داد نگینش بمن انگشتریں

اپنے مدمقابل کی "خواجگی" اور ان سے "نور رسی" اور ان کی روش کے ازاندازہ

دور" ہونے کا صریح اعتراف ہی۔ اس سے زیادہ بغایتِ دیانت اور کس چیز کی توقع ہونی چاہیے؟

اور دیکھیے۔ آگے چل کر اپنی ہستی کو بالکل ہی فنا کر دیا ہی اور نظامی کی "استادی" اور اپنی شاگردانہ "فرزندی" کا نہایت صفائی کے ساتھ اقرار کر لیا ہی یہ ادب و انکسار کی انتہا ہی ؎ مطلع الانوار

تیرگہ بر عاریت از مرغ یافت — کے زپرِ مرغ تواند شتافت
نے غلطم کانچہ نمودم بہ پیش — عربدہ بود نہ بر جائے خویش
ما کہ در پرتوِ خورشید زیست — گرمی خورشید برو بہرِ چیست

اس کے بعد اسی مضمون کو اس سلسلہ کی باقی چار کتابوں سے لیجیے۔

اور داد انصاف دیجیے ؎ شیریں خسرو

بدیں ابجد کہ طفلاں را کند شاد — مثالے بستم از تعلیمِ اُستاد
گرت شیریں نخوانی۔ بار بد ہست — دگر جاں نیست بارے کالبد ہست
کشاد او پنج گنج از گنجۂ خویش — بداں پنج آزمایم پنجۂ خویش
کہ تا گویدمرا عقل گرامی — زہے شائستہ فرزند نظامی

؎ مجنوں لیلیٰ

میخواست بے دل ہوس باز — کز سحرِ قدیم نو کنم ساز
پے بر پئے او چناں کہ دانم — گفتم قدمے زدن توانم

هرچند که این خطِ مسلسل   موئے نبود ز حرفِ اول
گر زان قدح آری آب خوردم   بے گفتِ تو اعتراف کردم
ذوقے که درین دمِ حیات ست   همشیرهٔ اولین نبات ست
زنده است معنی اوستادم   ورنیست منش حیات دادم
اسنت نه هے نخور حیست   کز نکته دهانِ عالمے شست
می داد چو نظم نامه را پیچ   باقی نگذاشت بهرِ ما هیچ
آن بحر که بر لبش خسے نیست   محتاجِ ستایشِ کسے نیست

سه آئینهٔ سکندری

هنر پرورِ گنجه گویائے پیش   که گنجِ هنر داشت زاندازه بیش
نظر چون برین جامِ صهبا گماشت   ستد صافی و دُرد بر ما گذاشت
من ارچه بدان مے گران سر شوم   کجا با حریفان برابر شوم
چه گویا خردمندِ آفاق بود   نخواند آن ورق کز خرد طاق بود
همه پیکرے جلوه کرد از سریر   که هر جا که باشد بود دل پذیر
زرازے برافگند سرپوش را   که ناگفته باور شود گوش را

سه هشت بهشت

این نمونه که نقشِ پرکارے است   انطراز کهن نمودارے است
گرچه این دارد انگبین کاسے   هر که را هم بود خریدارے

گرچہ گوہر بقیمت ست عزیز　　قیمتے ہست گہر بار انیز

ایں رقم کاندرو صفائی ہست　　گرچہ زر نیست زر نمائے ہست

نکند گر نشاط زیرک تیز　　ابلہاں را بود فریب انگیز

اصلاح کلام امیر خسروؒ نے با ہمہ قادر الکلامی پورا کلام اُستادانِ فن (علی الخصوص حضرت شیخ شہاب الدینؒ کی خدمت میں نبظر حک و اصلاح پیش کیا ہے۔ اور خمسہ کی آخری مثنوی ہشت بہشت میں نہایت صفائی کے ساتھ اس کا اعتراف کیا ہے اور یہ ایک اور ثبوت اس امر کا ہے کہ امیر خسروؒ نے وہ "دبدبۂ خسروی" والا شعر نظامی کی توہین یا استخفاف کی غرض سے نہیں فرمایا تھا ؎

یک یک ایں پنج نامۂ تاباں　　عرض کردم بچشم دانایاں

ہر کسے را چناں کہ روے نمود　　در بد و نیک گفتگوے نمود

ہر چہ بیندہ راست راخم دید　　بجوابِ سخن فراہم دید

واں کہ در گفتن از دلم کژ خاست　　راست گو چوں نمود کردم راست

زیں ہمہ ناقداں نکتہ شناس　　ہر کسے زد دمے بوہم و قیاس

لیکن آں کاندریں خزائنِ پُر ق　　مہرۂ قلب دور کرد نہ دُر

نیست الّا کہ آں جہانِ علوم　　کہ شدش ہر چہ در جہاں معلوم

بس کہ در علم راست تدبیر ست　　راستی ہم شہاب ہم تیر ست

او شہاب دل و تنش زاخبار　　نیرین مشارق الانوار

من بدو عرض کردہ نامۂ خویش — او باصلاح راندہ خامۂ خویش
دیدہ ہر نکتہ را رقم برقم — رنج برخود نہادہ منت ہم
نظرِ تیز کردہ موے شگاف — نے بعمیا نظارۂ بگزاف
گرچہ چوں دوستاں پسندیدہ — لیکن از چشم دشمناں دیدہ
دیدۂ خصم عیب کوش بود — دیدۂ دوست عیب پوش بود
دید چوں دشمناں دریں دفتر — تا ہمہ عیب آمدہ بنظر
چوں ہمہ عیب دید دشمن وار — شست چوں دوستاں آئینہ وار
زیں دقایق کہ شد ز مغزش پوست — مو بمو شعر بیز کردۂ اوست
شمع من یافتہ ضیا از وے — مس من گشتہ کیمیا از وے
ہرچہ او گفت من نہادم گوش — برکشیدم مگس ز شربتِ نوش
وآنچہ بنمود من نجستم پے — عیب آں بر من ست نے بر وے
گر بماندہ ز دشنہ اش جائے — بے خسے نیست ہیچ دریائے

غور فرمائیے کہ کسی مسودہ کی تصحیح کی جس قدر مشکلات اور اس کے جتنے مدارج ہوسکتے ہیں ان کو نظم میں کس خوبی سے ادا کیا ہی۔ اور ساتھ ہی اپنے کلام کے اصلاح سے بالا نہ ہونے کا کیسا اعلیٰ اور صاف اعتراف ہی۔

موضوع | موضوع کتاب اخلاق، کلام اور تصوف ہی ؎

ہرچہ من از خامہ فشانم بروں — گنج خدائی ست کہ رانم بروں

خامہ ام از گنج خدائی خرم ست　　چیست کہ در گنج خدائی کم ست

اُسلوبِ بیان امیر خسروؔ کے کلام میں جو شگفتگی و تسلسل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ درزو تخلص نام کو نہیں۔ ہر دعوے پر تواردلائل وترا کم توجیہات ان کی خصوصیات سے ہے۔ اور چونکہ مطلع الانوار کا موضوع پند و موعظت ہے اس لیے اکثر بہت کوری کوری سنائی ہیں جس کے بغیر چارہ نہ تھا ؎

بازکشادم بطبیبی دُکاں　　مرہم دل دارد و دارُوے جاں

آں کہ دلش تنگ نیاید ز پند　　دارُوے تلخش دہم و سودمند

واں کہ خوشامد طلبد نیز ہست　　لیک شکر زختہ تپ رانہ بست

دارُوے تلخ ار نخورد ہر کسے　　ہم بودش نیز خورندہ بسے

تپ زدگاں را کہ نہ حلوا بہ است　　خوردنِ کشنیز ز حلوا بہ است

تلخ ز شیریں بسے بہتر ست　　سودِ دل بیشتر از شکر ست

گر تو خوری سودِ تو باشد ہوست　　ورنہ خوری۔ آں کہ خورد سود اوست

جو کچھ کہتے ہیں اکثر کتاب وسنت کو پیشِ نظر رکھکر کہتے ہیں ؎

بیش تریں نکتہ زسرتا بہ بُن

زآیت و اخبار سرایم سخن

نظامی کے ساتھ مقابلہ میں جہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اُسے خود یوں فرماتے ہیں۔ اعتماد علی النفس کی انتہا ہے ؎

سازم ازاں سال بسر ائے سپنج | پنج کلید از پئے آں پنج گنج
کانچہ بسر گنج بود ناپدید | فتح شود ہم بزبانِ کلید
آں نمط آرم کہ ہمہ ناقداں | فرق ندانند ازیں تابداں

حدادب یہ ہے کہ اپنے آپ کو بڑھاتے نہیں صرف اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں کہ ؎

"فرق ندانند ازیں تابداں"

عنوانات کی نثر بھی بغایت لطیف ہے ؎

چوں شود آراستہ نظمم چو دُر | ازگہرِ نثر کنم خانہ پُر
نثر ازاں گونہ کشم در قلم | کاب زشعرے برد و تیر ہم
یافتہ آئینِ عبارت نوی | لفظش آراستہ چوں معنوی

تقسیم مطالب | کتاب کے مطالب کو بیس مقالوں پر تقسیم کر کے سوا ۱۲۵ سو مضامین ان میں بیان کئے ہیں۔ اور یہ بیس مقالے حمد و نعت، مدح مرشد اور تعریف سلطان اور خاتمہ کے علاوہ ہیں۔ اور یہ تمہیدی و اختتامی مضامین بھی اکثر دو دو تین تین عنوانوں کے ذیل میں ہیں ؎

بیست[۲۰] خزینہ است دریں پُر ز گنج
بیست[۲۰] خزینہ زصد و بست[۱۲۵] و پنج

مقابلہ کا فتح باب | مخزنِ اسرار اور مطلع الانوار کی تصنیف میں تقریباً ایک صدی کا فصل ہے۔ اس طویل عرصہ میں سوائے امیر خسرو کے کسی اور شاعر نے خمسۂ نظامی کے

مقابلہ کا ارادہ نہیں کیا لیکن امیر خسرو نے اپنے خمسہ میں ایسی ندرت وجدت پیدا کی کہ خمسۂ خسروی کے بعد کثیر التعداد شعرا نے اس طرف توجہ کی معلوم ہوتا ہی کہ خود مصنف علیہ الرحمۃ کو اس کا کامل یقین تھا۔ چنانچہ انھوں نے لکھا ہے ؎

ہر چہ نویسم بسرِ داستاں راست کنم رہ زپئے راستاں
تا قلمِ سرکہ دوا دو کند پس روی ایں روشِ نو کند

اور متاخر شعرا کی یہ ہمت نتیجہ ہی کلام خسروی کے سہل ممتنع ہونے کا جس کی نسبت کہا گیا ہی کہ ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہی

یا ؎

اذا قیل اطمع الناس طرًا
واذا ریم اعجز المعجزینا

مندرجہ ذیل جدول سے (جو مطلع الانوار کے مقابلہ کی کتابوں کی ہی اور بجائے خود نامکمل) اس کا کچھ کچھ اندازہ ہوگا:-

نمبر شمار	نام مثنوی	نام مصنف	سنہ وفات ہجری	کیفیت
۱	مطلع الانوار	امیر خسرو دہلوی	۷۲۵	
۲	روضۃ الانوار	خواجو کرمانی	۷۵۳	
۳	مونس الابرار	خواجہ عماد فقیہ کرمانی	۷۷۳	
۴	گلشن ابرار	مولانا کاتبی نیشاپوری	۸۳۹	

نمبر شمار	نام مثنوی	نام مصنف	سنہ وفات ہجری	کیفیت
۵	تحفۃ الاحرار	مولانا جامی	۸۹۹	
۶	منظر الابصار	قاضی سنجانی	۔	
۷	مظہر الآثار	امیر ہاشمی کرمانی	۹۴۸	
۸	مشہد الانوار	غزالی مشہدی	۹۸۰	
۹	ندرت آثار	"	"	
۱۰	منظور الانظار	رہائی مروی	۹۸۲	
۱۱	مظہر الاسرار	حکیم ابوالفتح دوائی	۔	
۱۲	مجمع الابکار	عرفی شیرازی	۹۹۹	
۱۳	زبدۃ الافکار	نیکی اصفہانی	۱۰۰۰	
۱۴	مرصد الاحرار	ابو اسحاق گازرونی	۔	
۱۵	مرکز ادوار	شیخ فیضی فیاضی	۱۰۰۴	
۱۶	مثنوی نامی	میر محمد معصوم نامی	۔	
۱۷	مثنوی شانی تکلو	اقا شنف شانی تکلو	۱۰۲۳	
۱۸	منبع الانہار	ملک قمی و مولانا ظہوری	۱۰۲۴	
۱۹	دیدۂ بیدار	حکیم شفائی اصفہانی	۱۰۲۷	
۲۰	حسن گلوسوز	زلالی خوانساری	۔	

نمبر شمار	نام مثنوی	نام مصنف	سنہ وفات ہجری	کیفیت
۲۱	مظہر الانوار	ہاشمی بخاری	•	
۲۲	مثنوی طاہر وحید	مرزا محمد طاہر وحید قزوینی	•	
۲۳	مخزن والہ ہروی	درویش حسین والہ ہروی	•	
۲۴	مطلع الانوار	میر محمد باقر داماد اشراق	۱۰۶۴	
۲۵	دولت بیدار	ملا شیدا	۱۰۸۰	
۲۶	مشرق الانوار	مولوی عبدالرحیم دہری	۱۲۷۳	

تضمین بسم اللہ مولانا نظامی نے بسم اللہ کی جو تضمین کی ہے وہ بھی ایسی عام پسند ہوئی کہ بہت سے نامور شعرا نے اس پر طبع آزمائی کر کے اس طرز کو نباہنے کی کوشش کی ہے۔ یقین ہے کہ منسلکہ جدول نہایت دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کی جائیگی۔

نام شاعر	بسم اللہ	تضمین
نظامی	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	ہست کلید در گنج حکیم
امیر خسروؒ	"	خطبہ قدس است بملک قدیم
مولانا جامی	"	ہست صلائے سر خوانِ کریم
ہاشمی کرمانی	"	فاتحہ آرائے کلام قدیم

نام شاعر	بسم اللہ	تضمین
غزالی مشہدی	بسم اللہ الرحمن الرحیم	ہست شہاب از پئے دیو رجیم
فیضی	"	گنج ازل راست طلسم قدیم
عرفی	"	موج نخست است ز بحر قدیم
ثانی	"	ماہچہ رایت امید و بیم
شفائی	"	تیغ الٰہیست بدست حکیم
ملا شیدا	"	آمدہ سرچشمۂ فیض عمیم
زلالی	"	مطلع دیباچہ نظم قدیم نص صحیح است و کلام حکیم پنجہ اعجاز و عصائے کلیم ارہ کش تارک دیو رجیم تیر شہاب است بدیو رجیم سرو سیہ پوش ریاض نعیم ابروئے خوش وسمہ حسن قدیم
آزاد بلگرامی	"	تیغ سیہ تاب رسول کریم
صفا	"	ہست عصائے رہِ امید و بیم
محمد قلی سلیم طہرانی	"	ہست عصائے رہ طبع سلیم

تضمین	بسم اللہ	نام شاعر
راہ حدیث ست بسوئے قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	ادہم صفوی
ہست نہالے ز ریاض قدیم	"	میرزا طاہر وحید
کعبہ جان و دل اہل نعیم	"	وحید
ہست علاج از پئے قلب سقیم	"	تمنا
خال رخ آرائے عروس قدیم نغمۂ مرغان ریاض نعیم	"	عاصم
مطلع انوار کلام قدیم	"	کامی
مصرعہ برجستۂ نظم قدیم	"	وحدت
حاصلِ ہر چار کتاب قدیم	"	معنی
آیت الطاف خدائے کریم زینت عنوانِ کتاب قدیم	"	آزاد
ہست نمک بر سر خوان کریم	"	واصف
غازۂ رخسار عروس قدیم	"	اشرف
قافلہ سالار کلام حکیم	"	الٰہی

مطلع الانوار کی نظم و نثر میں معانی و مطالب کی جو افراط و فراوانی ہے اُسے خود مصنف کی زبان فیض ترجمان سے سُنئے اور صداقت	ندرت اسالیب وافراط مطالب

وَصَدَّقْنَا کہیئے۔ ان کا اعجاز اس مقدمہ کے ایجاز کے احاطہ سے باہر ہے ؎

پیش دو ید ند بستان ضمیر　　خامہ فرو خواند ببانگ صریر
فوج بفوج ہم زمعانی حشر　　خواندہ و ناخواندہ درآمد ز در
ملک سخن را چو گرفتم بہ تیغ　　گوہر خود نیز فشانم چو میغ
جیب جہاں پر ز غرایب کنم　　وضع نمطہائے عجائب کنم
در تہ ہر بیت نہاں در نہاں　　تحفۂ پوشیدہ جہاں در جہاں
نثرے ازاں گونہ کشم از قلم　　کاب ز شعرم بہ برد تیر ہم
آں چہ نہفت ست مراد خیال　　گر کنمش وصف نماید محال
غیر چہ آگہ کہ دریں سینہ چیست　　کور چہ داند کہ در آئینہ کیست
غارہ کہ از گنج خدائی خم است　　چیست کہ در گنج خدائی کم است

(مطلع الانوار)

تاہم بقول "مالایدرک کلہ لایترک جلہ" اپنی محدود استعداد و استطاعت کے مطابق بلالحاظ حصر و استقصا تبرکاً و تیمناً چند نمونے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

حمد باری جل جلالہ

سہل بود ہر کہ بدو حرف کن　　از ملک العرش چہ سنجد سخن
کے سخن او بحد مردم ست　　زیں نفسے کو بہ بر دے گم ست

زندہ باقی کہ جہاں آفرید | کے مرد آں زندہ کہ جاں آفرید
آنکہ بود خالق موت و حیات | مرگ بروجہ کے آید بذات
نیست براں ہست کہ آرد شکست | کو ہمہ را نیست کند ہرچہ ہست
ساخت زیک قطرہ آدم گہر | طرفہ کہ نہ بحر بیک قطرہ در
چوں سر دعوی کشداں کس زرہ | کوز قفاے دو عدم گشت ہست
گر ہمہ عالم بہم آمید تنگ | بہ نشود پاے یکے مور لنگ
جملہ جہاں عاجز یک پائے مور | واے کہ بر قادر عالم چہ زور
بہ کہ بہ بیچارگی جانِ خویش | معترف آئیم بہ نقصانِ خویش

مندرجۂ بالا اقتباس کے مطالعہ کے بعد حضرت امیرؒ کے اعلیٰ درجہ کے متکلم ہونے میں کلام نہیں رہتا۔ اسی طرح کثیر التعداد اشعار سے ان کے مفسر و محدث اور فلسفی ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ یہ حمد گویا اس حدیث کی تفسیر ہے "لا اُحصی ثناءً علیك انت کما اثنیت علی نفسك"۔

نعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مندرجۂ ذیل ابیات مضمون نعت کی گویا معراج ہیں۔ "گفتۂ او گفتۂ اللہ بود" کے عقیدۂ حقہ کو کس خوبی سے نباہا ہے اور ایمان کے ساتھ عمل کی ضرورت کو کس طرح اگر ثابت کیا ہے

زان ازلی مکتب وامی لقب　　عقلِ کل آموختہ لوحِ ادب
کردہ وکیلانِ قضا در نخست　　ہم بقدم سبقِ حدیثش درست
ہر سخنش کاصلِ مسلمانی است　　حاشیۂ نامۂ ربانی است
درسِ شرف کردہ بہ حسن المآب　　شیر خرد خوردہ ز ام الکتاب
عینِ عنایت ز عطائے کریم　　دالِ ہدایت برہِ مستقیم
عروۂ وثقی اکنفِ نورِ او　　حبل متیں نسخۂ منشورِ او
ماہِ دو ہفتہ بہ سپہرِ جمال　　یافتہ از سبعِ مثانی کمال
او بہ یقیں دیدہ جمالِ عزیز　　ما ہمہ امید است کہ بینیم نیز
کرد نمازے بہ نیازِ تمام　　بود نماز از وے و از حق سلام
یافتہ تشریفِ نماز از خدا　　آمد ازاں گونہ نمازی قبا
ہر قدمت عمدۂ ہر دو سرائے　　ہر سخنت خازنِ وحیِ خدائے
من کہ عیاں تشنۂ جوئے توام　　خسروم اما سگِ کوئے توام

منقبت اصحاب رضی اللہ عنہم

منقبت کے اشعار گویا اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہیں کہ "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم" (میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں کہ جس کی بھی پیروی کرو گے ٹھیک راستہ پالو گے)۔

آنچہ زسر چشمۂ مقصود بخیت | نیم کشِ خود بہ ابوبکر ریخت
دور گزاں ساقی بیچور بود | عدلِ عمر نیز دراں دور بود
زآبِ حیاتش کہ دمادم رسید | قطرہ بر آں ابرِ حیا ہم چکید
جامِ شرابے کہ بہ تمیز خورد | جرعۂ آں جام علی نیز خورد
بر دگراں داد ازاں خم سے[1] | تابہ مے شیفتہ شد عالمے

مدح مرشد

اس زمانہ میں شاعری اور تصوف کی حالت محتاج بیان نہیں۔ دونوں کو علم و عمل کی احتیاج سے بالاتر سمجھا جاتا ہے۔ دونوں کی سندِ کمال کے لیے صرف ایک مجلس کی ترتیب کافی ہے۔ اس کا جو اثر اخلاق پر ہے وہ ظاہر ہے۔ شعر و شاعر کے لوازم آپ نے حضرت امیرؔ کی زبان قلم سے اور مقامات پر بھی سُنے ہونگے۔ مدح مرشد کے سلسلہ میں یہاں تصوف کی جو حقیقت پیش کی گئی ہے ابنائے زمانہ کے غور کے لایق ہے، اور جس کا خلاصہ ہے: "شرع اگر عین نباشد شر است" ؎

زیرِ نگیں عرصۂ ملکِ حمش | خطبۂ مع لی رقم خاتمش
نعبد ایاک طراز علم | فاخلع نعلیک مقام قدم
راہ روے کو بطریق صفا | رفتہ قدم بر قدمِ مصطفےٰ

[1] یعنی اصحاب و اتباع ۱۲

سیرتِ میمونشس بدیں پروری | نسخۂ دیباچہ پیغمبری
چوں دم الہام زدہ کامِ او | نائب وحی آمدہ الہام او
سکۂ گفتارش بفروع و اصول | تابع قال اللہ و قال الرسول
عین شریعت بطریقش درست | شرع اگر عین نباشد نہ رست
ہم تگ او ہم بریاضت گری | بر سرِ او چیست کلاہ سری
از پئے گمراہیِ جاں نارقیب | در پئے بیماریِ دلہا طبیب

ثنائے سلطان

اس وقت دہلی کے تخت پر سلطان علاء الدین جیسا ذی دبدبہ بادشاہ سریر آرا ہے۔ مشرقی آداب اور ایشیائی درباروں میں خسرو وقت کو "سایۂ خدا" سے برتر و بالا دکھانا روش عام ہے لیکن جس طرز میں حضرت امیر خسرو "علاء الدین جیسے فرماں روا" کی تعریف کرتے ہیں وہ بجائے خود مستحقِ صد ستائش ہے کہا جاتا ہے کہ وہ زمانہ "لب بند و چشم بند و گوش بند" کا تھا، اور یہ دور ہے "فری تھنکنگ اینڈ پلین اسپیکنگ" (Free thinking and plain speaking) کا۔

اُس زمانہ کا مرقع تاریخ کی لوح پر منقوش ہے، اِس دور کا نقشہ اِن آنکھوں کے سامنے ہے۔ ٹھنڈے دل سے دونوں کا مقابلہ کیجیے۔ یقین ہے کہ نتائج کی ترتیب میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ اس زمانہ میں جو بہت سے نئی اصطلاحیں قائم ہوئی ہیں ان میں سے ایک

"خوشامد" اور "چاپلوسی" بمی ہی۔ جس چیز کو پہلے "خوشامد" اور عیب سمجھا جاتا تھا، اُسی کی بہترین شکل کو اب "ڈپلومیسی" (Diplomacy) یا "مصلحت" بتایا جاتا اور ہنر قرار دیا جاتا ہی۔ "خوشامد" اور "ڈپلومیسی" کے مقابلہ اور تجزیہ کے لیے بجائے خود ایک دفتر درکار ہی جس کا یہ محل نہیں۔ حضرت امیر کے قول کے مطابق بادشاہ نے "شرعِ رسول خدا کو قوی کیا" "نائب فرمان کردگار" ہی، بنیاد دین کو برقرار رکھنا اس کا اصول کار ہی "سلاطین جنس" اور "شیاطین انس" پر اس کا رعب غالب ہی، "ملک معمور" اور "حشیم بیدار" ہی۔ اس میں کون سی بات خلاف عقل ہی اور اس سے زیادہ حاکم کے اندر محکوم کے لیے اور کس صفت کی ضرورت ہی؟ اور کیا اس زمانہ میں بھی یہ اوصاف بہترین سلاطین کے لیے نمونہ نہیں ہو سکتے؟

مثل حمد نعت وغیرہ کے ثنائے سلطان کے بھی دو حصے ہیں۔ اول دونوں نظموں کے عنوانوں کی نثر ملاحظہ ہو جو بجائے خود اعلیٰ درجہ کی شاعری ہی:۔

(۱) "دعائے چتر ہمایون سلطان السلاطین وہمائے ہوائے متعالی علاء الدنیا والدین زاد اللہ بضئة تحت جناحہ المنصور وصادعین اعدائہ بجوحۃ التراب مادام طار الطیور"

(۲) "بنائے ثنائے ثانی بمخاطبہ خدایگان زمین و زمان نائب رزاق وکلید ارزاق فتح اللہ لہ خزاین السموات والارض علی الاطلاق"۔

اب مدح ممدوح کا خلاصہ سنئے ؎

آں سخن آرم کہ چناں کم بود   درخور مدح شہ عالم بود

آں بہ لقب دنیا و دیں را اعلا — کو بجہاں داده ز احساں صلا
شاہ محمد کہ بتائید رائے — کرد قوی شرعِ رسولِ خدائے
نائب فرماں ز درِ کردگار — خازن روزن زکف گنج بار
خلق کہ پویند بظل ہمائے — بے خبر انند ز ظل خدائے
سکۂ او بست بدولت طراز — خطبۂ او نائب بانگِ نماز
خاتمۂ تخت تو گردوں نشیں — قاعدۂ ملک تو بنیاد دین
بام تو معراج سلاطین جنس — نام تو لاحول شیاطین انس
ناوک بیدست شده کفر کاه — ہندی محرابیت ایماں پناه
تیغ تو کو فاتحۂ ابتداست — بر تن بدخواه تو تبت یداست
ملک تو معمور و مخالف خراب — چشم تو بیدار و جہانے بخواب

علما کے فرائض

حضرت امیر نے علما کے جو فرائض قرار دیئے ہیں ان کو اگر زمانہ حال کے "مقتیوں" پر منطبق کیا جائے تو ان کا ہو بہو نقشہ کھنچ جاتا ہے ؎

خامہ مزن سوختن عامہ را — آلتِ تزویر مکن خامہ را
زرق تہ رخصت نعماں مده — زیر ملک بیضۂ شیطاں منہ
بیضۂ کلمرغ بزیر ہمائے — از نسب خویش بود دیجہ زائے

شرم نداری کہ چو فرماں دہی | تیغ نبی در کفِ شیطاں نہی
عالمِ یزداں بود از حیلہ دور | ہیچ کسے سایہ نہ بیند ز نور
حیلۂ تزویر بجملِ صواب | بوقلمونیست برام الکتاب
ایں ہمہ تشنیع بر آگہ رود | زانکہ بدا ندرہ دبیرہ رود
کس جہلا را نکند جرح کار | حک نبود بر ورقِ بے نگار
علم ہمان ست بتحقیق و بس | کز رہِ تحقیق بر آری نفس
ہر چہ کنی گر چہ صواب ست و پاک | ہم بوی از خشمِ خدا ترسناک
چوں تو نداری ز خطا نیز بیم | علمِ تو در دیں خللے شد عظیم
ای ز پئے فتنہ میاں کردہ چست | وز پئے تحقیق عمل پائے سست
علم کز اعمال نشانیش نیست | کالبدے دارد و جانیش نیست

اس سلسلہ میں یہ بات دیکھنے کی ہے کہ "علما" کی "خطا نا ترسی" کو "خلل در دین" اور "علم بے عمل" کو "کالبد بے جان" ٹھیرایا ہے، حتیٰ کہ "ہر صواب و پاک" کام کے لیے بھی "خدا ترسی" کو ضروری قرار دیا ہے۔ پھر غور کیجیے کہ اس ذی سطوت و جبروت طبقہ کو بھی نہیں چھوڑا جو "فتوے" کی آڑ میں ہر کردنی و ناکردنی حرکات کرتا ہے۔ حق گوئی کی حد ہے کہ بادشاہ کو بھی صراحت کے ساتھ لیا ہے اور کنایہ تک سے کنارہ کیا ہے۔ سنیئے ؎

از پئے یک میر ستم کیش را | محو کند صدقِ درویش را

حیلہ گرانے کہ مظالم کنند | شرعِ نبی مسخرۂ ظالم کنند
ہر زہ بشہ رادمِ نعمانؒ دہند | کفرِ ملک را لقب ایماں دہند
وانچہ کہ شہ کار پریشاں کند | آنہمہ از رخصتِ ایشاں کند
او فگند مالِ کساں در مغاک | شاں ہمہ گویند حلال ست و پاک
در فنِ بوجہل کنند اتفاق | عدلِ عمرؓ نام نہند از نفاق
جاہِ فقیہ از امرائے سفیہ | سود امیر ست و زیاں فقیہ
خسروا ماں در آمرانیت خیز | سوئے فقیہانِ خدائی گریز
از پئے کفارتِ تعظیمِ میر | دیدہ زپائے علما ربر مگیر

انسان کی نیابتِ الٰہی

ذیل کی بیتوں میں انسان کے شرف اور منصب نیابت و خلافت الٰہی کو واضح کیا ہے۔ گویا آیات کریمہ "علم آدم الاسماء کلھا" اور "انی جاعل فی الارض خلیفۃ" کی تفسیر ہے۔ انسان کا فطرۃً بلندی خواہ ہونا اور نیچے رہ جانے والی چیزوں کا خود بخود نظر میں چھوٹا معلوم ہونا کیسا اعلیٰ اور عمیق اور روزانہ مشاہدہ کے مطابق خیال ہے۔ اور جب خدائی خزانوں کی کنجی ہی ہاتھ آگئی تو پھر اور رہ کیا گیا؎

خود ز پدر گرچہ کنوں آمدی | با پدر از مجلہ بروں آمدی

دفتر معنے تو زیر خواندہ | تختۂ اسما زپدر خواندہ
عرصۂ عالم بمسافت تراست | دولتِ آدم بخلافت تراست
توشہی اقلیم تو ہر دو سرائے | تو ملکی تخت تو شد چار پاے
گنج خدا را تو کلید آمدی | نزلِ بازیچہ پدید آمدی
مرتبۂ جو کہ برانی بماہ | کس نخورد شربت باراں بچاہ
ہیچ کسے رہ سوئے بالا نیافت | تا قدم از ہمت والا نیافت

پھر کہتے ہیں کہ خدا کا نائب اور خلیفہ بننے کے لیے بڑی بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کی ضرورت ہے۔ اور یہ نیابت و خلافت محض خوش خوراکی و خوش پوشاکی سے حاصل نہیں ہوتی۔ ان خیالات کو کیسی نادر تشبیہات و تجربات سے ثابت کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ پُردل "ترک" (سپاہی) تیر سے نشانہ کا کام لیتا ہے، مگر تنگ ظرف "مطبخی" (بھٹیارا) ایندھن کا۔ دھوبی کپڑے کو آگ پر رکھ کر اُجالتا ہے، لیکن مشعلچی اُسے آگ میں جھونکتا ہے۔ پست ہمت اور تنگ نظر آدمی کتنا ہی بڑھ جائے ذلیل ہی رہتا ہے جیسے فرش خواہ خز و اطلس ہی کا ہو تاہم پامال ہے، ریشم کا کیڑا جو پتے چاٹ چاٹ کر بڑا ہوتا ہے دنیا اس کو ننگا کرکے اپنا بدن ڈھکتی ہے۔ مکھی اپنے دُہرے حریری ملبوس کے باوجود برہنہ بدن ہے۔ مچھلی اتنے فلس رکھنے پر بھی مفلس ہی رہی۔
آخر میں خلاصہ کے طور پر فرماتے ہیں ؎

آدمی ست از پے کارے بزرگ
گر نکند این ست جمارے بزرگ

علم بے عمل کی ذلت

"علم کو" چراغ" اور" جہل" کو شب تاریک" سے تعبیر کرتے اور چراغ نہ ہو تو اندھیری رات میں کنوئیں میں گر جانے کا اندیشہ ظاہر فرماتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ عمل کو علم کا جزو لاینفک قرار دیتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ علم نام ہی عمل و اخلاص کا ہے۔ "آنکھ والا" (عالم فقیر ہو یا غنی، ہمیشہ یکساں رہتا ہے، جیسے خود آنکھ کہ وہ نہ کبھی موٹی ہوتی ہے نہ دُبلی۔ ان کے نزدیک واعظ بے عمل کی مثال ایسی ہے جیسے سوتے ہوئے کا بڑبڑانا۔ کیا اچھی بات کہی ہے کہ قرآن کا صرف سر پر یا ہاتھ میں رکھنا بے سود "سود و سودگی" (گُمس گُمس) ہے۔ اس مضمون کو شاعر نے جس طریقہ سے لکھا ہے اُس کا خود اُنھیں کی زبان سے کچھ خوب لُطف آئے گا ؎

اے مُصراز جہل چو در مصر خر — اہل دگر باشد و اہلی دگر
شملہ چو گازر کدہُ آب گیر — سینہ تہی چوں سر و حفص پیر
اہل نگردد بعمامہ۔ سفیہ — خر نہ شود از جل دیبا فقیہ
منصب بے مایہ نہ در خور بود — گر ہمہ فرزند پیمبر بود

باب تو گیرم کہ علی مرتضیٰ است | وہ کت ازاں باب کلیدِ کجاست
بے بصراں راست بہر جایگاہ | کاستن از ذل و فزودن زجاہ
بیش و کمی نیست بہ بنیاے کار | دیدہ نہ فربہ شود و نے نزار
شعلۂ کعبہ بہ گلخن مسوز | دلق خر از سوزن عیسیٰ مدوز
مصحف اگر بر سر و یا بر کف ست | سودِ سر و سود گی مصحف ست

ابنائے زمانہ

حضرت امیرؒ نے اپنے زمانہ کی جو شکایت کی ہے وہ سوا چھ سو سال پہلے کی ہے، اسی پر اس زمانہ والوں کی حالت کو قیاس کیجیے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اُس وقت بھی گناہوں کی ایسی ہی کثرت تھی جیسی اب ہے بلکہ اس کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے اُجلے کپڑے پر ذرا سا دھبہ بھی بد نما معلوم ہوتا ہے، بخلاف اس کے میلے کپڑے کے چھوٹے بڑے داغ بھی نظر نہیں آتے ؎

این چہ زمان ست کہ در ہر طرف | ہست نفستی اہل جہاں را شرف
ہر نفسے کار گنہ بیشتر | خواری دیں باشد ازیں بیشتر
آں کہ بفرضے نکند کاہلی | متقی اش نام کنند و ولی
بس کہ شد از کفر جہاں پر زدود | آں کہ شرار یست چراغے نمود

وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے — زین ہمہ گبران مسلمان نمائے
دعوی دین و دل بے ترسناک — خندہ مزن بیہدہ بر دین پاک
اے ہمہ بر نسبت گبرانت زیست — نام مسلمانیت از بہر چیست
آنکہ تنگ از شرع فراتر زدہ است — اللہ و یارب کہ زند عربدہ است
زشت بود از غرکا ہل ستیز — غلغل تکبیر زدن در گریز

صوفیانِ حال کا نمونہ

ہست بسے صوفی پشمینہ پوش — کش نہ رسد بانگِ موذن بگوش
چون زمیش در رسلطان شود — تند بمحراب خرامان شود
سر تہِ دامانِ کسے در مبر — گو کندت غرقہ ز دامانِ تر
قبلہ مکن پیرِ خرابات را — تا بخرابی نبرد ذات را
در پے آن پیر چہ پوئی بفرق — کو بدِ خود نیک نماید بزرق

پیران بے حال کی تشبیہ اُس شپرکور چشم سے کیا خوب ہے جو مرغ کی
اذان سُنتے ہی حسرت و افسوس کے ساتھ محراب کے تاریک سوراخ میں
چھپتی ہے ؎

شپرہ در قبلہ خزد پُر فسوس
صبح دم از بانگ منا ز خروس

مرشدانِ زر اندوزان کے نزدیک "برہمنان بُت زریں پرست" ہیں

برہمنِ بت کہ کند شرح بید — تختہ سیاہش بود و خط سپید
بادہ و تسبیح بیک لب خطاست — مجلس و محراب بیک شب خطاست

مسجد و میخانہ چو یک جا بود — نطعِ حریفان ز مصلا بود

طاعتِ آلودہ نیاید بکار — مشک جگر سودہ نیاید بکار

صوفیِ میخوارہ کہ گرید ز حال — گر ہمہ کشف ست مدان جز خیال

ذنبہ کہ گرگے بقفا گردوش — پری دم لشکرِ یاگردوش

زر کہ ستانی و دہی چیست بس — خاصہ کہ بستانی و ندہی بکس

کسب زر ار خود بشریعت بود — در روشِ فقر خدیعت بود

تا تو ندانی کہ زر از بت کم ست — برہمناں را بتِ زریں ہم ست

این ہمہ شیخانِ خزائن پرست — برہمنانند - بتِ زر بدست

صرف جوہر ذاتی اصل ہے

کم بود از چرب زبانان فراغ — دیگ کجا پختہ شود بر چراغ

دمدمۂ دیگ دمادم صلاست — زمزمۂ چاہ بزمزم صدا است

گر پدرت داشت کمالے بزیست — آن حقِ او بود از آنِ تو چیست

نیست ہمہ نسلِ کریمان عزیز — تخم خیار ست بسے تلخ نیز

زشت بود سفلہ بجائے بلند کاسۂ خالی و صدائے بلند

بعینہ یہی تعلیم اسلام کی ہے۔ قرآن کریم میں ہے "اذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم"۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے بتاکید فرمایا کرتے تھے "اعملی یا بنت احمد اعملی"۔

ناقص تربیت کی مٹی پلید

تربیت کی جس درجہ ضرورت ہے وہ ظاہر ہے۔ اور تربیت کو درحقیقت تعلیم پر بدارج ترجیح ہے۔ مطلع الانوار میں تربیت کے وہی اصول قائم کیے گئے ہیں جو بہترین شمار کیے جاتے ہیں۔ یعنی اولاد کی اصلاح کی کوشش سے پہلے ماں باپ کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ تربیت شروع ہی سے ہونی چاہیے۔ تربیت میں سختی کو دخل نہ ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "ہر بچہ اصل فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے، مگر اس کے ماں باپ اُسے یہودی یا مجوسی یا نصرانی بنا دیتے ہیں"۔ "اگر کوئی کہے جبل اپنی جگہ سے ٹل گیا تو اُسے سچا مان لو، لیکن اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص کی جبلت بدل گئی تو اسے سچا مت جانو" (اور جبلت در اصل نام ہے اس عادت کا جو تربیت کا نتیجہ ہوتی ہے) جس کی تربیت کی جائے اُسے حدیث میں ٹیڑھی ہڈی سے مشابہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر اُسے چھوڑے رکھا جائے تو وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی رہے گی، اور اگر سختی کی جائے تو اس کے ٹوٹ

جانے کا ڈر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تربیت میں غایت احتیاط کی احتیاج ہے۔ کلام پاک میں بھی نرمی سے بات کرنے اور بہتر طریقہ استعمال کرنے کا حکم ہے ؎

گر تو بہی خونِ تو در رگ چراست — ورنہ تگی زادۂ تو سگ چراست
نیش و جراحت نہ ز مردم دمد — از دمِ مار و دمِ کژدم دمد
چون تو بدی گز تو زاید بتر — خونِ جگر گوشہ بہ تہمت مخور
گر بچۂ خود بخورد گرزہ مار — بچۂ او نیز شود بچہ خوار
میوہ کہ در نشترِ سختش توئی — خار ز خود خور کہ درختش توئی
شو ادب آموز پسر را ز پیش — کہ چو قوی شد نتوانیش بیش
چرب کنی شانۂ نو را زباں — موز گسستن نہ فتد در زیاں
زادۂ بد در مکن و کن مکش — ناخنہ از دیدہ بناخن مکش
زانکہ بداں گفت پدر نشنود — جز سخنِ خویش دگر نشنود
ایں ز حدیثِ پدر اندر خروش — آں ہمہ تن بر لبِ فرزند گوش
رنج کشش طفل شکیبا بود — پرورش نازنہ زیبا بود

اولاد سے خدمت کی اُمید

بہترین تربیت کی تاکید کے باوجود حضرت امیر خسرو کا مشورہ والدین کے لیے یہ ہے کہ ماں باپ کی ہمت کا تقاضا یہی ہونا چاہیے کہ وہ اولاد سے خدمت

کے متوقع نہ رہیں، کیوں کہ خدا جانے اولاد کا مزاج کیسا قائم ہو ؎

بچۂ طاؤس چو از بیضہ جست / دانہ خورد چست ز بالا و پست
بچہ کہ گنجشک و کبوتر کشد / لرزہ کناں دانہ ز مادر کشد
بیضہ ہماں بہ کہ شکست خود ست / راحت مرد از تعبِ دستِ خود ست
خواجہ مبادا کہ بہ پیرانہ سر / بندۂ فرزند شود بہر خور
دہ پسر از یک پدر آسودہ گشت / یک پدر از صد پسر افتد بدست
ناخلفے را کہ بود شوم چہر / بر پدر و مادر و خویشاں چہ مہر
سگ چو گرِ خشم فغاں بر کشد / تسمہ ز دندان برادر کشد

نیز یہ کہ پیدائش اور پرورش کے زمانہ میں والدین کے اندر یہ جذبات تو ہوتے بھی نہیں ہیں۔ شفقت پدری و مادری کا فلسفہ کچھ اور ہی ہے ؎

پرورش زادۂ دشوار زیست / آنکہ نہ زادہ است چہ داند کہ چیست
سہل نماید بر استر دناں / محنت زائیدنِ آبستناں
گیر کہ مادر کند از بہر خویش / ق پرورشِ زادہ بامید بیش
چیست صدف را کہ ز جانِ دو نیم / پرورد اندر دل در یتیم
دست قضا کیں ہمہ باہم نہاد / از پئے آبادی عالم نہاد
گر نہ دو آتش زدہ در خود شدے / دہر بری از جانوراں کے شدے

کلام کے بین السطور پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کے

مناسب حال تعلیم و تربیت کے دو داستے ہی حامی و خواہاں ہیں جتنا کہ ہونا چاہیئے اور اس حقیقت سے معترف ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر لڑکوں کی خاطر خواہ تعلیم و تربیت محال عادی ہے۔ چنانچہ خود اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ؎

گرچہ کہ اخوانِ چو تو نیک اخترند — نے ز تو در دیدۂ من بہترند
دختر اگر نیست پسر کے شود — بے صدفِ سادہ گہر کے شود
جاں سگِ آں دختر آزادہ شد — کز رحمِ او پدرش زادہ شد
باید چوں درخلفِ ارجمند — تا صدف آوازہ بر آید بلند
دُرکہ بزرگاں ہمہ میلش کنند — یادِ صدفِ ہم بطفیلش کنند

مذکورۂ بالا شعروں کے ظاہری معنی بھی نہایت لطیف ہیں۔ وہ یہ کہ اگر بیٹی نہ ہو تو نہ بیٹا ہوا ورنہ باپ" خوب! بچوں کے رجحان طبیعت کا اندازہ کرنا بھی اصول و لوازم تعلیم و تربیت میں نہایت اہم ہے۔ اس خیال کو انھوں نے اس بے مثل مثال سے ثابت کیا ہے کہ اگرچہ مٹی اور پتھر بجائے خود بکار آمد ہیں، لیکن آئینہ یا پانی کی طرح عکس پذیر نہیں ہیں۔ بالفاظ دیگر اگر مٹی یا پتھر سے وہ کام لینے کی کوشش کی جائے گی جو آئینہ یا پانی کا ہے تو یقیناً محنت برباد جائے گی ؎

فیض ز قالب کہ نداند گزشت — بر دگرے خود نتواند گزشت

آئینہ و آب بود عکس گیر | نیست گل و سنگ تصور پذیر
دیدہ نہ خود دید نزدیک دور | قابلِ آنست کہ بیند زنور
گوش کہ صد مشعلہ باوے بود | نیست چو قابل۔ نظرش کے بود

زرداری و فیاضی

اب سے سات سو برس پہلے کے مسلمان (خصوصاً امرا اور دربار رس لوگ) بے زری سے واقف ہی نہ تھے اور جو زردار تھے ان کو فیاضی کے موقعے بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس باب میں بھی حضرت امیرؒ نے جو کچھ کہا ہے وہ ایسا ہے کہ صرف اُسی شخص کی زبان و قلم سے ادا ہو سکتا ہی جو انسانی فطرۃ کو اچھی طرح سمجھتا ہی ؎

گر ہمہ گبرست کہ مالیش ہست | در نظرِ خلق جمالیش ہست
ورچہ بود مومن و پرہیزگار | ہر کہ زرش نیست ندارد عیار

مطلب یہ ہی کہ زردار کی بے دینی پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے اور بے زر مومن کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اس لیے مالدار بننے کی ہر ممکن اور جائز کوشش کرنی چاہیے اور جب زر و مال ہاتھ میں ہو تو باموقع فیاضی سے دریغ نہ کرو۔ مالدار کا بخیل ہونا ایسا ہی جیسا جواھر کا کان میں یا گوھر کا دریا میں (گویا بیکار) پڑا رہنا۔ یہ بھی نہ ہو کہ سب کچھ اپنے پر یا اپنوں پر ہی خرچ کیا جائے اور بیگانے

محروم رہیں۔ اگر یہ ہو تو دینے یا خرچ کرنے والا گویا بسولا ہے جو کاٹ کاٹ کر
اپنے ہی سامنے ڈالتا جاتا ہے۔ اور اگر اُسے دیتا ہے جو مالدار ہے تو گویا موتی اُٹھکے
دریا میں پھینکتا ہے۔ پھر یہ کہ جسے دے اُسے بھی اندازہ کے ساتھ دے جیسے کہ آنکھ
میں سرمہ سلائی سے ڈالا جاتا ہے نہ کہ چمچے سے۔ دیتے وقت اپنی حالت کا اندازہ
بھی ضروری ہے۔ غرض بخل و اسراف اور حقیقی فیاضی کے تمام مراتب بیان
کر دیئے ہیں ؎

ارہ صفت قسمتی راست باش — نے ہمہ چوں تیشہ سوئے خود تراش
لطف بجائے ست کہ دوری بود — بر زن و فرزند ضروری بود
کیست کریم۔ آنکہ بمسکیں دہد — نز پئے شہرت۔ ز پئے دیں دہد
ہر چہ توانگر بتوانا فگند — وآنکہ گہر باز بدریا فگند
گر توئی از راہِ کرم زرفشاں — پُر بگدا کم بتوانگر رساں
ہر چہ بہ نسبت نہ فشاند کسے — بخل ز اسراف نکوتر بسے
گرچہ عطا در ہمہ جا دلکش ست — ہر چہ بہنجار بود آں خوش ست
دیدہ کہ از سرمہ دلیلش دہند — سرمہ نہ از چمچہ بمیلش دہند
دادنِ بکرم شرفے شد بلند — دادنِ مسرف بزہ و ریشخند
آنکہ دو نیم جامہ ندارد بپوست — بخیہ دست ار دہد آنرا بدوست
شفقہ کہ بخشید بسرما فقیر — رحم مکن گر ببرد۔ گو بمیر

صحن جہاں شد چو خرابی نشاں | باغ بود بہ بہمنِ زرفشاں
آنکہ تونگر بزرست و منال | گر ہمہ بدہد بود اسرافِ مال
از دو یکے چشم کرم راست نور | وز سہ یکے قسمتِ خیر الامور
پر دلی آں بہ کہ بطاقت بود | پر دلی از دام حماقت بود
حکم سخا نیست بہ بسیار چیز | از درمے دانگ وز دانگے پشیز
کیست سخی؟ آنکہ ردانت دہد | ہرچہ دہد ہم بز مانت دہد

فیاضی کے موقعوں پر ایک اور مسئلہ بھی قابل لحاظ ہوتا ہے یعنی "خویش و درویش" کا۔ ایسے موقعوں پر اپنوں کو بالکل ہی نظر نہیں کرنا چاہیے۔ جو کچھ کیا جائے بلا خواہش نام و نمود کیا جائے (علی الخصوص جب معاملہ اقارب کے ساتھ ہو) اپنوں کی امداد کے لیے یہ خیال کیسا تسکین بخش ہے کہ اس صورت میں جو کچھ ہاتھ سے جاتا ہے وہ گویا اپنے ہی ہاتھ میں آتا ہے ؎

شہرہ مکن ہرچہ بخویشاں دہی | در کفِ تست آنچہ بریشاں دہی
سفلہ کہ دانگے بہ فقیر آورد | شش جہت از دوے بنفیر آورد
گر تو شوی از ہمہ خویشاں بزرگ | در رمہ خویش شباں شو نہ گرگ
گر ہمہ شہد شہ بدہاں آوری | زہر بود چوں بزباں آوری
آنکہ سرانجام زنی نشترش | بہ کہ ز اوّل ندہی شکرش
گر شرفے در رگِ نیکوئے تست | ہر کہ بجز تست دعاگوئے تست

عرق بیا پاکی بدعا ضم شود　　　رشتہ بتعویذ مکرم شود
زودکہ بشیریت شنوت بود　　　خونش خورانی چہ مروت بود
منزل مہماں نہ بود ہر درے　　　بار عزیزاں نہ کشد ہر سرے

پھر فیاضی کے عموم سے سائلوں اور مفت خوروں کی ترقی کا جو اندیشہ ہوسکتا ہے، شاعر کا ہمہ گیر دماغ اس سے بھی خالی نہیں ہے، اور مخصوص انداز کے ساتھ سوال اور دست درازی کی مذمت بھی موجود ہے ؎

دست جواں مرد بود گنج بار　　　دستِ نگوں ہیچ نگیرد قرار
دست ستاں ست ستانندہ را　　　دست نگوں ست رسانندہ را
یعنی اگر تو دہی از کف درست　　　سجدہ کند دست بہ پشت نخست
سر نہد از دامن پر آدمی　　　پلہ چو برگشت ببوسد زمیں
پیشِ فشانندہ کہ ریزد بروں　　　گرد چینندہ ضرورت نگوں

جوانی کی باتیں

تا بود اسباب جوانی بہ تن　　　روئے چو گل باشد و تن چوں سمن
تازہ بود مجلس یاراں بتو　　　جلوہ کند صفِ سواراں بتو
شیفتگاں دیدہ بر دیت نہند　　　رختِ ہوس بر سر کویت نہند
نکہتِ گیسو چو نسیم سحر　　　رنگِ بناگوش چو نسرینِ تر

نرگسِ تو بادہ نداند گناہ — غنچۂ تو خندہ ندارد نگاہ
تاب دہد چہرہ ز برنائیت — میل کند سینہ بر عنائیت
دیدہ سوئے فتنہ پرستی کشد — دل ہمہ در شوخی و مستی کشد
ناز کنی۔ ناز کشندت بجاں — دل طلبی۔ نیز دہندت رواں
روز چہ جوئی بہ شبت آں رسد — تا شب تو نیز بپایاں رسد

بڑھاپے کی گھاتیں

نوبت پیری چو زند کوس درد — دل شود از خوش دلی و عیش سرد
گونہ رخسار بزردی زند — آتشِ معدہ دمِ سردی زند
موئے سپید از اجل آرد پیام — پشتِ خم از مرگ رساند سلام
در تن و اندام درآید شکست — لرزہ کند پائے ز سستی چو دست
چشم شود منزوی از خانہا — رخنہ شود در رشتۂ دندانہا
قوتِ دل بشکند و زور تن — پوست جدا گردد چوں پیرہن
چنگ صفت رگ جدا از پشت پیر — تار بجنبد چو کہن شد حریر
تیرہ شود مشعلۂ نور عین — دل بمصلّا کشد از کعبتین
خشک شود عمدۂ بازو چو کلک — سست شود مہرۂ گردن ز سلک
از مے و گلزار فراغ او فتد — زہد ضروری بدماغ او فتد

برہمہ ایں دور دما دم رسد — ازہمہ بگذشتہ بما ہم رسد

عہد پیری شباب کی باتیں

پیر کہ او درد سبیلی خورد — نیست عیدست کہ سیلی خورد

پیری ندانست کہ از پنبہ خاست — راست مداں پشم ز پنبہ جداست

پیر نگیرند بموے سپید — تا بر پیراں نبود زو امید

باشش چو کافور بہ پیرانہ سر — پاک ز بیروں و دروں سر بسر

تا نشوی کز پے خون تباہ — موے سپیدش بود و دل سیاہ

کور شدی نفس مکن جیفہ خوار — زندہ بود زاغ کماں راشکار

پیر شدی پیشہ پیراں پذیر — زشت بود لعب جواناں ز پیر

پیر کہ بر رسم جواناں زید — مردہ بود گرچہ بصد جاں زید

وانکہ جواں پیر تمیز دیر گشت — طفل بود گرچہ بمو پیر گشت

نسبت پیری و جوانی نہ موست — ہرچہ بہنگام بود آں نکوست

موے کہ سازند سپید از گلاب — مسخرہ چو موے سیہ است از خضاب

عمر جواں از حیلہ نخواہد فزود — سبلت رنگیں بتکلف چہ سود

سچ ہے ؎

عہد پیری شباب کی باتیں — ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

یا یہ کہ ؎

شیئان عجیبان ھما ابرد من یخ
شیخ یتصبی وصبی یتشیخ

مدارج عمر

عمر کے مختلف حصوں میں انسان پر جو حالات گزرتے ہیں ان کو متعدد شاعروں نے بیان کیا ہے اور ان سے اپنے اپنے طریق پر عمدہ نتائج اخذ کئے ہیں۔ امیرالمومنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اس خصوص میں ایک قطعہ ارشاد فرمایا ہے جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ غالباً کسی زبان میں اس خیال کو حضرت مولائے سے پیشتر ادا نہیں کیا گیا۔ بعد کی نظمیں تو مختلف شعرا اور مختلف زبانوں کی نظر سے گزری ہیں ؎

اذا عاش امرءٌ ستّین حولاً — فنصف العمر تمحقهُ اللیالی
ونصف النصف یمضی لیس یدری — لغفلته یمیناً عن شمال
وثلث النصف آمال وحرص — وشغل بالمکاسب والعیال
وباقی العمر اسقام وشیب — وھمٌّ بارتحال وانتقال
فحب المرء طول العمر جهل — وقسمته علی ھذا المثال

یعنی اگر آدمی بفرض ساٹھ سال زندہ رہے تو گویا آدمی عمر (۳۰ سال) ہونے

ہی میں برباد ہو جاتی ہے۔ اور آدھی میں سے آدھی (۱۵ سال) اس طرح گزر جاتے ہیں کہ دائیں بائیں کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ اور اس نصف کی ایک تہائی (۱۰ سال) کو کھانے کمانے اور بال بچوں کے لیے رکھ لو۔ اب رہی باقی عمر (۵ سال) وہ بیماری بڑھاپے اور مرنے کی فکر و غم کی نذر ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں طول عمری کی خواہش سراسر نادانی ہے حضرت امیر خسرو لکھتے ہیں ؎

ششدرہ راہ سہ پنجم کشاد — ہفت و نہم در شش و پنج اوفتاد

گرچہ مرا چاردہ من بکاست — دل ز سرِ چاردہ بازی نخاست

عمر بدہ بازی و نادانی است — بست شد آغاز پریشانی است

از ورع و زہد زسی تا بچہل — ہرچہ کنی خوی پذیرست دل

چون زچہل پائے فراتر نہی — سکہ محال ست کہ دیگر نہی

از پس پنجاہ در آید شکست — وائے بدینگونہ کہ رفتی زشست

از پس ہفتاد بہفتاد نی است — حد بقازاں سوئے ہشتاد نیست

در نود آئینِ حیات اندکیست — زیستن و مرگ بہ نسبت یکیست

در بصد افتد حد پایندگی — مرگ نکوتر زچنان زندگی

جس نتیجہ کی نسبت حضرت امیر علیہ السلام نے از راہ انتہائے بلاغت کنایت سے کام لیا اُسی کی حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت کردی اور کہدیا کہ ؎

مہلت تو گر صد و یا پنجہ است — از پئے آرائشِ زادِ رہ است

چون تو دریں تختہ نداری شمار　　عمر چہ دہ چہ صد و چہ صد ہزار

مقصد دونوں بزرگوں کا واحد ہی یعنی انسان ساٹھ سال جیا تو کیا اور سو سال جیا تو کیا۔ اُسے چاہیے کہ جو کچھ کرنا ہے اسی تھوڑی سی مہلت میں کر لے اور طویل عمر کے غم میں نہ پڑے۔

مناظر

رات کا منظر

صوفی گردوں چو بخلوت نشست　　گرد فلک سبحہ پروین بدست

طرۂ ظلمت ز نسیم بہار　　مشک فشاں شد چو لب روزہ دار

دہر پر از غالیہ سودہ گشت　　دام و دد از تنگ دل آسودہ گشت

چشمۂ خور برد ز ہر خانہ تاب　　تا شدن آورد بہر دیدہ خواب

مردمک چشم کساں تا بروز　　گرد ز مژگاں درخو دیخ دوز

سایہ فگن خاک بچرخ بریں　　چرخ شدہ سایہ نشین زمیں

جن و ملک ہر دو شدہ گوشہ گیر　　دزد و عس ہر دو شدہ توشہ گیر

زاں شب فرخندہ کہ میموں شدہ　　بوم چو طاؤس ہمایوں شدہ

از اثر نور ثریا نشیں　　مرغ مسیحا شدہ خورشید بیں

طلوعِ سحر

مرغِ سحر گفت چو تسبیحِ پاک بانگِ مؤذن بفلک شد ز خاک
خلوتیِ شرق برآمد ز دور بر کتف افگنده مصلّائے نور
صبح که شد نور بصدقش گوا زد قدمِ صدق بر روئے ہوا
جنبشِ پاکاں سوئے محراب گشت چشمِ سگاں پرده کشِ خواب گشت
شب پره از گنبدِ فیروزه گوں رفت به فروالۂ گنبد دروں
بوم که در رفت چو دزداں بباغ دردِ سرِ خویش شد از کوبِ زاغ
مرغِ سحر خیز نوا برکشید زمزمۂ تر بہوا برکشید
باد که بر لاله و گل پا نهاد رقص کناں روئے بصحرا نهاد
تازه شد از ابرِ بہاری چمن خنده زد از یادِ ریاحین سمن
ابر که از بادِ وزاں شد ستوه بست سراپرده به اوتادِ کوه
سرخیِ شرق از افق رو نمود ہمچو مئے سرخ ز جامِ کبود
شاہدِ صبح از رخِ لعل و سپید داد حریفانِ طرب را نوید
گردِ سخن رود بریشم زناں گشت رواں جامِ صبوحی خوراں
نادره صبحی که ہمه ماه و سال شد ز دمش فرخ و فرخنده فال
مرغ که آه از دلِ غمگش زده در جگرِ سرخِ گل آتش زده

بلبل نالندہ ز غم دیدہ تر — سینہ ز آوازِ خراشیدہ تر
کبک و کبوتر بنفیر آمدہ — زاغ و زغن در بم و زیر آمدہ

بہار کی بہار

باغ در ایامِ بہاراں خوش ست — موسمِ گل با رخِ یاراں خوش ست
چوں گلِ نوروز کند نافہ باز — نرگسِ سرمست در آید بناز
سبزہ برآرد خطِ عاشق فریب — از دلِ بینندہ رباید شکیب
برگ شود بر گلِ نسرین فراخ — آب چکد ز ابر براندامِ شاخ
سروِ ترا اندام ز لطفِ صبا — از خزِ بے تار بپوشد قبا
تازہ شود لالہ چو رخسارِ دوست — غنچۂ نوخیز نگنجد بپوست
بر رخِ گل غازہ کند لالہ زار — جلوہ کناں دست برآرد چنار
از خطِ سنبل کہ معنبر شود — خاکِ چمن غالیۂ تر شود
ابر بگوید بر رخِ بوستاں — باغ بخندد چو لبِ دوستاں
تا بنہد بر جگرِ لالہ داغ — گل ہمہ از باد فروزد چراغ
بط ز ترانہ کہ برود آورد — فاختگان را لبِ سرود آورد
گرچہ کند مرغ ز مستی خروش — نیز نہد بر سرِ گل پا بہوش

خزاں کی پکار

باز چو گل رخت بریزد ز خار		خنده فراموش کند لاله زار
باغ دهد حلهٔ رنگیں بباد		غنچه ببندد لب شیریں گشاد
سرو سرافراشته پست اوفتد		در ورقِ لاله شکست اوفتد
نافِ شگوفه ندهد بوئے مشک		پر شکند فاخته از شاخِ خشک
مرغ خورد بر گلِ نسریں دریغ		بید بیارد بسر سبزه تیغ
نسترن از شاخ در افتد نگوں		خشک شود در جگر لاله خوں
سرد شود چشمه چو افسردگاں		زرد شود سبزه چو گل خوردگاں
شاخ بنفشه که ز جا بر شود		کژدمهٔ دیدهٔ عبہر شود
برہنه گردد چمن حلّه پوش		شاخ دهد مژده بهیزم فروش
خنجر سوسن چو فتد بر زمیں		سایه ببرد ز سرِ یاسمیں
ابر نبارد دگرے از سپہر		خار نخارد سرِ نسریں بمہر

خلاصۂ کلام

مثنوی مطلع الانوار کے متعلق مجھے جو کچھ عرض کرنا تھا وہ صفحات بالا میں پیش کر چکا میں شروع ہی میں کہہ چکا ہوں اور اب آخر میں بھی اُسے دُھراتا

کہ میں نے کتاب کے معانی و محاسن کے استیعاب کی مطلق کوشش نہیں کی۔ نہ اس کی ضرورت تھی، اور نہ یہ میرے لیے ممکن تھا۔ حضرت امیر خسروؒ درحقیقت ان انسانوں میں سے تھے جن کو خلاق علی الاطلاق کی بے انتہا قدرت کا عجیب و غریب نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

وہ فطری شاعر تھے۔ انگلستان کے مشہور شاعر اور "ہومر" کے مترجم پوپ Pope (۱۶۸۸-۱۷۴۴ء) کی نسبت کہا جاتا تھا کہ

"He lisped up in numbers, for the numbers came" (یعنی آمد کا یہ حال تھا کہ تتلا کر بولنے کے زمانہ میں بھی وہ نظم ہی میں بولتا تھا) بلاشبہ پوپ بڑا شاعر ہے اور اوائل ہی سے اس کے اندر شعر گوئی کا مادہ اور رجحان پایا جاتا تھا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ۱۷۱۱ء یعنی ۲۳ سال کی عمر سے پہلے کے اس کے کسی کلام کا پتہ نہیں ہے۔ انیسویں صدی کے نامور انگریزی ادیب اور مورخ مکالے (Macaulay) کے متعلق بھی مشہور ہے کہ وہ آٹھ برس کے سن میں شعر کہنے لگا تھا لیکن اس سن کے کلام کا کوئی حصہ محفوظ نہیں ہے (حال آں کہ پوپ اور مکالے دونوں کا زمانہ "تاریخ کا زمانہ" ہے) بخلاف اس کے امیر خسرو کی صغر سنی کا ایک پورا دیوان "تحفۃ الصغر" کے نام سے محفوظ ہے، چنانچہ اس دیوان کے دیباچہ میں وہ خود لکھتے ہیں کہ مجھے اوائل عمر ہی سے شعر گوئی کا فوق العادت ذوق تھا۔ جب

خواجہ اعزالدین سے پہلی بار ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے امتحاناً چار لفظ موٗ (بال)، بیضہ، تیر اور خربزہ ایسے بتا کر جن میں باہم بظاہر کوئی ربط نہیں تصنیف رباعی کی فرمائش کی۔ میں نے فی البدیہہ ذیل کی رُباعی موزوں کی سے

ہر موٗ کہ در دو زلف آں صنم است ۔۔۔ صد بیضۂ عنبریں دراں موٗ ضم است
چوں تیر مداں راست دلش را زیرک ۔۔۔ چوں خربزہ دندانش درونِ شکم است

اس واقعہ کی تصدیق یورپین مستشرقین نے بھی کی ہے۔ ان کے شاعرانہ کمال کو دنیا تسلیم کرتی آئی ہے۔ پُرگو ایسے ہیں کہ اشعار کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ بدیہہ گوئی کا یہ عالم ہے کہ تین ہزار تین سو چوبیس بیت کی مثنوی (مطلع الانوار) بے تکلف دو ہفتہ میں کہہ ڈالی۔ کل خمسہ (جس کے اشعار کی مجموعی تعداد تقریباً اٹھارہ ہزار بیت ہے) تین سال میں پورا کر دیا، حال آں کہ شاعری ان کے لیے محض تیسرے درجہ کے مشاغل میں تھی مقابلہ نظامی کا تھا جو اپنے فن کے امام ہیں۔ سوائے شغلِ شعر کے اور کوئی فکر نہیں رکھتے تھے۔ اصنافِ شعر میں محض مثنوی گوئی کو اپنے لیے مخصوص کر لیا تھا۔ اور باوجود تقریباً سوا سو سال گزر جانے کے کسی اور شاعر نے اس مقابلہ کی جرأت نہیں کی تھی۔ چنانچہ ان تمام واقعات کو خسرو ایک موقع پر یوں بیان کرتے ہیں سے

(نظامی کی حالت)

اوزان ہمہ فکر گوہر آمائے ۔۔۔ نہاد بروں زیک روش پائے

سہ طرز سخن چو شکر و شہد — ننمود مگر بمثنوی جہد
کوشش ہمہ در سخن سگالی — خاطر ز ہر التفات خالی
بارے نہ بہ دل مگر ہمیں بار — کارے نہ دگر مگر ہمیں کار
از ہر ملکے و نیک نامے — اسباب معاش را نظامے

(خود اپنی حالت)

مسکین من مستمند بے ہوش — از سوختگی چو دیگ در جوش
شب تا سحر از صباح تا شام — در گوشۂ غم نگیرم آرام
باشم ز برائے نفس خود رائے — پیشے چو خورے ستادہ برپائے
تا خوے نہ رود ز پائے تا سر — دستم نشود ز آب کس تر
مزدے کہ دہند منت داد — واں رنج کہ من برم ہمہ باد
با چندیں شغل خاطر آشوب — چندیں بر نود ہم زیک چوب

نثر کلام کی مقدار بھی محیر العقول ہے۔ بلند پایہ اس درجہ ہیں کہ بڑے بڑے استاد اور نقاد باوجود سعی بلیغ ان کی گرد کو نہیں پہونچتے۔ مع ہذا سہل گو بھی اتنے کہ چھمو ساقن[1] تک کو نہال کر دیں۔ فن شعر میں وہ اہل ایران تک کے نزدیک نہ

---

[1] حضرت امیر خسرو کی ہم عصر دلّی میں چھمو نام ایک ساقن (رنگ فروش) تھی ایک دن (بقیہ صفحہ ۵۷ پر)

صرف مسلم استاد ہیں بلکہ صاحب ایجاد ہیں۔

علوم نقلیہ وعقلیہ کا معلوم نہیں وہ کون سا شعبہ ہے جس میں ان کو درک وافی نہ ہو۔ کلام میں جس علم اور جس فن کا ذکر کرتے ہیں، ایسی صفائی اور روانی کے ساتھ کرتے ہیں کہ کہیں رُکنے اور بند ہونے کا نام نہیں لیتے۔ حتیٰ کہ بعض فنون میں ان کے ایجاد موجود ہیں۔ اس وقت کی کوئی علمی زبان ایسی نہ تھی جس کے وہ ماہر نہ ہوں بعض موقعوں پر اُنھوں نے سنسکرت زبان کی خصوصیات اور صرف ونحو کے مسائل اس نہج پر لکھے ہیں کہ صرف واقف کار ہی سے اس کی توقع ہوسکتی ہے۔ تصوف کے اندر آپ کے پایۂ گراں مایہ کا کچھ اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہی سلطان الاولیاؒ کے محبان خاص ومقربان با اخلاص سے تھے جن کے "سینۂ سوزاں" پر مرشد کو ناز تھا اور حضرت کی درگاہ دبارگاہ سے "ترک اللہ" کا خطاب حاصل۔

بحر سیاست کے ایسے بے باک غواص وتیراک تھے کہ سات سلاطین کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶)۔ اس نے فرمایش کی کہ میاں خسرو سب کی ٹکیں ملایا کرتے ہو، کوئی ٹنک میری بھی ملا دو۔ اس پر آپ نے فی البدیہہ کہا ؎

اوروں کی چوپہری باجے چھمو کی اٹھ پہری (نوبت)
باہر کا کوئی آوے ناہیں آویں سارے شہری

صاف صوف کر آگے راکھے جا میں ناہیں تو بس (تنکا)
اوروں کے جہاں سینگ سماوے چھمو کے ہاں موسل

(یعنی ایسی گاڑھی کہ "سینگ کھڑی رہے"، یہ محاورہ یہیں سے لیا گیا ہے)

درباروں میں بارسوخ باریاب رہے۔

خسروؔ کی ان تمام مختلف و متنوع حیثیتوں پر غور کرنے سے شاعر کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے ؎

لیس من اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

اور اس لیے کمالات خسروی کے استقصا سے اپنا عجز تسلیم کرلینا ہی بہتر ہے ؎

نے سوے تو دعوی طاعت بریم

عاجزی خود بشفاعت بریم

البتہ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی نسبت نہایت اختصار کے ساتھ چند اُستادانِ فن و نقادانِ سخن کی رائیں نقل کرکے یہ "مقدمہ" طے کر دیا جائے۔

صفحات بالا میں کسی موقع پر ان چند اساتذہ کے نام بتائے گئے ہیں جنھوں نے نظامیؒ کے مقابلہ اور خسروؔ کے تتبع کی کوشش کی۔ ان کے علاوہ جلال اسیرؔ، وحشیؔ، حزیںؔ اور قاآنیؔ بھی قابل ذکر ہیں۔ اور اگر اس فہرست کو مکمل کرنے کی کوشش کی جائے تو ناموں کا شمار کم از کم ستّر تک پہونچے گا۔ بہ لحاظ زمانہ یہ سلسلہ خواجوے کرمانی (سنہ وفات ۷۵۳ ہجری) سے شروع ہو کر عبدالرحیم دہری (سنہ وفات ۱۲۷۳ ہجری) پر تمام ہوتا ہے۔ گویا اتنے کثیر التعداد دماغ و قلم سواپانسو سال کی طویل مدت تک برابر سرگرم سعی

وجلال رہے، اور یہ واقعہ بجائے خود بہت بڑا ثبوت ہی امیر خسرو کے کمال کے مسلّم ہونے کا۔ تاہم اصل الفاظ کا اعادہ بھی یقیناً خالی از افادہ نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہوں:

(۱) امیر حسن علا سنجری

خسروا از راہ کرم بپذیرد		آں چہ من بندہ حسن می گویم
سخنم چوں سخن خسرو نیست		سخن این ست کہ من می گویم

(۲) ضیا برنی

"امیر خسرو، خسرو شاعران سلف و خلف بودہ است۔ در اختراع معانی و کثرت تصنیفات غریبہ نظیر نداشت۔ وہرچہ نسبت طبع لطیف وموزوں کند باری تعالیٰ او را دراں ہنر سرآمد گردانیدہ بود۔ وجودے عدیم المثال آفریدہ و در قرن متاخر از نوادر اعصار پیدا آوردہ"

(۳) خواجوے کرمانی

سوختم ایں نخلہ، خسروی
در طبق موہبتِ مولوی

(۴) کاتبی نیشاپوری

میر خسرو را علیہ الرحمہ شب دیدم بخواب
گفتم ایں عصمت ترا یک خوشہ چین خرمن ست

(الخ)

(۵) جامی

اہل دل از فکر چو محفل نہند	بادۂ راز از قدح دل نہند
رشحہ ازاں بادہ بجامی رساں	رونق نظمش بہ نظامی رساں
پست چو خاک ست بریز از نوش	جرعۂ از جامگہ خسروش
قافیہ آں جا کہ نظامی سزاست	برگزر قافیہ جامی سزاست
بر سر خسرو کہ بلند اختر ست	از کف درویش سگلے درخور ست

(۶) ہاشمی کرمانی

خامۂ خسرو چو گہربار شد	نامۂ او مطلع الانوار شد
کرد دراں نامہ تکلف بسے	گفت جوابے کہ چہ گوید کسے
فہم رموزش نکند ہر کسے	زاں کہ معانی ست بسے در بسے
گفتۂ او در نظر نکتہ داں	می دہد از علم لدنی نشاں

(۷) ظہوری

بباطِ ادب برگراں افگند
بہ خسرو غزل درمیاں افگند

(۸) شہزادہ داراشکوہ

"در اشعار ایشاں یکہ بیت ست کہ کم کسے باآں خوبی گفتہ باشد۔
مضمونہائے تازہ و عالی در اشعار امیر آں قدر ست کہ اگر ہمہ را جمع کنند از

تصانیف بعضے زیادہ می شود۔ وہمیں طور در اقسام زبان و فنون علم ہندی بےمثیل بودہ اند۔ بجامعیت ایشاں کم کسے گزشتہ"۔

(۹) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

"امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سلطان الشعرا برہان الفضلاست۔ در وادی سخن یگانۂ عالم و نقادۂ نوع بنی آدم ست۔ وے در سخن عالمے است از عوالم خداوندی کہ پایاں ندارد۔ و او را از مضامین و معانی در اطوار سخن و انواع آں دست داد کہ ہیچ کس را از شعرائے متقدمین و متاخرین ندادہ"۔

(۱۰) آزاد بلگرامی

اے خسرو شوخاں چہ کند وصف تو آزاد
"خوباں عمل فتنہ ز دیوان تو یابند"

(دوسرا مصرعہ خود خسرو کا ہے)۔

امیر بایسنغر اور دولت شاہ خمسۂ خسرو کی ترجیح کے قائل تھے خان آرزو نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے بعض شعرا نے محض اس ایک شعر کی وجہ سے ؛

قطرۂ آبے نخورد ماکیاں
تا نکند رو بسوے آسماں

خمسۂ خسرو کو خمسۂ نظامی پر ترجیح دے دی ہے۔ اگرچہ یہ بالکل صحیح ہے کہ محض اس ایک شعر کے سبب سے ایک خمسہ کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیجا سکتی

تاہم اس سے ان شعرا کے رجحان طبع کا حال معلوم ہوتا ہے۔

یورپین مورخین و مستشرقین میں سے سرہنری ایلیٹ، ڈاکٹر اسپرنگر اور ڈاکٹر ڈینیزن راس قابل ذکر ہیں جنھوں نے امیر خسرو کو ہندوستان کا مشہور ترین فارسی شاعر اور باکمال موسیقی داں تسلیم کیا ہے اور ان معدودے چند مشہور عالم سخنگو میں شمار کیا ہے جن کا نظیر مادر گیتی بہت کم پیدا کر سکی ہے۔

یہ تو حضرت امیرؒ کے تسلیم کمال کا مثبت پہلو ہے۔ منفی پہلو یہ ہے کہ جن شعرا نے (کسی خاص سبب اور خاص خیال سے) امیر خسرو کی تنقیص کی ان کو زمانہ اور عام رائے کی تائید حاصل نہ ہو سکی۔ پھر جن استادوں نے مقابلہ کا حوصلہ کیا (اور عہد میں اور بہت سوں نے کیا) ان میں سے اکثر سے تو پورے خمسہ کی تکمیل بھی نہ ہو سکی اور جن معدودے چند نے ایسا کیا ان میں سوائے ملا جامیؒ کے کسی کو قبول عام کی سند نہ مل سکی۔ چنانچہ "عرفی کی مثنوی "مجمع الابکار" کی نسبت آذر اصفہانی نے لکھا:

"عرفی درباب استعارہ اصرار دارد، بحدے کہ مستمع از معنی مقصود غافل می شود ازاں جملہ مثنوی کہ در برابر مخزن الاسرار گفتہ شاید بربے وقوف مشتبہ شود، اما استاد ماہر می داند کہ بسیار بد گفتہ"۔ اسی مثنوی کے بارہ میں حکیم ہمام کا قول ہے[۵]

عرفی ما در غزل استاد بود	خانہ خراب و دہش آباد بود
مثنویش طرز فصاحت نداشت	کان نمک بود و ملاحت نداشت

مثنوی "منبع الانہار" ظہوری نے (جو دربار دکن کے ملک الشعرا تھے) مل کر لکھی تھی اور ایک بار شتر انعام پایا تھا۔ جب ذہنی سے فرمائش ہوئی تو اس

نے یہ رُباعی لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں گزرانی ؂

درمدح وثنایت اے شہنشاہ دکن ... معذورم دار اگر نگفتم "مخزن"

مپسند کہ بر یک شترِ زر گیرم ... خونِ دو ہزار بیت رَبد در گردن

جلال اسیر کی مثنوی کی نسبت والہ داغستانی کا خیال ہی کہ "بعضے ابیاتش از لباس معنی عور ماندہ"۔

زلالی کی مثنوی "حسن گلو سوز" کے متعلق رائے ہے کہ "زلال افکارش اکثر دُرد آمیز ست"۔

شیدا کی مثنوی "دولت بیدار" کے بارہ میں "ریاض الشعرا" میں ہے کہ "اکثر اشعارش ماخوذ از دیگران ست، نہ ایں کہ بعنوان توارد بلکہ دریں امر عاید و مصر بود"

حکیم ابوالفتح کی مثنوی "مظہر الاسرار" پر طاہر نے یہ فقرہ چست کیا تھا کہ "اسرار خفیہ دراں درج ست۔ چوں فقیر قابلیت فہم آں معانی ندارم اکثر نافہمیدہ ماند۔ خدا توفیق دریافت آں کرامت کند"۔

زاہد نے میر علی کو اپنی مثنوی سنائی اور بسم اللہ کی تعریف میں یہ شعر پڑھا ؂

کنگرۂ سین چو خنداں شدہ

خندۂ او از بن دنداں شدہ

تو میر صاحب نے فرمایا کہ کنگرۂ سین کیا تمہارے شعر پر تو در و دیوار خندہ زن ہیں۔

فیضی نے اپنی مثنوی "مرکز ادوار" میں حسب عادت ایجاد معانی و اختراع مطالب کے بڑے بڑے دعوے کیے ہیں۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

قطع نظر کن ز خیال دگر
زاں کہ پسر خواندہ نگردد پسر

ہر چہ خداداد بہ آں شاد باش
طالب معنیٔ خداداد باش

مگر ثنائی نے اُسے یوں نشانہ کیا کہ ؎

چند زنی لاف کہ در ساحری
سامریم سامریم سامری

دعوے ایجاد معانی مکن
شمع نہ چرب زبانی مکن

طبع تو ہر چند درِ ہوش زد
یک سخنِ تازہ نشد گوش زد

آنچہ تو گفتی دگراں گفتہ اند
دُر کہ تو سفتی دگراں سفتہ اند

خانہ کہ از نظم بیا راستی
آب و گلش از دگراں خواستی

سقفِ منقش کہ دراں خانہ است
نقشِ وے از خامۂ بیگانہ است

طبع تو دارد روشِ باغباں
ساختہ باغے ز نہالِ کساں

سبزۂ آں باغ ز راغِ دگر
ہر گلِ رعنا شش ز باغِ دگر

غنچۂ آں گرچہ رواں پر درست
لیک ز خونِ جگرِ دیگر ست

یک سخن از نظمِ تو نبود درست
مضحکہ ایں سخنِ نظمِ تست

گرچہ بروے تو نگوید کسے
ق
عیب تو بیشِ تو نجوید کسے

لیک بہ غیب تو ملامت گراں
انجمن آرائے سخن پروراں

شعرِ ترا گر بمیاں آورند | عیب تو یک یک بزباں آورند
شعرِ ترا پیش تو تحسیں کنند | وز پس تو لعنت و نفریں کنند

ختم سخن

یقین ہی کہ ان تمام رایوں پر مجموعی حیثیت سے غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچنا ضرور سہل ہوگا کہ سوائے خمسۂ خسروی کے خمسۂ نظامی کو کوئی نہیں پہونچا، اور خمسۂ جامی اس سے دوسرے درجہ پر ہی۔ رہی ایک کی دوسرے پر ترجیح اس کی نسبت خود حضرت امیرؔ نے جو ایک سے زیادہ مواقع پر فرمایا ہی اس پر اکتفا نہ کرنا حدادب سے گزرنا ہی۔ و اٰخر دعوٰینا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۔

جام مے ساختم از خون خویش | نے خُمِ سر کہ کند سینہ ریش
دود برآوردہ ام از جان نگار | تا رقمی کردم ازیناں نگار
زانکہ ہے رمزِ تر و گوہریں | جانہ کہ انگشت نہد کس بریں
سفرہ چو در پیش گہِ خوان رسد | پیشتر از کاسہ نمکداں رسد
چوں قلم آراستن نامہ جست | خال نہد بر رُخ ناخن نخست
دُر کہ دریں سینہ نہاں داشتم | یک بیک از دل بزباں یاشتم
گر بد و گر نیک فگندم بہ پیش | خواہ کمش نرخ کُن و خواہ بیش
ہرچہ دلم ریخت دریں حقہ دُر | قطرۂ نم بود ز دریائے پُر

من کنم آنچہ از دلم آمد بکسب — باقی الاتمام علی اللہ فحسب

نظم کس از عیب و ہنر پاک نیست — آب روان بے خس و خاشاک نیست

چشم ہنر بیں بود از عیب پاک — بے ہنر ار عیب کند زو چہ باک

رسم بزرگاں بود انصاف کار — کار خساں نیست مگر خار خار

دل چو ہمہ دُرِ بزرگم سپرد — کے شود از سرزنشِ خصم خرد

ایں دو رقم کش نمِ خوں دادہ ام — چاشنی بادہ بروں دادہ ام

تا کنم آں را کہ بود بادہ کش — ہم بیکے چاشنیِ بادہ خوش

مایہ یکے دادہ ام از صد بروں — تا نکشم کن مکن از حد بروں

گیر کہ ما چیست فراہم نہ ایم — آنکہ کم از ماست از و کم نہ ایم

دیر شود پختہ چنیں زود پخت — گر نئے پختہ ام ایں دود پخت

ہر کہ خورد بادہ حلالش بکام — وآنچہ حرامش کند اورا حرام

ہرچہ دریں شعبدہ بستم امید — نامہ سیہ کردم و دیدہ سپید

روزِ قیامت کہ کنندم خطاب — ہیچ ندانم کہ چہ گویم جواب

یارب از آئینِ صواب خودم — ہم تو بیاموز جوابِ خودم

بو کہ ز نزہت گہِ دار السلام — بوے علیکے رسدم والسلام

محمد مقتدیٰ خاں شروانی

علی گڑھ، ۹ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۴ھ

مطابق ۲۳ فروری سنہ ۱۹۲۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایں برجِ دقایق کہ مطلعِ انوارِ الٰہی ست و ایں درجِ حقایق کہ مجمعِ اسرارِ نامتناہی ست از ثنائے مالکِ یوم الدین فاتحہ الکتاب یافت الحمد للہ رب العالمین

خطبۂ قدس ست بملکِ قدیم — بسم اللہ الرحمن الرحیم
زائچۂ[1] حکمتِ توقیعِ راز — نیست مگر ایں[2] رقمِ جاں نواز
شمسۂ منظرِ ہر دو سرائے — مطلعِ دیباچۂ[3] وحیِ خدائے
نامۂ لاریب چہ دریاست ایں — بر سرِ ایں نامہ چہ طغراست ایں

۱؎ زائچہ ۲؎ کیں ۳؎ چہرہ، رخسارہ، شروع، آغاز ۱۲

آن که ز جان زنده برآرد نفس / فاتحهٔ حمد خدایست و بس

حرف الٰهی چو برآرد علم / زهره قلم را که نگردد قلم

عقل ازین گنج ندارد کلید / وهم برین پایه نیارد رسید

ور کند اندیشه درین ره ستیز / دست سیاست زندش تیغ تیز

معرفت ار جوید ازین پرده بار / شحنهٔ غیرت کندش سنگسار

سهل بود هر که بدو حرف کن / از ملک العرش چه سنجد سخن

حرف کمالش ز خط کبریا / مُهر زده بر دهن انبیا

تا صفتش پرده نشیننده تر / کورتر آن دیده که بیننده تر

کی سخن او بحد مردم است / زین نفسی کو بروی گم است

زین دم بادی که توان درگرفت / پرده ز کارش نتوان برگرفت

سکهٔ حکمش ز تغیر برون / عرصهٔ ملکش ز تصور برون

عرصه که هستی همه سنجد درو / یک سر موی نگنجد درو

زان نمطی کامد ازو نقش کس / غایت آن نقش همانست و بس

میوه همانست کزو یافت بر / نی به ازین گرد و نی زین بتر

هرچه نوشته خط خویش اندرو / باز نخواهد کم و بیش اندرو

ن۱ فاتحه و   ن۲ بدان   ن۳ بدین پایه ندارد   ن۴ تا که برو ـ   ن۵ تا که بود
ن۶ نگنجد   ن۷ چه گنجد   ن۸ کورترین   ن۹ چشم   ن۱۰ زو   ن۱۱ دم و بادی
ن۱۲ فزون   ن۱۳ عاقبت   ن۱۴ نی به زین   ن۱۵ یابد   ن۱۶ نی زان   ن۱۷ تا چه نوشته   ن۱۸ باز نخواهد

دیده کنِ کوردلانِ خیال — سرمه کشِ دیده ورانِ کمال

معرفت آموزِ شناسندگان — معصیت آمرزِ هراسندگان

پرده کشِ جلوه گرانِ نیاز — پرده درِ پرده نشینانِ راز

شمع نهٔ زاویهٔ بی‌کسان — روز رسانندهٔ[۱] روزی رسان

عقده کشای دلِ هر غم کشی[۲] — شاد کنِ سینهٔ هر ناخوشی[۳]

مونسِ اندیشهٔ بیچارگان — خانه براندازِ ستمکارگان

نیست خدای بجز آن بی‌نیاز — کوست[۴] خداوند و خداوند ساز

زندهٔ باقی که جهان آفرید — کی مرد آن زنده که جان آفرید

آن که بود خالقِ موت و حیات — مرگ بر چهره کی آید[۵] بذات

نیست بر آن هست کی آرد شکست — کو همه را[۶] نیست کند هرچه هست

از[۷] دو[۸] ورق هفت[۹] و چهار آفرین — یک ورقش راست هزار آفرین

خیمه کشِ گوشه برِ اختر کشید — چار وتد را برسن[۱۰] درکشید

نه تتق از اوجِ هوا کرده نشر — دامنِ شان بسته[۱۱] بدامانِ حشر

هر فلکی را که برآراسته — از پیِ کارِ دگر آراسته

هر قدحی ساخت[۱۲] به آب[۱۳] دگر — در تهٔ آن ریخت شراب[۱۴] دگر

---

[۱] رسانندهٔ روزی [۲] موخر بموجب تن [۳] مقدم بموجب تن [۴] کوست خداوند ـ خداوند
[۵] آرد برات [۶] آرد شکست [۷] وز ش[۸] دو حرف کن ۱۲ ش[۹] هفت مراد از آبا سبعه و چهار
کنایه است از امهات سفلی ۱۲ [۱۰] بر [۱۱] بست [۱۲] قدح آراست [۱۳] برآب [۱۴] شرابی

این گهرین خانهٔ مینا نمای [ن۱، ۲] کرد بصنع از پیٔ مردم بپای
تختهٔ خاکی بکنارش نهاد زاحسنِ تقویم شمارش نهاد
کوکبهٔ چرخ بانجم گماشت انجمن خاک بمردم گماشت [ن۳]
ساخت زیک قطره چو آدم [ن۴] گهر طرفه که نه بحر بیک قطره در
شقهٔ هر پوست بجان در کشید تحفهٔ هر دل ز زبان [ن۵] بر کشید
دُرِ خرد رشتهٔ جان را سپرد ملکِ سخن تیغِ زبان را سپرد
از خرد افروخت چراغِ [ن۶] بلند روغنش از کاسهٔ سرها فگند
دیدهٔ دل را ز بصر تاب داد چشمهٔ جان را ز بقا [ن۷] آب داد
مردمِ دیده بسپید و سیاه گرد [ن۸] ته چترِ سیه پادشاه
نورِ بصر [ن۹] داد که بینا شدیم مهرِ کشِ حقهٔ مینا شدیم
انوریان را ره شعری نمود عنصریان را بر باعی ستود
زآب و گلِ آراست فراوان حصار نه درِ شان خازنِ هژده هزار
قلعهٔ تن [ن۱۰] داد بده کار سنج پنج برون سوے درون نیز پنج
پاسِ خرد در همه سرها [ن۱۱] نهاد دزدِ اجل را همه درها [ن۱۲] گشاد
هرچه که شد زنده فرو مرد باز هرچه برآورد فرو برد باز
تا همه لبها بود آنجا به بند او لمن الملک [ن۱۳] برآرد بلند

ن۱ بیمانمای ن۲ میانمای ن۳ گذاشت ن۴ مردم ن۵ بزبان ن۶ چراغی ن۷ به بقا ن۸ گرده ن۹ [illegible]
ن۱۰ بجود ن۱۱ درها ن۱۲ سرها ن۱۳ کو

مناجاتِ اوّل در اوّلیتِ وجودِ واجب الوجود و اولویت

سجود سوے حضرتِ رب المعبود و صفتِ دستِ قدرت

کہ نہ خاتمِ فلک در اصبعِ صنعِ او گردان ست و عجزِ آدمی

کہ نہ محیط را بیاشامد و اگر قطرهٔ در گلو گیردش حیران ست

اے دو جہاں ذرّهٔ از راهِ تو ہیچ تر از ہیچ بدرگاهِ تو
پشتِ فلک طاقِ سجود از تو یافت شامِ عدم صبحِ[۱] وجود از تو یافت
یافته از درگہِ تو فتحِ باب بارگہِ اِنَّ اِلَینا اِیاب
ہست کن ہر چہ بعالم توئی وآنکہ ہمہ نیست کند ہم توئی
چوں ز فنا نیست شود ہستیم جامِ بقا بخش دراں مستیم
من کہ بوم خاکِ زبوں آمده ق صورتے از نیست بروں آمده
گر کنم از ہستیِ خود با تو یاد از خود و ہستیِ خودم شرم باد
گر ز تو موجود نباشد بزاسیت آدمی فانی و معدوم کیست
چوں[۲] سرِ دعوی کشد آں کش ز ہست گو[۳] ز قفاے و عدم گشته[۴] بیست
ہستیِ مطلق کہ در حق تراست زاں[۵] تو گویم کہ[۶] مطلق تراست

ن ۱ شبح ن ۲ تو ن ۳ گر نہ قدرے ن ۴ گشت ن ۵ آں زو تو گویم ن ۶ الحق

فکرت ما را سوے تو راہ نیست | جز تو کس از سرِ تو آگاہ نیست
جز تو زباں را کہ تواند نہاد | ہاے ہُویت کہ تواند کشاد
رازِ تو بر بے خبراں بستہ در | با خبراں نیز ز تو بے خبر
وصفِ تو از اندازۂ دانش فزوں | کارِ تو از اندیشۂ مردم بروں
حکم ترا در خمِ ایں نہ ذرہ | رشتہ دراز ست گرہ بر گرہ
ہیچ کس از پیچ کمندت نہ رست | حبلِ قضاے تو کہ یارد گسست
ایں ہمہ دندانِ کواکب بگاز | یک گرہش را نہ کشادند باز
گر ہمہ عالم بہم آیند تنگ | بہ نشود پاے یکے مورِ لنگ
جملہ جہاں عاجزِ یک پاے مور | واے کہ بر قادرِ عالم چہ زور
بہ کہ بہ بیچارگیِ جانِ خویش | معترف آئیم بہ نقصانِ خویش
بر درت اے مایۂ دِہ زندگی | پیشۂ ما چیست بجز بندگی
سوے تو نے دعوی طاعت بریم | عاجزیِ خود بشفاعت بریم

مناجاتِ دوم در نیازِ بندہ کہ اثرِ نعمتِ در رتۂ اوست و طلبِ ہدایت کہ آیتِ رحمت ہمراہِ اوست جستن

نمبر۱ بر تو | نمبر۲ در تو | نمبر۳ کشاد | نمبر۴ از | نمبر۵ بروں
نمبر۶ زدوں | نمبر۷ ہیچ | نمبر۸ بخت | نمبر۹ آرد | نمبر۱۰ زبیچارگی
نمبر۱۱ ازجان | نمبر۱۲ کے

امانِ نفسِ خسیسِ گردن کش از احتراقِ زبانۂ آتش و خواستن دستِ مطلق جہتِ قفا زدنِ دیوِ سرکش

اے بنوازش درِ خود کردہ باز — از من[۱] و از طاعتِ من بے نیاز

نفسِ مرا کوست سزائے گداخت — گر نہ نوازی[۲،۳،۴] تو کہ خواہد نواخت

گم شدہ گانیم دریں تنگ نائے — رہ تو نمائی کہ توئی رہنمائے

گرچہ بزنجیرِ درک[۵] در خورم — طوق دہ از سلسلۂ کوثرم

دہ بصراطم قدمے مستقیم — تا ز پلِ[۶] آں سوئے گرایم سلیم

در رہِ اسلام دلم[۷] بخش نرم — دیدہ ازاں نرم ترم دہ ز شرم

بینشِ من تیرہ شد از کارِ خویش — سرمہ بدیدم دہ از انوارِ خویش

دیو بس انبوہ[۸] و پریشاں تنم[۹] — بدرقہ دہ کہ برایشاں زنم[۱۰]

ایں[۱۱] دلِ آلودہ کہ خونِ من ست — مزبلۂ دیو درونِ من ست

در رہِ[۱۲] خویشم روشے بخش تیز — تا کنم از خویش بسویت گریز

زیں دمِ غفلت کہ دردم گرفت — نفسِ زبوں گیر زبونم گرفت

قوتِ شیریم چناں دہ بجنگ — کاہوئے من باز رہد زیں پلنگ

ن۱ وز　ن۲ ہم تو نوازی کہ توانی نواخت　ن۳ جز تو نوازد کہ تو دانی نواخت　ن۴ ہم تو نوازی کہ تو دانی نواخت

۵ طبقۂ دوزخ جمعش درکات ۱۲　ن۶ تا کہ بداں سوے　ن۷ دلے　ن۸ انبوہ پریشاں　ن۹ تیم

ن۱۰ زیم　ن۱۱ زیں　ن۱۲ در رہِ خود روشنی

آنچه بود مصلحتِ کارِ من ‌‌ دور مدار از من و کردارِ من
تا ندهد فضلِ[ن۱] تو باران فراخ ‌‌ کشتهٔ کس بر ندهد نیم شاخ
تخمِ عمل ده که بکارش برم ‌‌ ابرِ[ن۲] کرم بخش که زان برخورم
کشتم[ن۳] ازان ابر پر آوازه کن ‌‌ گلشنِ امیدِ مرا تازه کن
آن عملم بخش که بی گفتنی ‌‌ پیش تو ارزد[ن۴] به پذیرفتنی
چون بحسابِ عمل افتد شمار ‌‌ حکم بدستورِ عنایت سپار
حرفِ سیاهم که وبالِ من ست ‌‌ سلسلهٔ گردنِ حالِ من ست
از رقمِ عفو دلم شاد کن ‌‌ خطِ امانم ده و آزاد کن

مناجاتِ سوم در ترصّدِ دیدهٔ امیدوار بر قضاے قضاے ربّانی و توقع بنعمِ جاودانی از عطاے عطاے سبحانی و تسلیم کمانِ خلقتِ خویش بقبضهٔ ارادتِ قادرِ کونین و کشیدنِ سهمِ سعادت از کیشِ صاحبِ قاب قوسین صلی اللہ علیہ وسلم

اے ز تو پُر دامنِ امیدِ ما ‌‌ وز کرمت نعمتِ جاویدِ ما

ن۱ بذل ‌‌ ن۲ و ابر ‌‌ ن۳ کوشتم ازان عدل ‌‌ ن۴ آرد

چوں تو گشادی درِ جاویدیم — کے بود اندیشهٔ نومیدیم
گنج گشاده کن و را هم بده — خواهشم آموز چو خواهم بده
از همه گاں سوے تو رو تافتم — تا همہ یابم چو ترا یافتم
سهل بود عقل چہ سنجد مرا — در کفِ اُمید چہ گنجد مرا
در لبِ من نہ ز سرِ خوانِ خویش — لقمہ باندازهٔ احسانِ خویش
نعمتم آں گاه رساں بے قیاس — کم دہی اوّل دلِ نعمت شناس
زیں تنِ روزی خورِ عصیاں گراے — دور کن اندیشهٔ کفراں نماے
زاں ہمہ بخشش کہ ز تو سوے ماست — ق گرچہ سپاسش نہ بہ بازوے ماست
نیز توی کن بدلم ایں اساس — تا نبوم در رهِ تو ناسپاس
آگہی از ہستیِ من چوں تمام — ہستیِ خود را بتو دادم زمام
مصلحت آموخت نشاید ترا — دار براں گونہ کہ باید ترا
من کہ بوم کز دلِ شوریده راے — کن مکنِ خویش برم یا خداے
بنده کہ باشد قدرِ خاکِ پست — کے بود آگاه ز رازِ الست
علمِ تو کو نقشِ طرازِ من ست — حالتِ من بہ ز منش روشن ست
خسروِ مسکیں ز دلِ مستمند — طرح بہ تسلیم رضایت فگند
ور ز غرض پرسدم احسانِ تو — حاجتم این ست ز غفرانِ تو

ن۱ کے بود اُمید   ن۲ گنج   ن۳ گراے   ن۴ سپاست   ن۵ قدرسے
ن۶ کو   ن۷ منت   ن۸ جوشدم

کارِ نگویم که چساں کن بدو ¹ | آنچه ز تو می سزد آں کن بدو
کاخرِ دم کاخرم آید چو روز | تلوسه جاں ² شود دم سینه سوز
راه چناں بر که چو از خود شوم ³ | باشرفِ دینِ محمدؐ روم

نعتِ اوّل مکی مکین که ملیکِ ملکِ ملکِ اوست

و سیدامی امین که فلیکِ فلکِ فلکِ اوست

و بدرِ انجمنِ انکَ لمن المرسلین و بارانِ رحمتِ وما ارسلناک

الا رحمة للعالمین

چرخ ⁴ که زیں ساں عجب آراستند | بهرِ رسولِ عرب آراستند
احمدِ مرسل که نوشته قلم | حمد بنامِ وے و ختم ہم
نه فلک از نامِ محمدؐ مقیم | هر دو جہاں در حدِ نامش ⁵ دو میم
گوے زمیں برده ⁶ بچوگانِ خود | عرصهٔ میدانش ازل تا ابد
موجِ نخستینش ⁷ ز دریاے نور | شسته ⁸ بساطِ ابد و رفته دور
هستیِ کونین دریں پرده کیست | ذره چه آگاه که خورشید چیست
زاں ازلی مکتب و اُمّی لقب | عقلِ کل آموخته لوحِ ادب

ن¹ برد ش² بمعنی اضطراب ۱۲ ن³ روم ن⁴ چرخ کز میناں ن⁵ صفت آں
ن⁶ برد ن⁷ نخستیں که ن⁸ شست

کرده وکیلانِ قضا در نخست — هم بقدم سبقِ حدیثش درست

هر نفسش کاصلِ مسلمانی ست — حاشیهٔ نامهٔ ربانی ست

دُرِّ شرف کرده بحسن المآب — شیرِ خرد خورده زام الکتاب

عینِ عنایت ز عطاے کریم — دالِ هدایت براهِ مستقیم

عروهٔ وثقیٰ کنفِ نورِ او — حبلِ متین نسخهٔ منشورِ[۱] او

هشت[۲] کشا از کرم و هفت بند — بند وکشاویش سزاے پسند

پرده کشِ امتِ شوریده کار — ضامنِ آمرزشِ آمرزگار

بارِ جهاں بر دلِ آں نازنیں — سینه چناں نازک و بارے چنیں

نامه که آزادیِ خاص ست و عام — کرده بتوقیعِ[۳] رسالت تمام

شاهِ فلک جیشِ جهاں جودِ اوست[۴] — شمعِ جهاں تا بفلک دودِ اوست[۵]

ابلقِ ایام در آخورگهش — زاویهٔ فقر تفاخرگهش

تیغ کشیده قلم انداخته — فتنه ز تیغش علم انداخته

زاں دو قدم کز دو جهاں بیش رفت — گرچه پس آمد ز همه پیش رفت

پیش روِ قافلهٔ پیشِ بیں — مردمکِ دیدهٔ عین الیقیں

ماهِ دو هفته بسپهرِ جمال — یافته از سبعِ مثانی کمال

مهر ز نورش بفلک پا زده — صبح ز مهرش دمِ بالا زده

---

[۱] نا منشور — [۲] یعنی درهاے هشت گانهٔ جنت و طبقات هفت گانهٔ دوزخ ۱۲ — [۳] ز تبلیغ

[۴] ز جودِ او — [۵] ز دودِ او

از عرق افشانِ بناگوشِ وے
چشمۂ خورشید یکے قطرہ خوے

گیسوئے[ز۱] رو نورد و خانش بہم
ابروے او با مژہ نون والقلم

از لبِ او نیم نمے سلسبیل
بر شکرِ او مگسے جبرئیل

گرچہ کہ یوسف ز نمک کم نداشت
از نمکش چاشنیٔ ہم نداشت

مردۂ او خضر بحیوانِ خویش
تشنۂ[ز۲] او نوح بطوفانِ خویش

پیشتر از کالبدِ آدمی
دولتِ[ز۳] او بود بروے زمی

آدم خاکیش چو جولاں گرفت
خاکِ درش[۴] مرتبۂ جاں گرفت

خاکِ وے ار باعثِ مردم[ز۵] بُدے
مسح مسیحا بہ تیمم بُدے[ز۶]

چرخ کہ در دانش ز آبا نوشت
بر درِ او کشت ترا با نوشت

باد ہمیشہ رہِ ما سوے او
سرمۂ ما خاکِ سرِ کوے او

نعتِ دوم معراجِ سلطان الانبیا کہ قلبِ عرش مسندِ والاے اوست و شرفِ قبۂ نُہ فلک فرشِ پاے او احمدے کہ الف با ولش دادند تا بر کنگرۂ اسریٰ رہ است باپیتاد و

ز۱ گیسوے او   ز۲ فتنہ   ز۳ دولتِ جاں   ۴ اس قطعہ میں شاعر کا دعویٰ ہے کہ ممدوح کی خاکِ در رتبۂ جاں رکھتی ہے۔ اس کا ثبوت دوسرے شعر میں ہے کہ اگر بت یعنی جسم میں بھی اس خاک کی آمیزش ہوتی تو حضرت عیسیٰ کا مریضوں پر ہاتھ پھیرنا زوالِ مرض کے لئے نہ ہوتا، بلکہ حصولِ طہارت تیمم کے لئے ہوتا ۱۲   ز۵ مردم بود   ز۶ بود

محمدے کہ دالِ آخرش خوانند تا بر سرِ دنیاے دنی پا نہاد

نیم شبے کاں شہِ[ن۱] گردوں غلام — کرد بدولت سوے گردوں خرام
ولولہ در عالمِ بالا فتاد[ن۲] — غلغلہ در گنبدِ والا فتاد
نہ تتق و ہفت صنم خاستند — ہفت و نہ خویش بیاراستند
ثابت و سیّار[ن۳] دریں انتظار — ماندہ ز بیروں و دروں بے قرار
خازنِ جنت ز دلِ بے سکوں — گاہ بروں آمد و گاہے دروں
روضہ برآورد[ن۴] غبارِ بخور — ساختہ جاروب ز گیسوے حور
حور برہ داشتہ چشمِ سیاہ — گشتہ ز دیدہ دُرّ[ن۵] افشاں براہ
سدرہ و طوبیٰ سوے بدرے چناں — سجدہ کناں در شبِ قدرے چناں
بلبلِ طوبیٰ کہ نواز د بلند — رقص را درپس و مسیحا فگند
در ہمہ رہ کو قدمِ کار زد — مرغِ فلک بوسہ بمنقار زد
خاستہ[ن۶] طاؤسِ ملائک بکار — بانچہ بالا زدہ طاؤس وار
خواجہ چو شمعے[ن۷] بہ شبستانِ نور — کامدش[ن۸] آں پیکِ بشارت ز دور
پیشکش آورد براقے شگفت — کز[ن۹] دو جہاں یکتگِ میداں گرفت
طرفہ ہماے کہ پرا[ن۱۰] ز نور داشت — بوے خوش از غالیۂ حور داشت

ن۱ نامہ ن۲ گرفت ن۳ سیارہ ن۴ برآوردہ ن۵ درم ن۶ ساخت
ن۷ شمع ن۸ کامدشاں ن۹ کو ن۱۰ ابراں

توسنِ[ز۱] آبخورش[ز۲] از هشت باغ — زآتشِ خود نه کره را کرد داغ

مژده رساں گفت بمژده پذیر — کآورد آهنگ بعرشش از سریر

شاهِ رسل خاست بدیں اتفاق — برق صفت جست[ز۳] به پشتِ براق

حرزِ گُلہ[سه۴] بست ز او سے بسر — چترِ سیه کرد ز اسرے بسر

از حرمِ اوّل[ز۵] که شد اندر خرام — بر گذرِ قبّهٔ[ز۶] بیت الحرام

واں حرمِ قدس چو واپس[ز۷] فگند — نور در اقصاے مقدس فگند

جلوه نمود اشهبِ آں محترم — خانه بخانه ز حرم تا حرم

گنبدِ دیگر که ازاں جا نمود — بر زبرِ مسجدِ اقصےٰ نمود

یک تگ ازاں پویه که برداشت پاے — چار کره کرد رها هم بجاے

پس بیکے جنبشِ آں راهوار — بر کرهٔ ماه شد آں شهسوار

مردمکِ چشمِ قمر شد ز نور — ناخنه از چشمِ قمر کرد[ز۸] دور

خامه که بر تختهٔ دیگر نهاد — تیرِ قلم شد خطش سر نهاد

چوں بگلستانِ سوم خاص گشت — محتسبِ زهرهٔ رقّاص گشت

تا بچهارم فلک آرد شتاب — بود نعلطیده بخاک آفتاب

چوں علم افراخت به پنجم رباط — ترکِ فلک رفت[ز۹] بسبلت بساط

در ششمیں خانه بخدمت گری — بندهٔ بے سیم شدش مشتری

ز۱ توسن   ز۲ آبخورد   ز۳ رفت   سه۴ مغزی گوٹ ۱۲   ز۵ قدس چو او
ز۶ قافیه   ز۷ چو او پس   ز۸ کرده   ز۹ رفته

چوں بصنم خانۂ ہفتم نشست — رشتۂ زنارِ زحل را شکست
گردچو درمسندِ ہشتم ثبات[1] — لرزہ در آمد بہمہ ثابتات
برہ در افتاد بجولانگہش — خواست کہ قرباں شود اندر رہش
ثور کہ بُد گوہر پروینش یار — بارِ گہر کرد بپایش نثار
خاست دو پیکر زدلِ بے نفاق — سود دو رخسار بپائے براق
بر سرطاں چوں دمِ فرخ فگند — گشت سپہر از سرطاں بے گزند
شیر ہم بوس براقِ جہاں — از بنِ دنداں شدہ سبلت کناں
در تہِ آں ابرِ جواہر نثار — سنبلہ در سجدہ در آمد ز بار
سنگِ ورا کرد ترازو سجود — زاں کہ بمقدار ترازو نبود
گژدم جرارہ زدم گوئے کرد — خارِ خود از راہ بہ یک سوئے کرد
توس چو بر جیس بہ پیشش کشید — سہم سعادات ز کیشش کشید
روضۂ بز را چو درود آورید — بز بزباں شیر فرود آورید
دلو کہ از چشمۂ خور خشک ماند — زمزمش از چشمۂ رحمت فشاند
حوت کہ دریائے کفش را بدید — تشنہ زنہ بحر بسویش دوید
گرد سک پائے زکرسی بلند — بر سرِ عرش آمد و کرسی فگند

---

[1] حکمائے سابقین نے فلکِ ہشتم کو فلکِ ثوابت مانا ہے اس کے لئے ثبات کا کنایہ کتنا بلیغ ہے ۱۲ ن۲ باسے
ن۳ دروں ن۴ دوروی ن۵ ببار ن۶ زرہ گوے ن۷ گوے برد ن۸ برد ۹ بمعنی
فی الحال و فی الفور ۱۲ ن۱۰ خور

کرد ز پا زحمتِ نعلین دور — ز اطلسِ چرخ از قدم افشاند نور
چون قدری برتر از آن زد قدم — گشت خرامان به بساطِ قدم
بس که درون رفت در ایوانِ راز — دور شد از خویش براهِ دراز
شد بمکانی که مکانی نداشت — وز خودیِ خویش نشانی نداشت
گم شد از آن سان که ز حد بیش بود — گم شدنش یافتنِ خویش بود
تن شدش از هستیِ صورت بری — پاک شدش خانه ز صورتگری
از همه سو خاست جهت خانه خیز — هر جهتی کرد بسوی گریز
هیچ جهت چون ز همه سو نبود — آنچه نگنجد بجهت رو نمود
گشت چنان دوی از چشم دور — بلکه یکی گشت دو چشمش ز نور
دست بدریوزهٔ مقصود داشت — روی بطاعتگهِ معبود داشت
ناظرِ دیدارِ پسندیده گشت — وز پیِ دیدن همه تن دیده گشت
یافته عین الله ز عین الیقین — دیده به دو دیده خدا را مبین
او به یقین دیده جمالِ عزیز — ما هم امیدست که بینیم نیز
دید و شنید آنچه نگنجد بهوش — دیده همین بود همین بود گوش
حرف سرا شد چو زا حمد خدا — حمد شده جمله بلوحِ ثنا
کرد نمازی به نیازی تمام — بود نمازا ز وی و از حق سلام

ن۱ آمد ن۲ ارم ن۳ شده ن۴ احسان ن۵ جنور ن۱ مین ن۲ همه ن۳ سری ن۱ جدا ن۲ شداد

بارکه پشتِ فلک ازوے[ن۱] خمید | بر سرِ خود کرده[ن۲] بدیں سو چمید
یافته تشریفِ نماز از خدا | آمد ازاں گونه نمازی قبا[ن۳]
از سمن و لالهٔ آں بوستاں | داد شمامه بکفِ دوستاں
آنچه ز سرچشمهٔ مقصود بیخت | نیم کشِ خود با بوبکر ریخت
دور کزاں ساقیِ بے جور بود | عدلِ عمر نیز دراں دور بود
زآبِ حیاتش که دمادم رسید | قطرهٔ برآں[ن۴] ابرِ حیا هم چکید[ن۵]
جامِ شرابے که به تمیز[ن۶] خورد | جرعهٔ آں جامِ علی نیز خورد
بر دگراں داد ازاں خُم نمے | تا به نمی شیفته شد عالمے
اے شده مست از کرمت میکشاں[ن۷] | بوے ازاں باده به خسرو رساں

نعتِ سوم در مخاطبهٔ حضرتِ نبی که بنائے هر دو عالم

از نورِ نبوتِ او ست و نبوتِ آدم از نبوتِ او و کریمے که کافهٔ کلام الله از کرم و کرامتِ او نشانے ست کافی و حکیمے که علتِ جانے را از الف هائے قرآن طبیبِ شافی

اے سخنت گنجِ خدا را کلید | گوهرِ آں گنج تو کردی پدید

ن۱ رو ن۲ بر سر گردوں بریں ن۳ روا ن۴ بداں ن۵ رسید ن۶ نیز برد ن۷ از کرمت بیکساں

از تو صلاے بہ الست آمدہ نیست بمہانیِ ہست آمدہ

غرۂ ماہ از خمِ ابروے تست طرۂ شام از شکنِ موے تست

ماہ بطوقِ خدمت چوں ہلال شام بداغِ حبشت چوں بلال

صبح چو طفلش ز سحر شیر یافت در تپِ شیراز تو طباشیر یافت

بردہ زگیسوے تو شب تار موے وز خوے تو یافتہ گل آبروے

خلق گلابی ز گلِ ریختہ تو ز گلابی سگلے انگیختہ

لعلِ تو گنجینۂ رحمن کشاد چشمِ تو دروازۂ احسان کشاد

از لبِ تو بے عملی صدر جاست جاں نتواں کند چو یسین بجاست

ہر قدمت عمدۂ ہر دو سراے ہر سخنت خازنِ وحیِ خداے

نامِ تو ز اللہ بہ دوم پایہ خاص نامۂ چارم ز تو با اختصاص

از قلمت یافتہ حرفِ صواب جائزۂ اِنَّ علینا حساب

پرتوِ تو مشعلِ راہِ ہمہ ظلِ لواے تو پناہِ ہمہ

خادمِ نہ حجرۂ تو ماہ و مہر انجمِ مسعود دراں نہ سپہر

فرشِ تو یزداں ز فلک ساختہ تو ز گلیمے علم افراختہ

رفتہ ز فتراکِ تو ہر بد سرشت از چہِ دوزخ سوے بامِ بہشت

نا ماہ   نہ بلال بہ حیثیت معرفہ ہونے کے نام ۱۶ اصحاب کا۔ اور ابو بلال تمیمی صحابی ہیں اور ذو البلالین حضرت زید بن حضرت عمر بن خطاب کا لقب ہی ۱۲   ز۳ صبح کہ   ز۴ کہ سحر   زہ زگلے   ز۶ زگلابی گل   ز۷ ہی   ز۸ جنتواں   ز۹ زدوم   ز۱۰ نامِ چارم   ز۱۱ بدہر

از پیِ آن نام که گردون رسن   گوشهٔ فتراکِ تو ما را بس است

هر که بفتراکِ تو کرد اعتصام   کرد بمعراجِ فلک را بکام

قلزمِ رحمت توئی از[ن۱] بی نیاز   گر تو نمازی شده هر بی نماز

هر که طرازِ تو بباز و نهاد   نقدِ دو عالم بترازو نهاد

برهنه گردانِ[ن۲] قیامت بدوش   گشته ز ذیلِ[ن۳] کرمت حله پوش

سایهٔ خویش آنکه نگردیش نشر   داشته از پیِ خورشیدِ حشر

تا چو بسوزیم دران آفتاب   خود فگنی سایه بر اهلِ عذاب

از عملِ خویش ندارم امید   بر کرمت بسته هزار[ن۴] امید

روی بما کن که[ن۵] توئی پشت بان   هم دلِ ما ده بکرم هم زبان

این همه گستاخیِ ما بر[ن۶] گناه   زان سبب آمد که توئی عذرخواه

تکیه چو بر منعمِ خود کرده ایم[ن۷]   غم نخوریم[ن۸] ارچه که بد کرده ایم[ن۹]

قوتِ ما ده که پناهنده ایم   نعمتِ ما بخش که خواهنده ایم

من که بجان تشنهٔ جوے[ن۱۰] توام   خسروم اما سگِ کوے توام

گرچه تو بیخواست کنی[ن۱۱] هدیه راست   لیک[ن۱۲] گدایان نه گزارند خواست

خواهشم آن ست که خواهی ز غیب   کارزوے بنده رساند بجیب

آرزویم[ن۱۳] آن که بروزِ شمار   مژدهٔ عفوم دهی از کردگار

ن۱ ـے   ن۲ کردار   ن۳ نزدیک   ن۴ مرا   ن۵ چو   ن۶ پُر   ن۷ کرده ام   ن۸ غم نخور
ن۹ کرده ام   ن۱۰ بجوے   ن۱۱ دهی   ن۱۲ نیز   ن۱۳ آرزوے آن که

باد بدیں مژدہ دلم خوش نفس | مژدہ دہم نیز تو باشی و بس

در مدح دریائے ابرار و سحابِ آبدارِ نظامِ جواہرِ دین و فرید عقد الیقین اضاء اللہ تعالیٰ فی سلک المقربین کالدر الثمین بالنور المبین

ہر کہ زدل دامنِ پیراں گرفت | گنجِ بقا زیں دہِ ویراں گرفت
ناصیۂ پیر نہ تنہاست نور | بلکہ جہانے ست ز نورِ حضور
ناصیۂ پیر نہ تنہا ضیاست | بلکہ یکے از صفتِ کبریاست
چشمۂ خورشید نہ تنہا ضیاست | بلکہ زمیں را نظرش کیمیاست
ایں کہ مرا ہست بخاطر دروں | نقدِ معانی ز نہایت بروں
نے زخود ایں ملکِ ابد یافتم | از نظرِ منعمِ خود یافتم
شیخِ امم قطبِ حقیقت نظام | خضر و مسیح از دمِ یحیی الفطام
آں بولایت شدہ سلطاں پناہ | دوختہ از ترکِ دو عالم کلاہ
زیرِ نگیں عرصۂ ملکِ حمش | خطبۂ ھب لی ز رقمِ خاتمش
دادہ دل از پردگیانش خلاص | یافتہ از بارِ خدا یارِ خاص

ز۱ بریں   ز۲ نے   ز۳ ہین   ز۴ کز   ز۵ سلطان شاہ

نعبد ایاک طرازِ علم | فاخلع نعلیک مقامِ قدم

راه روی کو بطریقِ صفا | رفته قدم بر قدمِ مصطفی

سیرتِ میمونش بدین پروری | نسخهٔ دیباچهٔ پیغمبری

چون دمِ الهام زده کامِ او | نائبِ وحی آمده الهامِ او

عیب در آئینهٔ دل روشنش | آئینه از موم نه از آهنش

چشمِ یقینش به تماشای غیب | در نظرِ او همه صحرای غیب

عصمتیانِ حرمِ آسمان | جلوه کنان در نظرش هر زمان

گاهِ بیانش ز ملائک حشر | بر سخنش چون مگسان بر شکر

چون بهوا برده دو دستِ دعا | گشته سرِ انگشت کلیدِ سما

بهرِ دعایش که رود بر فراز | در که و بیگه درِ نه چرخ باز

دست در افگنده فلک را بجیب | داده برون گوهرِ پنهان ز غیب

نطعِ فلک همچو زمین خاکِ او | شیرِ فلک[ز۱] آهوی فتراکِ او

ثانیِ خورشید بروی زمین | ثالثِ سعدین بچرخِ[ز۲] برین

در چمنِ روضهٔ قدسش خرام | بر شرفِ مقعدِ صدقش مقام

بیتِ مقدس شده برجِ[ز۳] دعاش | رکنِ یمانی شده کنجِ[ز۴] صفاش

گاهِ وضو بر سرِ کرسی نشست | گاهِ نمازش[ز۵] زبرِ عرش دست

سپهر ز۲ زچرخ ز۳ جرح ز۴ گنج ز۵ دعا بر

سکۂ کارش بفروع و اصول　　تابعِ قال اللہ و قال الرسول

عینِ شریعت بطریقش درست　　شرع اگر عین نباشد شرست

ہرچہ حقِ معرفتِ این فن ست　　جملۂ حق معرفتش روشن ست

ہم تگِ او ہم برِ یاضت گری　　بر سرِ او چیست کلاہِ سری

رست عصا یش چو شہابے بروز　　دیو کُشِ و بلکہ عزازیل سوز

زیرِ فلک قطبِ زمانہ ہموست　　قطبِ دو گوینِد یگانہ ہموست

در نظرِ او زگدا و ملوک　　رُستہ دہ سجادہ بسلکِ سلوک

برد براو ہرکہ ارادت نمود　　زندۂ جاوید شد ار مردہ بود

قوتِ او بردہ زتن نوت را　　تافتہ دستِ ملک الموت را

در تنِ ہرگز دمِ او جان شدہ　　نفس کہ دیو ست مسلمان شدہ

بادِ دمش تریِ گل را برد　　خاکِ درش کوریِ دل را برد

از پیٔ گمراہیِ جانہا رقیب　　وز پیٔ بیماریِ دلہا طبیب

دل کہ بسر رشتۂ فرمان شدش　　رشتۂ تسبیح رگِ جان شدش

ہرکہ بزیرِ قدمش گشت خاک　　ہمہ بموا زسرِ سودا ست پاک

دادہ بہر سر کلہے چرخ سائے　　ترکش ازو بودہ وزو از خدائے

زافسرِ شاہان کلہِ او فزہ　　بر کلہش ہائے ہو اللہ گرہ

ۓ سجادہ کہربا ادنیٰ قسم کا یاقوت جیسے جنی معنی ظاہر ۱۲　ز۲ زما　ز۳ کس　ز۴ برد۔ ز۵ دل زبرد　ز۶ نک کردہ زسوداش پاک۔ کردہ زوسواس پاک　ۓ ترک۔ ٹوپی۔ ٹوپی کے حصے جن کو پرت کہتے ہیں۔ ز۸ طرف کنارہ

اوشبہ از ملک بسامانِ خویش   دادہ ولایت بغلامانِ خویش

مفتخر از وے بغلامی منم   خواجہ نظام ست و نظامی منم

چوں نظر مرحمتش گشت یار   نیست مرا حاجتِ آموزگار

بار خدایا برضاے خودش   خاص کرم کن ببقاے خودش

تاکہ سعادت بمن آرد پیام   دولت ازاں شاہ رسد با غلام

چوں دہی از نورِ مرادش نشاں   پرتوِ آں بر دلِ خسرو فشاں

دعاے چترِ ہمایونِ سلطان السلاطین ہماے ہوا متعالی علاء الدنیا والدین ادام اللہ بیضتہ تحت جناحہ المنصور صادعن اعدائہ بجبوحۃ التراب ما دام طار الطیور

دوش کہ از ہمتِ والاے خویش   بازکشادم بفلک پاے خویش

خاستِ[۱] عطارد بمن آورد روے   رفت رہم گہ بہ نشرہ گہ بموے

جستم از و من بقلم دست برد   او قلمِ خویش بدستم سپرد

مہ بزد اکنوں قلم را حریر   چوں قصب ابق ببردم زتیر

بیں[۲] کہ نہاں خانۂ جادو[۳] فناں   باز کشادم بہ کلیدے چناں

---

۱ خاص   ن۲ بیں   ن۳ با ذو فناں

آں سخن آرم کہ چناں کم بود — در خورِ مدحِ شہِ عالم بود

آں بہ لقب ظلِ نیاد دیں را علا — کو بجہاں دادہ[۱] ز احساں صلا

شاہِ محمد کہ بتائیدِ راے — کرد قوی شرعِ رسولِ خداے

داغ نہِ ناصیۂ سرکشاں — تیغ زنِ تارکِ لشکر کشاں

کارش از اندیشۂ مردم بروں — جودش از اندازۂ[۲] خواہش فزوں

نائبِ فرماں ز درِ کردگار — خازنِ روزی ز کفِ گنج بار

معدلتش قاہرِ خوں خوارگاں — مرحمتش مرہمِ بیچارگاں

لشکری و شہری از و پُر مراد — لشکری از دولت و شہری ز داد

حاملِ دولت زمن از بودِ او — تشنۂ حرماں اہل از جودِ او

مایۂ امیدِ سر افگندگاں — سایۂ یزداں بسرِ بندگاں

خلق کہ پویند بظلِ ہماے — بے خبر انند ز ظلِ خداے

ظلِ شہ آبادیِ ہر خانہ شد — ظلِ ہما لازمِ ویرانہ[۳] شد

ز اہلِ جہاں بس کہ قلم برگرفت — از کرمش عقل جنوں در[۴] گرفت

بوم شد آباد عرب تا عجم — خاصیتِ بوم بدل گشت ہم

سکۂ او نسبت بدولت طراز — خطبۂ او نائبِ بانگِ نماز

جمعہ کہ آزادیِ گیہاں شدہ است — خطبۂ شاہ است و روز آں شدہ است

ن۱ داد　ن۲ اندیشہ　ن۳ بیرانہ　ن۴ بر

مثل ندیدش فلک از خواب هم — خواب چه کز آینهٔ آب هم
دومِ او در همه عالم هم اوست — در به از و کس طلبد آن هم اوست
سلبتِ کیں را چو بتابد دلیر — در جگرِ خصم خلد موے شیر
هیبتش ار بانگ زند بر سپهر — آب شود چشمهٔ رخشانِ مهر
ور غضبش صدمه بعالم زند — مشرق و مغرب همه برهم زند
ور فگند نیزه بچرخِ حرون — چرخ ستان افتد و انجم نگون
خنجرِ او نامِ کیان کرده حک — همچو سفینے که کند دفعِ تنک
روشن ازان اخترِ عالم فروز — خسروِ شام و ملکِ نیمروز
شکلِ کمانِ سبکِ شهریار — نونِ خفیف ست بتاکیدِ کار
بلکش از پیکرِ چوں بید برگ — فتنهٔ پرورده بجلابِ مرگ
ناوکِ او چوں بعدو باز خورد — هم بدمش عین کشید و دوکرد
زیورِ او آهنِ خفتانِ اوست — لشکرِ او خنجرِ برانِ اوست
زیورِ شاهانِ دگر زر و سیم — یار سپه دائرهٔ همچو سیم
عکس مخواه آینهٔ سیم را — نقطه مجو دائرهٔ سیم را
از شرفِ بارگهش هر زمان — خندهٔ پروین همه بر آسمان
بر درِ او بودنِ گردوں مقیم — جراتِ سفله ست و عطاے کریم

ن۱ دوم — ز۲ طلبی — ز۳ که — ۴ ستان بالکسر بر پشت افتاده — ز۵ رفع
ن۶ است عطاے کریم

شعلهٔ خشمش چو برآید باوج | عفو چو دریاش در آید بموج
گر ندهد چشمهٔ احسانش آب | تاب که آرد غضبش را بتاب
آن که گنه ز کردار او | کرد[ن۱] حوالت به کرم کار او
خشمش از آفاق بغارت گری | خلقش از احسان بعمارت[ن۲] گری
ابر کفش کرده جهان بوستان | شسته سواد از رخ هندوستان
نیست پشیمانیش ار زر دهد | هم شود آن لحظه که کمتر دهد
زر دهیش نے بترازو گرد | داده زر اما بترازوے جو
برهمه کس دست گشاده چو میغ | بستن مشتش بکمان یا به تیغ
بحر بجودش[ن۳] نرسد[ن۴] همسر هم | هر دو بفیض ارچه نیایند کم
چاشنی بحر جگر خوں کند | چشمهٔ خور تشنگی افزوں کند
هر چه که شاه از کف بارنده داد | چون کرم ابر گوارنده داد
بذلش از آن بیش که سنجد سلیم | در اِل مدخل و ذهن کریم
چون بعطا داد سخنور دهد | صامت و ناطق همه یکسر دهد
لاجرمش زین[ن۵] دل مدحت[ن۶] پسند | بین شرف نامه[ن۷] چو شعرے[ن۸] بلند
تا ابد از نامهٔ اکرام خویش | باد فلک مرتبه چون[ن۹] نام خویش

ن۱ کرده ن۲ اشارت ن۳ بحر چو بس نبود ن۴ چو ردعبود ن۵ زان
ن۶ محنت ن۷ نام ن۸ به شعر بلند ن۹ از

بنائے ثنائے ثانی بمخاطبۂ خدایگانِ زمین و زماں

نائبِ رزاق و کلیدِ ارزاق فتح اللہ لہ خزاین السموات والارض علی الاطلاق

اے بزمانِ[۱] تو وکیلِ کرم — وزن ز زر بر[۲] دو شمار از درم
بذل کہ خورشیدِ منور کند — دامنِ کہسار پُر از زر کند
لیک فتد از چو تو کوہ افگنے — کوہ زر اندر خمِ ہر دامنے
بیخِ نہالے کہ تو آبش دہی — میوہ شاخش بنود[۳] جز بہی
ملک و راں بر درِ تو بردگی — ملک ز تو یافتہ پروردگی
قائمۂ تختِ تو گردوں نشیں — قاعدۂ ملکِ تو بنیادِ دیں
روے ترا آئینہ دیں بہ پیش — بختِ ترا سہم سعادت بہ کیش
بر سرِ دہلیزِ تو شیر و شباں — چترِ سیاہِ تو بہ شب پاسباں
دامنِ چترِ تو زبر پوشِ مہر — رایتِ والات ستونِ سپہر
کلۂ بارت شدہ بر اوجِ میغ — کنگرِ قصرت زدہ بر چرخ تیغ
بامِ تو معراجِ سلاطینِ جنس — نامِ تو لاحولِ شیاطینِ انس

ن۱ بزباں — ن۲ بردہ — ن۳ ندہد

تیغ تو در معرکہ مالک رقاب ذاتِ تو در گرد وغا بوتراب

شیرِ فلک بستۂ زنجیرِ تو نقدِ ظفر در گرہِ تیرِ تو

ناوکِ بیدیت[۱] شدہ کفر کاہ ہندیِ محرابیت[۲] ایماں پناہ

صفِ سپاہِ تو بروزِ مصاف ہم سدِ اسکندر و ہم کوہِ قاف

خنجرِ ازہبپ تو بروے سطح کس ندیدہ بوغا جز بفتح

تیغ زنت بہمنِ بازو دراز نوبتیِ سنجرِ[۳] نوبت نواز

سنجر اگر کرد[۴] بہ نوبت غرر نوبتِ او بانگِ دہل بدزدہ

نوبتِ تست آں کہ ببانگِ بلند غلغلہ در گنبدِ گردوں فگند

زآہنِ تو سنگ چو زرشد دونیم وزالفِ تیرِ تو شد قاف میم

تیغ تو کو فاتحہ اہتداست برتنِ بدخواہِ تو تبت یداست

چوں سنِ تیرِ تو برآرد نوا مرغ نہ جنبد[۵] بمیانِ ہوا

سہمِ تو گر بر فلک آرد شتاب لرزہ کند چرخ چو دریاے آب

نیزۂ تو دیدۂ انجم ربود از پیِ کوریِ سپہرِ کبود

ن۱ بادیت ن۲ بند دے محرابیت ن۳ نوبت کے معنی علاوہ اور چیزوں کے نقارہ کے سکندر کے وقت سے تین وقت نوبت بجتی تھی جب سنجر تخت نشین ہوا جو خاندان سلجوقیہ کا چھٹا بادشاہ ایران تھا۔ تو اس پر مخالفوں نے جادو گر مشیروں نے تین وقت کی نوبت کے علاوہ چوتھے وقت کی نوبت بجوائی اور یہ مشہور کیا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا اس خبر سے جادو گروں نے اپنا کام چھوڑ دیا اور بادشاہ جو اثرِ سحر سے سخت بیمار ہو گیا تھا تندرست و توانا ہوا تو اس خوشی میں پانچویں وقت بھی نوبت بجائی اور پھر یہی دستور ہو گیا پانچ نوبت سنجر کی طرف سے ہوئی ہیں چنانچہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎ کہ بنیاد نوبت سکندر نہاد سہ از دے شد و پنج سنجر نہاد۔ سنجر نے ۴۰ سال سلطنت کی اور ۵۵۲ھ ہجری میں وفات پائی ۱۲ ن۴ خورد ن۵ نجنبید

خصم تو در رزم بہ مردار خوار — دیدہ زبوں دادہ و دل مُزدکار

گشت بر محت قصبِ مہ علم — تیغ کہ از تیغ تو گشتہ قلم

گر نگرد تیغِ تو خصمِ نژند — بر جہد از خواب چو آتش سپند

ملکِ تو معمور و مخالف خراب — چشمِ تو بیدار و جہانے بخواب

دزد بعہدت زرہِ فتنہ خیز — گردہ چو شیر از تفِ آتش گریز

عدل چو موے تو ز راہِ دلیل — نے رسنِ شیر کہ زنجیرِ پیل

تا تو بانصاف سرا فراشتی — کردہ ہم آتش و آب آشتی

محتسب عدلِ تو تا جوش کرد — چنگ زدن زہرہ فراموش کرد

اے چو خورشیدِ تو از فیض نور — دیدہ نہا نہاے فلک را ز دور

نامِ بزرگاں کہ بعنواں نوشت — از تو چو تاریخ بپایاں نوشت

بس کہ دَوَد چرخ بافگندگی — تاشدہی سابقۂ بندگی

باد برد گر ہمہ افلاک را — تختِ تو بس مملکتِ خاک را

ہر شب و روزے کہ در آید بہ پیش — عمرِ ہمہ کم شد و زانِ تو بیش

تیرِ فلک کو بقلم موشگافت — گِردِ قلم جعدِ ثنائے تو بافت

نا گرگ ے اگر گرگ پڑھیں تو چنگ زدن کے معنی پنجہ مارنا مگر پنجہ شیر مارتا ہے نہ کہ گرگ۔ اور اگر زہرہ پڑھیں تو چنگ زدن کے معنی چنگ بجانیکے ہونگے اور بوجہ زدن کے محتسب عدل کا مواخذہ درست ہوگا اور یہی صحیح ہے کیونکہ دوسرے شعر میں بھی اجرام علوی کا ذکر ہے ۱۲ ے عنوان تاریخ میں مقصود بالذات امور درج نہیں کیے جاتے بلکہ وہ تمہید اصل مقصود کے لئے ہوتی ہے۔ یہ ہی شعر کا مطلب ہے کہ مورخ کا اصل مقصد تیری تاریخ ہے اور اگلوں کا نام بطور تمہید ہے ۱۲ نہ دیدہ

ای سخن از مدحت تو سربلند — پایهٔ مدح تو ز اختر بلند

من که مرا تکیه بکیوان رسید — دست بمدح تو زدم زان رسید

دین گهر نو که ز کان می‌کشم — ق گرچه در رشتهٔ جان می‌کشم

نیک[1] برانم که ز خجلت[2] گری — باز رسانم بدر[3] جوهری

کلم[4] حد آن نیست که گستاخ‌وار — راه ترا آب زنم زین نثار

لیک اساسی که نوش برکشند — از لقب خاص بزیور کشند

گرچه بنا پست بود در سرای — فر خطابت کندش چرخ سای

سهل بود تا که ز روی قیاس — زآب و گل من چه توان کرد اساس

لیکن از آغاز عمارت گری — دادش از نام تو نیک اختری

تا چو شود بقعهٔ خاطر پسند — ماند از آرایش نامت بلند

شاید اگر مرحمت پادشاه — جرأت این[5] بنده نگیرد گناه

کانچه برد ذره بخورشید پیش — عرض[6] کند نیستی حال خویش

تحفه که مورے بسلیمان برد — عفو سلیمان نگرد - زان برد

ورنه چه اندازه دهد خاک را — کآب دهد چشمهٔ افلاک را

جوهر تو زبدهٔ چرخ کبود — خسرو مسکینت چه یارد[7] ستود

وصف تو چون در حد اندیشه نیست — طبع مرا به ز دعا پیشه نیست

ن۱ نیز   ن۲ خلوت   ن۳ بدل - ز دل   ن۴ کم   ن۵ من   ن۶ عرضه
ن۷ آرد

تا بزمین چرخ بود برقرار   باد ز تو چرخ و زمین را مدار

دورِ فلک بستهٔ فرمانِ تو   وانچه درو هست همه زانِ تو

کام تو در دامنِ اُمید باد   ملکِ تو چوں عمرِ تو جاوید باد

در داعیهٔ ترتیب این جریدهٔ پرحکمت و در باعثهٔ ترکیب این خریدهٔ بے قیمت و نمودارِ عرصه برجاس و نهادنش کاغذ در آماجگاهِ من صنف فقد استهدف و خود را چوں تیرِ چرخ بر اصحابِ غرض زدن و این سهماکاں را نشانهٔ تعنت ساختن رحمہ اللہ علی من انصف

فکرتِ من چوں بفلک راند رخش   یافت ز گنجینهٔ توفیق بخش

بخت و ویدو درِ دولت کشاد   بیشتر از خواهشِ من هدیه داد

بلبلِ نطق از گلِ طبعم پرید   پردهٔ غیب از سرِ کلکم درید

ن۱ کہ زمیں   ن۲ ز زمیں   ن۳ ترکیب   ن۴ قصیدہ   ۵ نسخہ ک میں اسی طرح ہی جو میں نے لکھا۔ یہ فقرہ نسخہ ن، و، ح میں بھی اسی طرح ہی اور اس لئے اصلی عبارت کا پتہ نہیں لگا ہاں اگر یوں پڑھیں (نمودارِ عرض برجاس نہادن این کاغذ در آماجگاہ من صنف فقد استہدف) تو معنی نکل آتے ہیں برجاس کے معنی ہیں نشانہ ہدف ۱۲   ن۶ تقدیر

پیش دوید ند بستانِ ضمیر　　خامه فرو خواند ببانگ صریر

هرچه در آئینه گردون خیال　　روے بروں داد زهر سو جمال

فوج نو جسم ز معانی حشر　　خوانده و ناخوانده در آمد ز در

زمزمهٔ دل فلک آوازه گشت　　جانِ جهانے به سخن تازه گشت

هر نمطے راکه بیاراستم　　بهتر ازاں بود که می خواستم

بر سرِ هر پایه که بردم سریر　　تاج ستاں گشتم و آفاق گیر

گشت چو نقدِ همه قلب آزمائے　　سایه بریدم ز همه چوں همائے

دبدبهٔ خسرویم شد بلند　　زلزله در گورِ نظامی فگند

آں روشے بود ز اندازه دور　　عطسه در آمد بدماغم ز نور

نور که از خواجه نظامی رسید　　کار ازاں رو بنظامم رسید

گرچه برد مهرِ سخن ختم بست　　سکهٔ من مهرِ زرش را شکست

خاتمِ او را چو کشادم نگیں　　داد نگینش بمن انگشتریں

خاتمِ او ملک بسلطاں سپرد　　خاتمِ دولت بسلیماں سپرد

آں گهر آرم کنوں از کانِ غیب　　کاب شود عقدِ ثریا بجیب

گرچه بملکِ سخن از پنج گنج　　نوبتِ آں گنجه نشیں گشت پنج

نوبتِ خسرو که پسیجش نواست　　پنجه زنِ نوبت آں خسرو است

ن۱ درون　ن۲ بردن　ش فرو خواندن۔ تمام پڑھنا آخر تک پڑھنا ۱۲　ن۳ برد　ن۴ بردن　ن۵ دا
ن۶ من خواستم　ن۷ گشتم و اقلیم　ن۸ غلغله　ن۹ اندیشه　ن۱۰ خاتمش ار

سازم ازاں ساں بسرائے پنج　　پنج کلید از پئے آں پنج گنج

کانچہ بہر گنج بود ناپدید　　فتح شود ہم بزبانِ کلید

آں نمط آرم کہ ہمہ ناقداں　　فرق ندانند ازیں تا بداں

بازم ازاں ساں خمِ چوگانِ خویش　　کاورم آں گوے بمیدانِ خویش

سکۂ آں ملک مسلّم کنم　　سکۂ خود نیز بداں ضم کنم

ملکِ گہر را چو گرفتم بہ تیغ　　گوہرِ خود نیز فشانم چو میغ

جیبِ جہاں پُر ز غرائب کنم　　وضعِ نمطہائے عجائب کنم

رشتۂ نظمے کہ بصحرا نہم　　در گہرے مایۂ دریا نہم

ز آتشِ دل شمعِ خرد برکنم　　بیت بہ بیتش ہمہ انور کنم

در تہِ ہر بیت نہاں در نہاں　　تحفۂ پوشیدہ جہاں در جہاں

بیشتریں نکتہ ز سر تا بہ بن　　ز آیت و اخبار سرایم سخن

چوں شود آراستہ نظمم چو دُر　　از گہرِ نثر کنم خامہ پُر

ہرچہ نویسم بسرِ داستاں　　راست کنم رہ ز پئے راستاں

تا قلمِ ہر کہ دوا دو کند　　پس روئ ایں روشِ نو کند

نثرے ازاں گونہ کہ گشتم از قلم　　کآب ز شعرم ببرد تیر ہم

یافتہ آئینِ عبارت نوی　　لفظش آراستہ چوں معنوی

نا ناقلاں　نا کُن　نا نمطے　نا کنم درتباں　نا رو دارو　نا تیر عطارد کو کہتے ہیں جس کا لقب منشیِ فلک ہے ۱۲　نا عبادت

آنچه نهفته است مرا در خیال — گر کُنمش وصف نماید محال
غیر چه آگه که درین سینه چیست — کور چه داند که در آئینه چیست
پاک خدائے که نهاں کرد پاک — گنجِ دو عالم بیکے مشتِ خاک
آں که چنیں گنج بیک سینه داد — بیں که بهر سینه چه گنجینه داد
لعل زکاں در نظرت چوں کشم — بینشِ آں روز که بیروں کشم
تا شده زاندیشه آں سحر سنج — بارے فرو رفت قلم را گنج
هرچه من از خامه فشانم بروں — گنجِ خدائی ست که رانم بروں
خامه ام از گنجِ خدائی خم ست — چیست که در گنجِ خدائی کم ست
معجزه بیں خشک نے را بکار — میوهٔ تر کرده نگونش ز بار
نخلهٔ مریم بزبانِ فصیح — کو همه جنبیده زبادِ مسیح
حاصلِ قومے زمتاعے بود — بهرهٔ بعضے زعطائے بود
مایهٔ من از قلمِ نامی ست — مایه نه کسبیست که الهامی ست
مایه که اندیشه درو گم بود — کے حدِ تعلیم و تعلّم بود
وانچه بالهام درآید جیب — عیبِ کسے کن که برو گرد عیب
آں که بهر دم شرفِ عام داد — وحیِ خفی را لقبِ الهام داد

ن۱ کنم این ن۲ آگاه ن۳ کیست ن۴ خاک ن۵ بکاں ن۶ تا شدم ن۷ خانه
ن۸ کلک من - هرچه من ن۹ بنی ن۱۰ ببار ن۱۱ ز زباں ن۱۲ زسماعے ن۱۳ بسماعے
ن۱۴ متاعے ن۱۵ زیں ن۱۶ قلم لوح محفوظ ۱۲ ن۱۷ ز الهام ن۱۸ برآید ن۱۹ زجیب

ملکِ سخن کاں صفتِ برتری[ن۱] ست | نسخهٔ دیباچهٔ پیغمبری ست
وانچه کند اهلِ سخن باد[ن۲] بست | معجزه گر نیست کرامات هست
کے بدرستی بود ایں[ن۳] گفت[ن۴] چست | تا نکنم گفته به برهان درست
من که چنیں لوحِ ادب می کنم | حجتِ ایں دعوے خود می کنم
هست [ن۵] بخشنده امیدم چناں | کادهم من بگذرد از همعناں
باشکه ایں[ن۶] نامه بعنواں رسد | ور بودم عمر بپایاں رسد
هفت دُهمش کرده چو ماهِ تمام | جلوه دهم[ن۷] در نظرِ خاص و عام
هر ورقے را که بخوانند ازو | بهرهٔ خود باز ستانند ازو
اهلِ بصر مایه زکاتے کنند | واهلِ حسد بیهده[ن۸] جانے کنند
راحتِ خود چوں نگرد هوشمند | رنجِ مرا باز شناسد که چند
گرچه بریں رنج نریزد دوا | رنجِ دلم نیز ندارد روا
آں که پذیرد به نیاز از منش | منتِ جاں هست[ن۹] مرا بر تنش
واں که کند رو بسوے دامنم[ن۱۰] | منتِ صد جاں بودش[ن۱۱] بر تنم
زاں که قبول و ردِ هر کس بجیب | بخششِ غیب ست کساں را چه عیب
داد چو ایں حرف روانم خدا | زهره که دارد که نهد پیشِ پا
زاں دمِ ایں باد به تندی وزید | تا کشش خسے پیش نیارد خزید

ن۱ بربریت ن۲ باربست ن۳ آں ن۴ گفت ن۵ به بخشنده ن۶ آں ن۷ کنم
ن۸ بیهوده ن۹ جانے ست ن۱۰ بسوادنم ن۱۱ از جاں بود

باد مخالف ز زمینے کہ خاست ۔ خس نتواند کہ نہد پاے راست

بر سر ایں نکتہ چہ جاے ستاد ۔ پل چہ کند بر سر طوفان باد

من کہ خراشے ز خساں می کشم ۔ نز پئے خود بہر کساں می کشم

گرچہ صدا فتادہ زید از طبیب ۔ خلق ز احسانش نہ بخشد نصیب

یک تن اگر شد ز اجل رہگراے ۔ انیش سیہ رو کند و سبز پاے

باز کشادم بطبیبی دکاں ۔ مرہم دل دارم و داروے جاں

آں کہ دلش تنگ نیاید ز پند ۔ داروے تلخش دہم و سود مند

واں کہ خوش آید طلبد نیز ہست ۔ لیک شکر رخنہ تپ را نہ بست

داروے تلخ ار نخورد ہر کسے ۔ ہم بودش نیز خورندہ بسے

تپ زدگاں را کہ نہ حلوا بہ است ۔ خوردن کشنیز ز حلوا بہ است

تلخ ز شیریں بہنر بہتر ست ۔ سود ہلیلہ بیشتر از شکرست

آں کہ نصیحت نہ سزا بینیش ۔ تلخ مگو جز کہ بشیرینیش

پند کہ تلخ ست بہ برنا و پیر ۔ گفتن شیریں کندش دل پذیر

آں کہ ہلیلہ بعسل پرورند ۔ داروے خوشخوارہ نکوتر خورند

قیمت ایں مرہم پرمایگاں ۔ بیحد و من می دہمت رایگاں

گر تو خوری سود تو باشد بپوست ۔ ورنہ خوری آں کہ خورد سود اوست

ن۱ زیاند ن۲ خلقے ن۳ آں سبز پاے ن۴ خرما ن۵ برترست ن۶ ہر کہ

ہر نفس تند[۱] کہ رانم ز پیش / تا[۲] نہ گریزی چو خس از جاے خویش

عیب تو من باز نمایم برد / گر تو[۳] نہ شوئیش تو دانی مشو[۴]

دشمنے[۵] کو عیب برد ے تو گفت / بہتر ازاں دوست کہ عیب نہفت

زخم زبانے کہ زند[۶،۷] اہل پند / نزد خرد مند بود ارجمند[۸]

تن کہ بہ نیش از پئے راحت دہند / سیم و درم مزد جراحت دہند

آنچہ مرا می خلد اندر ضمیر / نیست درانم ز گزارش گزیر

شرع و طریقت بہ بیاں آورم / گنج حقیقت بمیاں آورم

باز نمایم کہ ہدایت کجاست / معنی[۹] این[۱۰] ہر سہ ولایت کجاست

من کنمت راہنمونی بکار / جہد ز من موہبت از کردگار

بود در اندیشہ ام[۱۱] از دیر باز / کز دل داننده[۱۲] و اندیشہ ساز[۱۳]

حکمت پوشیدہ بصحرا نہم / رخت گرانمایہ بسودا نہم

بے خبراں را دہم آگہیے / تازہ کنم شرط نکو خواہیے

گرچہ ہمی خواست سخن کام خویش / لیک گرو بود[۱۴] بہنگام خویش

ہیں کہ رسید آں نفس جاں نواز / کاں نفس اکنوں شودم جلوہ ساز

بہر تو ایں تختہ[۱۵،۱۶] بہ برداشتم / شرح دہم زانچہ خبر داشتم

ن۱ چند ن۲ گر ن۳ گر تو بہ ن۴ بشوے ن۵ دشمن ن۶ کنند ن۷ کند ن۸ نزد خرد تہمتے ست آں گزند

ن۹ عبرہ ن۱۰ آں ن۱۱ اندیشہ من ن۱۲ داننده داوریں ساز۔ ن۱۳ حکمت طراز

ن۱۴ بردہ ن۱۵-۱۶ این کہ ازین تختہ کہ برداشتم پیش تو این تختہ کہ .. دادم

ای که نداری خط عشق[1] از عذاب — اینست امان نامهٔ یوم الحساب
گر روی این[2] ره که درین مامن ست — گر نرهی[3] عهدهٔ آن بر من ست
من که درین خم کدهٔ دین شدم — مست هم از جام[4] نخستین شدم
جوشش عونت بدماغم فتاد — باد تکبر بچراغم فتاد
پای چو زین مَی تزلزل زدم — تکیه بدیوار توکل زدم
کرد توکل چو بدرگه سخن، — ما و توکلت علی الله سخن[5]

خلوت اول در فضل تعبد که اولش تا بے تعب ست و آخرش دال در رحبت و فضیلت تهجد که به نهایت همت، جهد قلب تمام شود و به نزدیک اهل فکرت روشن کردن نورے که در دل شب بدیدهٔ عین الیقین معاینه شد و باز نمودن صفائے که از دل آهنی آئینه گشت

صوفی گردون چو بخلوت نشست — گرد فلک سبحهٔ پروین بدست
طرّهٔ ظلمت ز نسیم بهار — مشک فشان شد چو لب روزه دار

ن۱ عشق ن۲ آن ن۳ نرهی ن۴ جان ن۵ کن

دهر پر از غالیهٔ سوده گشت | دام و دد از تگ زدن آسوده گشت

چشمهٔ خور برد ز هر خانه تاب | تاختن آورد بهر دیده خواب

مردمک چشم کسان تا بروز | گرد ز مژگان در خود میخ دوز

سایه فگن خاک بچرخ برین | چرخ شده سایه نشین زمین

جن و ملک هر دو شده گوشه گیر[نز۱] | دزد و عسس هر دو شده توشه گیر[نز۲]

زان شب فرخنده که میمون شده | بوم چو طاوس همایون شده

از اثر نور ثریا نشین | مرغ مسیحا شده خورشید بین

من بچنین تیره شب تابناک | رخت برون بردم از ایوان خاک

جذبهٔ[نز۳] مقصود عنانم گرفت | ولولهٔ دل رگ جانم گرفت

دل که شد از سینه بپاکی برون | برد مرا[نز۴] زین تن خاکی برون

چون قدم از خاک فراتر زدم | باد هوا را بهوا بر زدم

چشمه شکست آب نی و زنده را | تاب نماند آتش سوزنده را

جوهر جانم ز دل آگنده گشت | کشمکش طبع پراگنده گشت

فکر کزین خانه فرازم کشید[نز۵] | سوی سراپردهٔ رازم کشید[نز۶]

دیدم از آن سان شرف برتری | کز سرم افتاد کلاه سری

داد دلم همت عالی گرای | کای سگِ بد زهره چه ماندی درآی

نز۱ توشه گیر نز۲ گوشه گیر نز۳ دبدبه نز۴ بردم نز۵ رسید نز۶ رسید

من که بدین[ز۱] گفته مدد یافتم | گرم روی کردم و بشتافتم
لرزه کنان برشدم[ز۲] از جای خویش | من ز پس و حاجب امید پیش
یافتم آراسته نطع حضور | بوسه زدم ذیل کرم را ز دور
دید چو دستور عنایت مرا | خواند بصد گونه رعایت مرا
در تتق معرفتم بار داد | بی‌ادبی را ادب کار داد
گفت بآن سان که دلم زنده گشت | سینهٔ تاریک فروزنده گشت
کای مگس گلخن ازین جیفه چند | مرغ فلک شو که برآئی بلند
هر چه نه سبحه هدف ست آن بدوز | هر چه نه قبله صنم ست آن بسوز
پای دل از راه صناعت برآر[ز۳] | دست به تحریمهٔ طاعت برآر
گردن شیطان بقفا پست کن | هر دو جهان را به پس دست کن
دور ز زهدی که ببازی بود | شو به نمازی[ز۵] که نیازی[ز۴] بود
گم مشو از حضرت و جان را ببین | دل بحضور آر و خدا را ببین
بو که دلت بشنود از گوش حال | از در یزدان تعالی تعال
خیز که امشب شب نخفتن ست | بلکه شب[ز۶] قصهٔ دل گفتن ست
چون که عنایت بمن این نکته گفت | نفس بدم خاست ز خوابی که خفت
داعیهٔ[ز۷] صدق در آمد بمن | رخت برون برد گرانی ز تن

ز۱ برین ز۲ در شدم ز۳ بدار ز۴ نیازی ز۵ نمازی ز۶ شبے ز۷ داعیه

درقدرے خاست زغفلت ملال — تکیہ زدم بر کرمِ ذوالجلال

عطلت ازانجا کہ زتابم فگند — بار دگر دیدہ بخوابم فگند

رائضِ توفیق درافشرد پائے — مقرعہ زد کہ بجستم زجائے

دیدہ برانداخت نقابِ دوچشم — غسلِ صفا کردم از آبِ دوچشم

آب زدم بر رخِ صافی صفات — دست بشستم زہمہ کائنات

گشتم از اندیشۂ عالم بری — روئے نہادم بہ نیایش گری

غلغلِ تکبیر برآمد زکام — پشت قوی شد بر کوع و قیام

سرکہ بسجدہ ززمیں تاج یافت — دردلِ شب پایۂ معراج یافت

روئے تعبّد بزمیں داشتم — فرقِ تحیّت بمہ افراشتم

قامتِ من کو بفلک سرفراخت — در ملکوتم علمِ صدق ساخت

نورِ حضورم کہ بدل خانہ کرد — جاں بسرش رقص چو پروانہ کرد

زاں ہمہ نورے کہ شب افروز بود — زاولِ شب تا سحرم روز بود

مقتدیِ من دو ملک دو بروے — بندہ کریم الطرفین از دو سوے

زحمتِ وسواس در اندیشہ سست — خلعتِ اخلاص براندام چست

فاتحۂ حمد زعقدِ زباں — عقدہ کشائے گرہِ عقل وجاں

گوش پُر از گفتِ خدائے جلیل — نے بمیاں واسطۂ جبرئیل

---

۱ صوفی ۲ سلام ۳ ہمہ ۴ ملک ۵ فلک ۶ دراندام

دعوتِ من کرده بدست نیاز | هفت درِ گنبدِ گردنده باز
رفته ز تن زحمتِ جانم[۱] برون | برده دل از هر دو جهانم برون
تن که نماندش اثرِ زندگی | زندهٔ باقی شده زان بندگی
نیم شبان زان عملِ بی ریا | خاص شدم در حرمِ کبریا
یافتم اما نه بمقدارِ خویش | نعمتے از هر چه توان گفت بیش
چشمِ یقین سرمهٔ جاوید یافت | نقدِ عمل سکهٔ امید یافت
ریختم این نقدِ فلک را بجیب | بانگ تَقَبَّلتُ برآمد زغیب
جان و دلم کاخترِ میموں شدند | شمعِ سراپردهٔ گردوں شدند
کرد ز سر زنده بدان[۲] هر دو تاب | مشعلهٔ مردهٔ خویش آفتاب
پرتوِ خسرو بهوا شد ز پست | صبح بدرد نیره برآورد دست

خلوتِ دوم در صفتِ صبا و صباح و روائحِ ریاحین و ریاح و بیانِ حالِ سماعے که رحمت را از آسمان باو میخوانند و ملائک لبیک زناں فرو می آیند و رحمت می افشانند

مرغِ سحر گفت چو تسبیحِ پاک | بانگِ مؤذن بفلک شد زخاک

---

۱ خانه   ۲ بران

خلوتیِ شرق برآمد ز در — برکتف افگندہ مصلای نور

صبح کہ شد نور بصدقش گوا — زد قدمِ صدق بروے ہوا

جنبشِ پاکاں سوے محراب گشت — چشمِ سگاں پردہ کشِ خواب گشت

شب پرہ از گنبدِ فیروزہ گوں — رفت بہ فروالۂ گنبد دروں

بوم کہ در رفت چو دزداں بباغ — درد سرِ خویش شد از کوبِ زاغ

مرغِ سحر خیز نوا برکشید — زمزمۂ تر بہوا برکشید

باد کہ بر لالہ و گل پا نہاد — رقص کناں روے بصحرا نہاد

تازہ شد از ابرِ بہاری چمن — خندہ زد از بادِ ریاحیں سمن

ابر کہ از بادِ وزاں شد ستوہ — بست سراپردہ بہ اوتادِ کوہ

سرخیِ شرق ز افق رو نمود — ہمچو شئے سرخ ز جامِ کبود

شاہدِ صبح از رخِ لعل سپید — داد حریفانِ طرب را نوید

کرد سخن رود بریشم زناں — گشت رواں جامِ صبوحی خوراں

نادرہ صبحی کہ ہمہ ماہ و سال — شد ز دمش فرخ و فرخندہ فال

من بچنیں صبحِ مبارک نفس — کلکِ نفسِ قدس پراں پیش و پس

ہمچو خروسانِ سحر صبح خیز — نعرۂ تکبیر برآوردہ تیز

ن زپرواز بہ — ن بفیروزہ — سه فروالہ وہ مکان کہ جس میں کھڑکیاں اور دروازے اور جالی ہو اسکے لیے زیادہ ہوں ۱۲ — ن بلبل ازاں قصد — ن بلبل نوخیز — ن باد — ن زندہ شد از بوی — ن رواں — ن رواں — ن بدار پیش و پس

پر زدہ مرغانِ فلک سوے من   پر ملک رستہ ز بازوے من

بال بہ پرواز بیارا ستم   سوی نوآئیں چمنے خاستم

طایرِ اقبال بہمراہیم   بختِ ہمایوں بہوا خواہیم

نعرہ زناں دولتِ فرخ لقا   متعک اللہ بطول البقا

بادِ صبا مشک فشاں از برم   ابر ہوا سایہ فگن بر سرم

قمری و دُراج بدستاں شدہ   بوے گلم رہبرِ بستاں شدہ

چوں گزر افتاد دراں گلشنم   گشت از چشمۂ جاں روشنم

داد نسیمِ گل و نسریں بباغ   لذتِ روحانیم اندر دماغ

کردم از آرائشِ آں بوستاں   جلوۂ طاؤس بہندوستاں

زیں چمنِ تازہ چو خورم بہشت   خاک ز سنبل شدہ عنبر سرشت

خندۂ گلہاے چمن روبروے   نغمۂ مرغانِ ہوا سوبسوے

جان کہ ازاں نغمہ سر انداختہ   خرقۂ دیرینہ در انداختہ

فاختہ شیخانہ دم از حق زدہ   گرد گریباں زہِ ازرق زدہ

زاغ کہ با کبک نمودہ خرام   خندہ فرد خوردہ شگوفہ بکام

بند کشادِ گل و غنچہ بسیم   ہیچو دلِ مدخل و دستِ کریم

آب ز مہتاب زمیں گرد تر   چشمہ ز خورشید جوانمرد تر

ن۱ چمن   ن۲ در برم   ن۳ شد گزر   ن۴ چمنے تازہ   ن۵ تازہ زخورم   ن۶ چو سنبل شدہ

قطرهٔ نم بر سمنِ تر چناں | کابله بر عارضِ سیمیں تناں
عاشقِ گل غنچهٔ پوشیده حال | پرده درش گشته نسیمِ شمال
لاله که شد بادِ دهن بوسِ او | دیدهٔ نرگس شده جاسوسِ او
رفت ازیں روضه بفردوس بوے | غالیه نو زده حوراں بموے
من بچنیں گلشنِ مینو نشاں | دامنِ اندیشه بهر سو کشاں
بر سرِ هر سبزه که پا میزدم | از دلِ شوریده نوا میزدم
هر گلِ نو رسته که بر داشتم | از مژه در خونِ جگر داشتم
هر قدحِ لاله که کردم بدست | جوشِ شرابِ دگرم کرد مست
در تهِ هر شاخ که جستم پناه | هیزم افروخته کردم ز آه
هر خلهٔ خار که خوردم بگشت | صد خلهٔ خنجر بجانم گذشت
هر سمنے کش نظر انداختم | ناوکِ غم را سپرے ساختم
سینه گرفتار هوائے ز شوق | جاں تمنائے سماعے ز ذوق
کامد ازاں گونه که رفتم ز هوش | از طرفے نالهٔ دردے بگوش
طرفه سرودے که بجاں در گرفت | آتشم از دل بزباں بر گرفت
بس که ازاں زمزمه گشتم خراب | چرخ زناں گشتم ازاں سو شتاب

ن۱ شجر ن۲ نازک ن۳ امید ن۴ سرده که ن۵ پاے زدم ن۶ نواے زدم ن۷ هیزمی
ن۸ خلد ن۹ بتماشاے ن۱۰ شوق ن۱۱ سرودے ن۱۲ درگرفت ن۱۳ کردم

رفتم و دیدم که هم اندوه بود / بر دل تنگش غم چون کوه بود
سوخته وارا ز مژه خون میفگند / درد دل خویش برون میفگند
گفتمش ای نالهٔ تو جان گداز / چیست که می نالی ازین گونه باز
گفت ز کارے که بمقدار نیست / همچو منے را همه این کار نیست
کار که چندین سر مردان پاک / در سر آن کار فرو شد بخاک
آدمی عاجز و بارے چنین / در سر خاکی سر و کارے چنین
تا چه بود این تن ناقص وجود / کار دگستاخ برین در سجود
صدمهٔ هیبت چو برون اوفتد / چرخ نگون خیز نگون اوفتد
پیش چنین صدمهٔ عالم رباے / شوخی مردم که نهد پیش پاے
مرد شناسد که تواند ستاد / پشهٔ رقاص بطوفان باد
من که شنیدم سخن آشنا / ذرهٔ سرگشته شدم در هوا
حال من از حالت من درگذشت / آب ز چشم آمد و از سر گذشت
او نفسے رفت و ز سر تازه کرد / داغ من از نغمهٔ تر تازه کرد
پردهٔ از عالم دل باز شد / دولت دو چشم ز سر آغاز شد
هر چه ز تسبیح نهانم گشاد / زان شغب عشق همانم کشاد
آنکه شبش مایهٔ معراج بود / روز شکیبش همه تاراج بود

ن۱ دیدم که گه ن۲ سوخته رو ن۳ گذار ن۴ زار ن۵ آن ن۶ خاکی ن۷ کار در داستاخ ن۸ شناسم
ن۹ حالت او ن۱۰ او نفس رفته ن۱۱ پرده ام

عاشقِ دیوانه بصحرا[۱] افتاد | خورد یکی جرعه و از پا فتاد
ره زدنِ مطربش آواره[۲] کرد | زخمهٔ[۳] او پردهٔ جان پاره[۴] کرد
مستیش از مطرب و نی از کی | مطربِ او مست تر از وی بی
نالهٔ عشاق بجان کرده کار | عافیت از سینه برون برده بار
شحنهٔ شوق آمده مهمانِ من[۵] | دامنِ خود بسته بدامانِ[۶] من
کرده دل از شربتِ معنی سخن | کوزه تهی گشته ز دردِ کهن
طبع بسیلابِ عدم داده رخت | عشق بگنجینه قدم کرده سخت
جان شده عاصی ز تنِ ناسپاس | بیخبر از کارگرانِ حواس
گریه بصحرای[۷] نیاز آمده | قطره چو صوفی به نماز آمده
پاک شده نامهٔ طولانیم | موج شده جسمِ هیولانیم
جوشش دو بحر در یک جا شده | موجِ دو خونابه بدریا شده
او غمِ خود گفته و من سوز خویش | دیده نمک ریخته بر هر دو ریش
آرزوی هر دو بیک کام بود | چاشنیِ هر دو ز یک[۸] جام بود
ماتمِ ما دیده گلِ خنده ناک | جامهٔ خود کرده بصد جای چاک
چون دلِ ما لالهٔ[۹] افروخته | شد کفِ خونی ز میان سوخته
گشت تهی دیدهٔ نرگس ز خواب | بلکه فرود آمدش[۱۰] از دیده آب

---

۱ بوادی ۲ آواز کرد ۳ نغمهٔ او ۴ باز کرد ۵ مهمان دل ۶ بدامان دل ۷ گریه بصحرا ۸ بیک ۹ لاله برافروخته ۱۰ فرود آمده

غنچه ز دلتنگیِ پنهانِ خویش — کرده فرو سر بگریبانِ خویش
بید که آگاه شد از دردِ ما — لرزه فتادش ز دمِ سردِ ما
یافت چو مارا بهلاک اندرون — سبزه بغلطید بخاک اندرون
مرغ که آه از دلِ غمکش زده — در جگرِ سرخِ گل آتش زده
بلبلِ نالنده ز غم دیده تر — سینه ز آواز خراشیده تر
کبک و کبوتر بنفیر آمده — زاغ و زغن در بم و زیر آمده
ز آه دلِ من همه مرغانِ باغ — سوخته پروانه صفت چون[۱] چراغ
بود[۲] نوا زنده نوا ساز درد — تا شدم از عقلِ سراسیمه فرد
رفت ز تن هم دل و هم دم برون — بیخودیم برد ز عالم برون
چون بفنا نیست شدم در وجود — هستی بی نیست جمالم نمود
یافتم آن لحظه بحال اندرون — آنچه نگنجد بخیال اندرون
طرفه مئی بود که ساقی سپرد — کم ز فنا بُرد و بباقی سپرد
بسکه نگنجید در آب و گلم — آنچه نمودند بچشمِ[۳] دلم
گفتم اگر من بزبان آورم — این سخنِ دل که کند باورم
بانگ برآمد ز دلِ دردناک — کاے شده بازیچهٔ طفلانِ[۴] خاک

---

۱ بر چراغ ۲ بوم ۳ به وادی دلم ۴ طفلان بخاک

به که ازیں شعله نخندی چو برق — تا نخوری تیغِ سیاست بفرق
ورنه تواں بست گره بر نفس — محرمِ خسرو دلِ خواجه است و بس

خلوتِ سوم در گرفتنِ احرام بحریمِ حرمتِ کعبهٔ احترام و تعظیمِ عظمتِ سدهٔ عظیمِ شیخ شیوخ الاسلام و ذکر خوابے که آں بیدار دل جاوداں دید و ایں خفته را ازاں خواب بیداری بخشید که در خواب نتواں دید

من که شنیدم ز دلِ ایں داستاں — راست شدم بر قدمِ راستاں
گرم بر دل جستم ازیں روضه گاه — نے خبرم از سر و نے از کلاه
پای نهادم بره آشفته وار — کوهِ غمم بر دلِ من بیقرار
بے غم هستی که به پستی کشد — شربتِ شوقے که بمستی کشد
رو بسوے خواجه و دل سوے دوست — هر دو یگانه شده در مغز و پوست
بسکه رهم بود بداں رهنماے — دیده حسد برد بر اقبالِ پاے

ن۱ گره در — ن۲ که غم — ن۳ نے غم — ن۴ پستی کند — ن۵ بمستی کند — ن۶ — ن۷ براں — ن۸ با قبال پاے

برکفِ پا بوسه همی زد زمین ‌‌ رشک همی کرد سپهرِ برین
گردِ رهِ[1] من که صبا تحفه برد ‌‌ کحل تبرک بکواکب سپرد
دیده ادریس ز فردوس پاک ‌‌ خضروشی دید بصحرای[2] خاک
ره چو قدم گاهِ خضر سبزتر ‌‌ بادِ روان بخشِ مسیحا اثر
سبزه به تسبیح زبان کرده باز ‌‌ گوشِ هنانم نهان کرده باز
خارِ قدم دوز به پیراهنم ‌‌ سوزنِ عیسی شده در دامنم
من شده چون رشتهٔ مریم بتاب ‌‌ کرده گذر زان سرِ سوزن[3] شتاب
هر طرف از سایهٔ من تابدور ‌‌ دیو گریزنده چو سایه ز نور
روح ز مستی[4] برکوع و سجود ‌‌ وجد مصور شده نقشِ وجود
زین نمط آلودهٔ شوق[5] و نیاز ‌‌ در نظرِ خواجه رسیدم فراز
کالبدِ سوخته بر جان رسید ‌‌ مرده بسرچشمهٔ حیوان رسید
کارشناس از نظرِ دوربین ‌‌ شد ز دلِ تیرهٔ من نوربین
دید ز رم رابطهٔ کوره در ‌‌ علتِ بیمار بقاروره در
گفت ز سیمای تو شد روشنم ‌‌ کت نفسی میرسد از گلشنم
سکهٔ خاموشی تو در دهن[6] ‌‌ میکند از عالمِ دیگر سخن
دولت از آن خواب که ما را نمود ‌‌ دولتت اینک بدار انمود

---

[1] گرد رهم را [2] به خضرای [3] از سر سوزن [4] چو مستی [5] آلوده بشوق و نیاز [6] سخن

تا بہ بنی تر نکنی پای خویش | پیشترک رو کہ چہ دریاست پیش
خواجہ کہ این واقعہ بر من گشاد | فکر مرا پردہ ز روزن گشاد
بوسہ زدم از سرِ حیرت بخاک ق | گفتمش ای قدوهٔ مردان پاک
خوابِ تو دانم کہ نباشد خیال | حال برون دہ کہ در آیم بحال
ذرہ کہ زان صبحِ صفا جست تاب | خندہ گشاد از لبِ آن آفتاب
پردہ برانداخت ز رازِ نهفت | وانچہ نہان داشت در آن پردہ گفت
کای شدہ از دولتِ ما بہرہ‌مند | گشتہ سرت زین درِ دولت بلند
بینشِ ما از نظرِ بی‌ریا | کردہ مسِ قلبِ ترا کیمیا
چون تو نمودی خطِ خود را رقم | ما رقمِ خویش نخوانیم ہم
نیم شبی کاخترِ پرنورِ ما | کرد طلوع از دلِ معمورِ ما
کلبۂ گل رفعتِ درگاہ داشت | سکۂ دل نقشِ مع اللہ داشت
جان بہمین مرتبہ پیوستہ بود | کز خودی خویش برون جستہ بود
آن نہ شبی بود تظلم نمای | بل شبِ معراجِ رسولِ خدای
نور ہمی ریخت زمان تا زمان | نجم بہ نجم از تتقِ آسمان
از شرف و عزتِ بارے چنین | کافسرِ ما داشت نثاری چنین
دیدم از آن سان کہ نمودند باز | پہلوی خویشت بہ بساطِ نیاز

ن۱ گم ن۲ زروشن ن۳ مہرِ صفا ن۴ جان بہمین مرتبہ ن۵ یک شب ن۶ در شرف

من شده از نور مقدس بتاب — مقتبس از من تو چو مه ز آفتاب
گرچه نه این پایه بمقدار تست — لیک از آینده[۱] نمودار تست
کاتش این مشعله تابدار — بر تو شعاع افگند انجام کار
می نگرم زان اثر دلفروز — در شب تاریک تو آغاز[۲] روز
مطلع این صبح که درخنده باد — بر تو و بر روز تو فرخنده باد
من که بدین مژده قوی دل شدم — پیشتر از خویش بمنزل شدم
منزل دل خیمه‌ام شد ز راه — رخت رها کردم بر جایگاه
غارت دزدان است بره بیشمار — زنده بمقصد بردم کردگار
لیک چو شد بدرقه کار[۳] من — پیر من و قافله سالار من
گرچه بود رهزن کالا بسی — در پی این خواجه چه باک از کسی
قیمتی من که مبادش کساد — بخشش آن منعم بخشنده باد
او ندهد بهره خواهش بجیب — تا نرسد اذن خدایش ز غیب
وانچه بدستوری رحمان دهند — کی ز پی غارت شیطان دهند
یارب اگر حفظ تو نبود براه — مایه درویش که دارد نگاه
خسرو از آن بهره که دارد[۴] ز پیر[۵] — مهر نگهبانی خود برمگیر

---

۱ آئینه   ۲ زاغاز   ۳ بار من   ۴ داری   ۵ زتیر

مقالهٔ اول در علو درجهٔ آدمیت و سمو درجت آدمیت و حذاقت

نظرِ مدققان و حذاقت بصرِ محققان و پایهٔ همت را بلندی دادن که چون فرونگری همه عالم هیچ نماید بلکه هیچ هم ننماید و دیدهٔ تنگ عرصه را چنان فراخ کشادن که جز بزرگی خداے تعالیٰ هر چه پیشِ چشم آید همه نقشِ چشم نماید

ای ز ازل گوهرِ پاک آمده — گوهرِ تو زیورِ خاک آمده
چنبرِ نه چرخ بسے بخت خاک — تا تو برون آمدی ای دُرِ پاک
آن خلفی تو که ز روزِ نخست — کون بمهمانیِ شش روزِ تست
خود ز پدر گرچه کنون آمدی — با پدر از حجله برون آمدی
دفترِ معنی تو ز بر خواندهٔ — تختهٔ اسما ز پدر خواندهٔ
عرصهٔ عالم بمسافت تُراست — دولتِ آدم بخلافت تُراست

ن۱ آن خلعت ن۲ پر زدن از ن۳ از حله ن۴ معنی نه زبر ن۵ معنی بزیر ن۶ عالم

نعل دگرگون زده اسپت بطعن — بر رخ ابلیس شده داغ لعن
چرخ و زمین امر قضایت نبشت — لوح و قلم سرِ ہدایت نبشت
جبل وریدِ تو فگنده بلند — در شرف کنگر الله کمند
نورِ تو ہنگامهٔ انجم شکست — دستِ تو تسبیح ملائک گسست
جانِ جہانِ ہمه عالم توئی — وانچه نگنجد بجہان ہم توئی
ہفت درا ز گوہرِ تیغِ تو زنگ — نه کمر از دورِ میانِ تو تنگ
تو شہی اقلیمِ تو بر دو سرای — تو ملکی تخت تو شد چارپای
گنجِ خدا را تو کلید آمدی — نز پیِ بازیچه پدید آمدی
چرخ که از گوہرِ احسانت ساخت — آئینهٔ صورتِ جانت ساخت
آئینه زنگو نه که داری بجنگ — آه و ہزار آه که دادی بزنگ
سرّه این سکهٔ سیمای تست — ساختهٔ مہرِ نبوت درست
در تو ہمان آب و گلی در سرشت — پخته شو از مایهٔ گلخن چو خشت
خشت تو آنگه نه دبالا خور است — بر سر محراب و نه منبر است
آنچه که در پیشهٔ نازل برند — بر ہم از آن گو نه بمنزل برند
موش که غربیل کند خاک را — پاک نه بیزد علفِ پاک را

سلہ نعل کو اگر لوٹیں تو لعن ہوگا اور رخ کے او لٹنے سے خر کیونکہ گھوڑے کی لات سے رخ ابلیس دندا ہو گیا تو نتیجہ خر ہوا ۱۲
نہ اسپہ بلند　نہ الله فگند　نہ وادی جاں ہمہ　نہ دانکہ نگنجد　نہ داری بزنگ
نہ سکہ سیماے　نہ توانیکہ　نہ خراست　نہ بازل　نہ ازاں آنکہ　نہ خانہ را　نہ دانہ را

آنکه بملک ملکی قابل ست | گرگس جیفه شود باطل ست
مشربه نوشش کز آشام او | پیر ملک رویدا ز اندام تو
مرتبه جو که برانی بماه | کس نخورد شربت باران ز چاه
بس که مه نوره بالا گزید | اول ذوالنون شد و پس بایزید
هیچکسی ره سوی بالا نیافت | تا قدم از همت والا نیافت
برنروی یکقدم از جای خویش | تا ننهی بر دو جهان پای خویش
دیدهٔ اندیشه فلک بین دار | رخنه ببین پیک نظر تیز دار
چشم چو بر چشمهٔ سوزن بری | هرچه بدان سوست همه ننگری
سهل بود تا چه نماید بما | دیدهٔ بادام صنوبر نما
از نظر دل بجهان کن نظر | زانکه غلط کار بود چشم سر
دور ز چشمی که ز نزدیک و دور | مور ملخ دید و ملخ دید مور
بینش عکس ست که بینی در آن | کشتی برجا و کناره دوان
چون نظر راست دگرگون بود | آنکه همه کژ نگرد چون بود
دیدهٔ کژ را از مژه دام کن | دیده ز صاحب نظران وام کن
آنکه به بینش نظرش روشن ست | خانه به چشمش ده اگر دشمن ست

ن: تو   ن: برسر خود   ن: ببین   ن: نیک نظر   ن: تنگ نظر   ن: هرچه ازان   ن: هرچه بران

ن: دیده بادام   ن: روان   ن: کژ نگری   ن: به نظر روشن

گل نبود گرچہ کہ زیبا بچشم | باک نباشد گلِ بینا بچشم
از نظرِ بی نظراں دور باش | زانکہ سہا نیست چو مہ نور پاش
کور کہ او رہبرِ کوراں شود | صف زدہ در چاہ چو موراں شود
ہست زیک سکہ چو بینی بہوش | کوتھی چشم و درازی گوش[۱]
نیست مگس را چو نگاہی بلند | فرق نجاست نشناسد ز قند
تشنگی آب رود ز آب جوی | تشنگی چشم برد آبِ روی
ای دلِ تو تنگ تر از چشم مور | حرص در دل گشتہ چو دریای شور
بہرِ جوی تا کیست این کارگاہ | عذرِ ربا خواری کمتر بخواہ
قطرۂ آبی کہ تنِ مردم ست | در دلِ آں قطرہ جہانی گم ست
قطرہ کہ صاف ست زلال اندرو | چرخ نگنجد بخیال اندرو
چوں کہ تو در قطرۂ آبی گمی | نیست ترا قطرۂ از مردمی
پری دل سوی بلندی کشد | پستی ہمت بہ نژندی کشد
آب کہ میلش ہمہ در پستی ست | در پیش لافِ زبردستی ست
موج زند بحر کہ تا لب بود | کوزہ بریزد چو لبالب بود
چند چو طاوس پر آراستن | وز جلِ زربفت خر آراستن

---

[۱] بردے فن قیافہ چھوٹی آنکھیں شرارت کی اور لمبے کان حمق کی دلیل ہیں ۱۲

ز: نیست ز: کاہ کاہ ز: کمتر بخواہ ز: از پیش

کرده لباسش تنک تر پدید	قطرهٔ آبی که بخواهد چکید
شانه ز بهرِ دلِ شکرلبان	جعد تو نیــ[. .]ـه بجنبد زبان
گوشهٔ امانت چو روزن شود	[illegible] را اندام [.] سوزن شود
کار نه پوشیدنِ حالِ خودست	پوششِ بیگانه جمالِ خودست
آنکه دلش راست زهمت لباس	حله دهد گرچه بپوشد پلاس
بحر که دردادِ گهر جوشِ او	جامهٔ غوکیست زبر پوشِ او
سفله که زیور همه بر خویش بست	شد سرش از سرزنشِ خلق پست
گرچه بساط از خز و اطلس بود	نیز لگدخوارهٔ هر خس بود
پیله که از برگِ گیا کرد نوش	برهنه بینی خود و آفاق پوش
نیست مگس را چو زهمت سخن	باد و حریرست برهنه بدن
آنکه بکاوش کنی از وی خوری	تا نمردی بر وی از وی بری
زاغ که خرطعمه زریشش دهد	وعده بمهمانیِ پیشش دهد
چون شترِ سوخته نالان بود	پرسشِ گرمش ز شغالان بود
قدرِ فرومایه نباشد عیان	سکه ندارد درمِ ماهیان
پست نگردد به تمنا بلند	گرچه بانگشت کند پابلند
گوهرِ مردم زپیِ سروریست	مهرهٔ خرساختنش از خریست

ن۱ نخواهد ن۲ تو سوزن ن۳ کرپوشد ن۴ داد راست ن۵ کس ن۶ خودش ن۷ زتن ن۸ نکارش ن۹ شغالان ن۱۰ نگرد

چرخ ترا بهرهٔ شرف ساخته — تو تنِ خود دیگِ علف ساخته
تیر که ترک از پیِ آماج ساخت — مطبخیش چون به تماج ساخت
جامه که گازر به هزار آب شست — مشعله دارش ز پیِ شعله جست
پنبه که شد پوششِ تن افراغ — چند فتیله کنیش در چراغ
آدمی ست از پیِ کاری بزرگ — گر نکند آن ست حماری بزرگ
قاعدهٔ کار چو نازک بود — دست کسی راست که چابک بود
پنجه رگ زن چو بلرزد ز نیش — جان برد از غمزهٔ خونریزِ خویش
پای رسن باز چو لرزد براه — کی برسن بر رود از روی چاه
همت اگر وهم ترا بشکند — این همه دشوارِ تو آسان کند
آنکه نهد پای کرامت بر آب — کشتیِ همت بودش در نقاب
وان دگرانی که ببالا پرند — هم ز پرِ همتِ والا پرند
مرد نه محتاجِ بیاری رس ست — همتِ او تکیهٔ پشتش بس ست
تکیه چه آری بعصای کسی — زنده نشد کس ببقای کسی
شمع بشب گریه کنان میزید — زانکه بجانِ دگران میزید
دال بود بر سرِ دولت بپای — زانکه شد از معنیِ خود رهنمای
هست الفِ ابلهِ بالا دراز — زانکه کند از دگران پا دراز

ن۱ ریگ ن۲ گرنکند ن۳ حاسے ن۴ تاب ن۵ کہ ن۶ تیند ن۷ تیندزراه ن۸ بررود ن۹ کسان ن۱۰ زد

چند ز بالِ پدر و جد پری | باد بود هر چه نه از خود پری
وانکه ز بادی بپریدن فتاد | سهل بود تا چه پرد خس بباد
وانکه چو طفلان همه در خاک زیست | همتِ مردان چه شناسد که چیست
قالبِ مردم که جهان گفته‌اند | عرصهٔ دل وار ازان گفته‌اند
ورنه چه یارا قدری خاک را | کوته دامن کشد افلاک را
در سرت از چرخ چه گنجد بگوی | کیلِ نگونسار چه سنجد بگوی
سهل بود باخته چه آرد برون | مایهٔ دریا بتغاری نگون
لیک دلی کو درِ همت کشاد | خرمنِ عالم ز جوی کم نهاد
چیست جهان در دلِ والا درون | دانهٔ خشخاش بدریا درون
دل که بالش پر نشود اوج گیر | گر نپرد تو بپرانش به تیر
دل چه پرد تا ز فلک نگذرد | جوجه که در بیضه بود چون پرد
سایهٔ دل باید ازان سان فراخ | کز تهِ آن گم شود این کهنه کاخ
آدمی آنجا نرسد از زمین | تا نه دمد زو پرِ روح الامین
این پر و بالات نروید ز گل | تا نه بود دانهٔ همت بدل
تا نه دمد پر نتوانی پرید | ور چه پری زان نتوانی رسید

---

۱ زباد ۲ بری ۳ آنکه ۴ تا چه برد ۵ زباد ۶ آنکه چو ۷ همت مردم ۸ لیک ۹ در درون
۱۰ چون ۱۱ ہبت ۱۲ بدین ۱۳ برین ۱۴ زیر ۱۵ چوزه ۱۶ تا نه دمد زو دانهٔ همت بدین۔
۱۷ پر بالات ۱۸ تا نه نهد ۱۹ پر توی نتوان پرید

تیر که شد عاریتش بار پر[۱] | نیم پرش منتفی با چار پر

پر زدن آن به همائی بود | پر زدن مرغ هوائی بود

دود که تشنه است بچرخ کبود | سر به نم ابر نیارد فرود

دل که زپستی سوی بالا نشتافت | هرچه فرود دید همه هیچ یافت

چون زبلندی نگری سوی پست | خرد نماید به نظر هرچه هست

هرکه دو سه نیزه بر آید بلند | اسپ نماید به تهش گوسپند

در قدری برتر ازان یافت زور | پیل شود در نظرش چو مور

مرتبه چون برتر ازان گشت نیز | زیر نظر هیچ شود جمله چیز

نسبت ازان جاست که دید از ضمیر | آنچه بلندست جهان را حقیر

در نظرے کش بحد اره بود | هیچ بود هرچه سوی الله بود

حکایتِ موسی علیه السلام که های همتِ او نخواست که جز بهای هویتِ او چشم دوچار کند

گفت بزرگی بکلیم خدای | ق | کای به بزرگی همه را رهنمای

بس نه که گوش سخن آنجا زدی | غلغلِ رویت بچه یارا زدی[۹]

---

[۱] تیر کے پر عاریت ہوتے ہیں اسلئے باوجود چار پروں کے اسکا اُڑان آدھا بھی نہیں ہوتا ۱۲

ن۱ بچرخ ن۲ به نے ن۳ نگردد ن۴ ساخت ن۵ ازینجاست ن۶ جز الله ن۷ بس که تو

[۹] کیا یہ کافی نہیں کہ جناب باری میں زبانی باتیں کیں دیدار کی تمنا کس برتے پر ۱۲

این چه طلب بود[1] درین کارگاه — وین چه ادب بود دران بارگاه

داد جوابش که چو کردم براز[2] — دیده[3] بینش همه خلق باز

چون نظر[4] همتم از اوج بود — هستی عالم همه هیچم نمود

ذره آن دیده[5] که پستی نداشت — هیچ رقم صورت هستی نداشت

گفت دل از همت عالی گرای — نیست ز هستی اثری هیچ جای

برد چو فکرت بجدایم کشان — یافتم از هستی مطلق نشان

خواستم از نیست کناره کنم — هستی بی نیست نظاره کنم

حیرتم از خویش چو برید (کشید) — تا درجات طلبم بر[6] کشید

همت گستاخ ز بر روی گشت — هر سر مویم ارنی گوی گشت

غیرت از انجا که کمین کرده بود — در ادبم دست در آورده[7] بود

تا بچنان[8] پایه بپا ایستم — کرد بیک لطمهٔ لن[9] نیستم

آن ادبم گرچه به پستی فگند — بود هنوزم سر همت بلند

در دل مرد[10] آنچه که غیر خداست — گر نبود نیست بهمت گداست

آنکه[11] بهمت زبر عالم ست — در نظر او همه عالم کم ست

همت خسرو چه بود[12] زین نفس — کز همه عالم کم ازو نیست کس

ن۱ دران ن۲ آن دید ن۳ بینش ن۴ نظرے

ن۶ درکشید ن۷ برآورده ن۸ چنان ن۹ هستی ن۱۰ من ن۱۱ آنچه ن۱۲ چه بود

مقالهٔ دویم در استظلال از مظلهٔ علم که مربوطست بحبل الله المتین و استبعاد از مزلهٔ جهل که منوطست فی ضلال مبین و افاضت علماء راست کار که ز انبیاء بنی اسرائیل نمونه اند و ریاضت حرونان کمثل الحمار که مشابهتِ نعل و اثر گونه اند و فرق کردنِ عمامه دارانِ زیرِ کلاه که برای بهتانه منعم کلاه اندازند و پرده دارانِ زیرِ جبّه که دستارِ نعمان را پایتابه ظالم سازند

ای زخرد خیمه فراتر زده — مُهرِ جهالت[2] بدهان برزده
فارغ ازان فن که رهِ مردمست — گم شده در بادیهٔ کان گمست
از مددِ علم فراغیت نه — در شبِ تاریک چراغیت نه
راه پر از چاه و توزان بی خبر — تا چه دود[3] مور بغربال[4] در
آنکه چراغیش نباشد براه — در شبِ تاریک درافتد بچاه
چون نبود مرد بدانش عزیز — گاو بود خرمگسِ گاو نیز

ن۱ پایابه — ن۲ جهالت — ن۳ تا چه زود — ن۴ بغربیل

سنگ خورد جاهل آلوده سر　　کو عمل سنگ ندانَد ز زر

آنکه بزندانِ جهالت گم ست　　هست اگرچه زرش صد خم ست

مرد که از علم تونگر بود　　کے نظرش بر زر و گوهر بود

علم و درم هر دو نه بر هر کسے ست　　از همدان راه بدمغان بسے ست

آنکه بما بهرهٔ روزی سپرد　　دانش دانندهٔ زر روزی شمرد

خاتم و انگشتِ کهینیش بس　　آنکه بزرگ ست مهینیش بس

عالم اگر چاشت ندارد و شام　　ق　　جاهل اگر خسروِ روم ست و شام

گر نه بانصاف شوی پرده دوز　　حیف بود در حقِ جاهل هنوز

پس چو چنیں ست ز اربابِ هوش　　عیب بود بر زرِ جاهل خروش

گرچه کشد گاو جوالِ گهر　　بار زیادت شود ش بے هنر

گاوِ فلک گوهرِ پروینش بار　　چوں[5] خرکِ زهره بود زیر وزار

اے مُصر از جهل چو در مصر خر　　اهل دگر باشد و اهلی دگر

شمله[6] چو گازر کدهٔ آب گیر　　سینه تهی چوں سرِ نا حفصِ پیر

---

۱ ندارد　۲ بجز　۳ بر گهر و زر بود　۴ بدشاں　ز بودش

۵ خرک جس کو اُردو میں گھوڑچ کہتے ہیں وہ لکڑی جس پر تمام تار رنکا زور رہتا ہی زیر بم مطرب کی آواز نرم و باریک یعنی زهره جسکو مطربهٔ فلک کہا جاتا ہی اسکی آواز سہانی باوجودیکہ خرک پر تار رنکا بوجھ ہی اسکے برخلاف برج ثور کو پروین کے بوجھ سے کچھ فائدہ نہیں۔ پروین برج ثور میں ہیں ۱۲　　ز زهره بود　۸ زیر دار　۹ سر دیا

۶ شملہ چھوٹی چادر۔ علاقہ دستار، سر کا دوپٹہ۔ سرنا۔ شہنا مترادف۔ حفص ایک قاری کا نام ہی۔ لیکن ایک نسخہ میں لکھا ہی کہ ایک مطرب سرنا بجی کا نام ہی۔ معنی شعر یہ ہوئے کہ سر اور دوپٹہ تو اتنا بڑا ہی مگر سر کے اندر کچھ بھی نہیں ۱۲

اہل نگردد بعمامہ سفیہ — خر نشود از جلِ دیبا فقیہ

نیست چو دستارِ ترا مایہ ہیچ — بہ کہ بپیچی سرازیں ہیچ پیچ

زشت بود کسوتِ جہل کیش — برہنہ باصد گز کرپاس بیش

جہل سرت را چو بہ پستی فگند — کے شودت از دقِ بصری بلند

چوں نطلبی نہ دلت حاذق است — مایہ مبر از پئے دق کاں دق است

چوں کنی از صحبتِ علت گراں — تاکیت از علتِ دق سرگراں

ورچہ کہ پوشی سلبِ ناقداں — جہلِ تو پوشیدہ نہ گردد بداں

جاہل و تلبیسِ وے از حد بروں — جبہ سپید است و رنگیں دروں

جبۂ علمش منگر کیش ببر — خارہ بتر بیست ولیکن زبر

ای کہ بکسوت شدہ صدر جوے — گر ز تو پرسند چہ گوئی بگوے

منصب بے مایہ نہ درخور بود — گر ہمہ فرزندِ پیمبر بود

بابِ تو گیرم کہ علی مرتضیٰ ست — وہ کت ازاں باب کلیدے کجاست

تکیۂ خر ہست بپاشش وبال — زانکہ بود جاش بصفِ نعال

ور تو بمیراث ز آبای خویش — از ہمہ برتر طلبی جائے خویش

آنکہ بود وارثِ پیغمبراں — جاش کدام ست چہ گوئی دراں

از ہنر خویش کشا سینہ را — مایہ مکن نسبتِ دیرینہ را

---

۱ پیچ پیچ ۲ ایک قسم کا باریک پشمینہ ۱۲ ۳ خندہ زن ۴ علت ۵ غمکش ۶ علمش ۷ پائے کمن ۸ منصب

آبِ گهرهای کهن و امجوی[۱] — دُر چو کهن گشت بود زرد روی

زنده بمرده[۲] مشو ای ناتمام — زنده تو کن مرده خود[۳] را بنام

زنده که از مرده فضولی ست — مرده به از وی به قبولِ وی ست

زنده کُنِ مرده مسیحا فرست — و آنکه دم از مرده برآرد خرست

از گهرِ دانشِ خود ساز تاج — نی ز یمی که گهر به ز عاج

از پدر مرده ملاف ای جوان — گر نه سگی چون خوشی از استخوان

هست ز دانش درجاتی که هست — در پی جاهل درکاتی که هست

چون پی جاهل درکِ اسفل ست — پایهٔ اعلی طلبد اجهل ست

بی‌بصران راست بهر جایگاه — کاستن از ذل و فزودن ز جاه

بیش و کمی نیست به بینا کار — دیده نه فربه شود و نی نزار[۴]

فائدهٔ علم همین ست[۵] خاص — کت دهد از جاه[۶] و تکبر خلاص

سبقِ ادب کز پی خودبینی ست — مطلعِ دیباچهٔ بیدینی ست

علمِ تو نور ست سیاهش مکن — شمعِ سیه خانهٔ جاهش مکن

مشعلهٔ کعبه به گلخن مسوز — دلقِ خر از سوزنِ عیسی مدوز

مرد که دانش ز پی آب جست — دست ز دانش هم از آن آب شست

چون طلبد ز اهل تکلف قیام — آنکه بود مقعدِ صدقش مقام

۱؎ راجوی ۲؎ سلف مرده ۱۲ ۳؎ سلف گمنام ۱۲ ۴؎ نه زار ۵؎ همانست ۶؎ جاه

بر تر از آن شد شرفِ هوشمند　　کش بنشانند بصدرِ بلند

مصحف اگر بر سر و یا بر کف است　　سود سر و سودگی مصحف است

منبر و محراب سزای کسے ست　　کش سخن از دین و دیانت بسے ست

چون زند از هرزه مذکر نفیر　　بوالعجبے باشد (۱) و هنگامه گیر

خود نگرے (۲) کش دو خطا از بر بود　　وائے که صد محفل از و کر بود

بهرِ نمایش بصفِ همسران　　نعرهٔ بیهوده زند چون خران

نیشکرے باش ز پُری خموش　　چند زدن چون نَے خالی خروش

آنکه نداند رقمے بهرِ نام　　به ز فقیهے که بود ناتمام

حقّه زیک مهره بنالد ز بُن　　خالی و پر هر دو نگوید سخن

آنکه تهی مایه فغان در گرفت　　وانکه بود (۳) پُر دم از آن بر گرفت

خم که ز بالاست تهی تا فرود　　نائبِ گرمابه بود در سرود

عالمِ غافل بسوال و جواب　　هست بیانش چو لبیدن بخواب

خفته که بیهوده لبد بر سریر　　دیو مسلط بودش سخره گیر

علم که از (۴) خوابِ سگالان بود　　علم نه کافسانهٔ زالان بود

علم چنان خوان که پس (۵) زِ ندگی　　خوابِ تو باشد شرفِ بندگی

چون تو نے از شاهد و می حیله جوے　　علم مگو خوابِ پریشانش گوے

---

(۱) باشد هنگامه گیر (۲) بکثری　(۳) قول بزرگانش تهی تر گرفت (۴) او (۵) زبس

چند بود ساغرِ پنہاں زدن — پس نفس از خصت قرآں زدن

زشت بود زہر بلوزینہ در — بادہ و قرآں بیکے سینہ در

حافظِ قرآں کہ خورد بادہ[1] ہے — کفر بود شستنِ قرآں بے

علم کہ راہش بسلامت بود — بدرقۂ راہِ قیامت بود

خود وطنِ خویش بود سوختن — بدرقہ را رہزنی آموختن

آنکہ بہ تعلیم دل افروزدت — رہزنِ پے دوزخ سبق آموزدت

تیشہ زن اندر ہنر آموختن — تخت نسازد زِ پے سوختن

شمع شب افروزی کاشانہ راست — تز پی آتش زنی خانہ راست

خار کشد سوزنِ پا آزماے — خار مکن سوزنِ خود را بپاے

خامہ مزن سوختنِ عامہ را — آلتِ تزویر مکن خامہ را

زرق تہِ رخصتِ نعماں مدہ — زیر ملک بیضۂ شیطاں منہ

بیضۂ کل مرغ بزیر ہماے — از نسبِ خویش بود بچہ زاے

شرم نداری کہ چو فرماں دہی — تیغِ نبی در کفِ شیطاں نہی

عالمِ یزداں بود از حیلہ دور — ہیچکسے سایہ نہ بیند ز نور

حیلۂ تزویر بجملِ صواب — بو قلمونیست برام الکتاب

---

[1] افسوس اور حسرت کا کلمہ ہے ۱۲ ن تختہ ن زدن ن کش از سوزن

ن منہ ن سیمرغ [5] کل مرغ ایک قسم کا گدھ ہے جس کا سر سرخ ہوتا ہے اور اُس پر بال نہیں ہوتے ۱۲ ن بہ داں ن ہیچکس

این همه تشنیع بر آگه رود | زانکه بد اندره و بیره رود
کس جهلا را نکند جرحِ کار | حک نبود بر ورقِ بی نگار
علم همان ست بتحقیق و بس | کز رهِ تحقیق بر آری نفس
هر چه کنی گر چه صواب ست و پاک | هم بوی از خشمِ خدا ترسناک
چون تو نداری ز خطا نیز بیم | علمِ تو در دین خللی شد عظیم
ای ز پی فتنه میان کرده چست | وز پی تحقیق عمل پای سست
علم کز اعمال نشانیش نیست | کالبدی دارد و جانیش نیست
کالبد از بهرِ کله بیش خواه | کنده بود کالبدِ بی کلاه
آنکه سبق خواند و سینه نامه گشت | خط کشش از خود همه علامه گشت
عالمِ بی کار نیابد بری | گر چه بصد حیله برآرد سری
سوزنِ بی رشته ندوزد اگر | صدره سر زیر کند یا زبر
کار شناسی که رخ از کار تافت | داغِ جبین سجلِ استغفار یافت
قاضی بی علم نیرزد پشیز | کو نه عمل دارد و نی علم نیز
نی عملی بهرِ خدای خودش | عاملِ شر کرده قضای خودش
دودِ چراغ آنکه نیارست خورد | گاهِ قضا دودِ رخی آشام کرد
وآنکه خورد دودِ چراغی فزون | تیره و تاریک بود از درون

ن۱ بود ن۲ بود ن۳ پس ن۴ کم ن۵ علمای ن۶ انکار ن۷ حامل ن۸ بدنش ن۹ ترست

از پی یک میر ستم کیش را — محو کند صدق درویش را
حیله گرانی که مظالم کنند — شرع نبی سخرهٔ ظالم کنند
هرزه شه را دم نعمان دهند — کفر ملک را لقب ایمان نهند
وانچه که شه کار پریشان کند — آنهمه از رخصت ایشان کند
او فگند مال کسان در مغاک — شان همه گویند حلال ست و پاک
در فن بوجهل کنند اتفاق — عدل عمر نام نهند از نفاق
هر هزره کو صعب و قوی تر کند — سهل نمایند که دیگر کند
ور دم تر سیست دلش را ز زیر — در نفس از حیله کنندش دلیر
جامه پی صرفهٔ خلق کرده اند — از پی پوشیدن حق کرده اند
دو ز خیانی ز ملوک آب جوی — روی در آتش ز پی آبروی
علم نه علم ست بر ارباب جاه — جادوی هست از پی تسخیر شاه
خواجه بتکرار بسی ان ود — تا شودش خو که به سلطان رود
بهرهٔ علم از در سلطانی ست — جادوش شه عالم ربانی ست
ای سخن از کوفی و شیبانیست — چند ز خسرو و خاقانیست
میل تقبینقر و بغرا مکن — شُشله تماجیت اغرا مکن

ن نعمان بهند ن کنند ۴ هزره بفتحتین بمعنے گناه و خطا ۱۲ ن آں
ن حرق ن جادویست ن دود ن هیں ن شیبانی ست ن جل تیں خسروی خاقانی ست ۱۳ قبینقر ترکی میں پرندوں کے گوشت کا شوربا۔ بغرا بغراخاں بادشاہ کا ایجاد کردہ ایک قسم کا پلاؤ۔ شلہ نرم پلاؤ یا چاول تتماج ایک قسم کا آش ہے ۱۲
ن شلہ

دور ز میری که بود خیرهٔ خیر | او ز تو آزاد تو از وی اسیر

حکایتِ مشعلهٔ بادشاه که مشکلاتِ عالم بزبان روشن کرد و رقمِ جائزهٔ احسابِ او گشت

نیم شبان نکته شناسے شگرف | پیشِ چراغ ملکے خواند حرف

هر دو چو گشتند نهان ز نقاب | دید یکے شان ز بزرگان بخواب

گفت بدانا که چگونه است حال | گفت چه پرسی ز عذاب و وبال

گفت کز انسان که ترا بود زیست | با شرفِ علم و بالِ تو چیست

روز شب و مشعله[1] حالے که بود | قصه بردن[2] زد ز وبالے که بود

چوں ز ملک جست حدیثِ چراغ | گفت که شد بر تنم آں شعله باغ

سبقِ معلّم ز پئے نُشادیم | گشت ز آتش خطِ آزادیم

او شده از مشعلِ[3] من تافته | من ز خطش حرزِ اماں یافته

جاهِ فقیه از امراے سفیه | سودِ امیرست و زیانِ فقیه

خسروا اماں ز اُمرا نیست خیز | سوے فقیهانِ خدائی گریز

از پئے کفّارتِ تعظیمِ میر | دیده ز پاے علما بر مگیر

مقاله سیوم در کمالِ کلام که مالکِ قلب ست و ممالک زبان

---

[1] شب مشعل [2] شعله [3] شعله

مملکتِ تکلّم که فضلهٔ جان ست و فضلِ انسان و زبانهٔ زبان را بدو دِ احتراق نیندودن و اگر بقدرے اشتعال یابد آبِ دہاں را کار فرمودن

هر چه درین چرخِ کهن ساختند ‌ ‌ ‌ قالبی از بهرِ سخن ساختند
لیک نیفتاد برشے زمی ‌ ‌ ‌ قالبِ این سکه به از آدمی
هر که نه زین سکه لبالب بود ‌ ‌ ‌ جان نتوان گفت که قالب بود
زنده بجز آدمیان نیست کس ‌ ‌ ‌ کآدمی از ناطقه زنده است و بس
وان دگران جمله که تا زنده اند ‌ ‌ ‌ از طرفِ ناطقه تا زنده اند
پس چو چنین ست سخن جانِ ما ‌ ‌ ‌ وانکه بدو زنده بود زانِ ماست
ای بتو دیباچهٔ عقل و سخن ‌ ‌ ‌ حرفِ نخستین شده در خطِ کن
این خرد و نطق که زانِ تو اند ‌ ‌ ‌ هر دو بهم شیرهٔ جانِ تو اند
گر بخرد گنجِ نهان داده اند ‌ ‌ ‌ لیک کلیدش بزبان داده اند
کس چه شناسد که گفتار چیست ‌ ‌ ‌ وین دمِ جان را بنهان کار چیست
کے سخن از غلغلِ آب و گیاست ‌ ‌ ‌ بلکه یکے از صفتِ کبریاست

ن۱ زیں ‌ ن۲ آدمیں ‌ ن۳ بدو ‌ ن۴ خضادکن ‌ ن۵ چو ہمشیرہ

دانهٔ حق در دلِ گردون پران — وحیِ خدا دولتِ پیغمبران

دستهٔ از اندازهٔ سفتن برون — گفتهٔ از حدِ گفتن برون

جنبشِ هفت اختر ازین یک هواست — غلغلِ نه گنبد ازین یک نواست

نکتهٔ باریک چو مو در دهان — لیک نگنجیده بهرِ دو جهان

آدمی اندر ورع و زرق ازو — آدمیان را ز خران فرق ازو

گوهرِ شمشیرِ زبانِ همه — وز گهرش آبِ دهانِ همه

ای که کنی تیره زلالِ چنین — شرم نداری ز وبالِ چنین

نغمه کز و سازِ بشر شد تمام — بانگِ سگانش کنی از خوی خام

چند ز پاسِ درم افتی به رنج — پاسِ سخن دار که این ست گنج

ابلهی از صرفهٔ زر میکنی — صرفهٔ گفتار کن ار میکنی

گرچه ترا رشتهٔ گوهر بی ست — گر بمحل صرف نگردد خس ست

مرد که او تجربه کار کرد — خرج همه چیز بهنجار کرد

آنکه سفر کرد بدریا فزون — صرفه کند آب بدریا برون

نرخِ سخن کرد نشاید بمال — زانکه سخن جان بود و زر سفال

حدِ سخن گفت که چون ست چند — خاموشی گنگ ببانگِ بلند

گفتِ نکو خالصِ نقدِ کل ست — اولِ اخلاص نگه کن قل ست

ن۱ دردل ن۲ نواست ن۳ گمان تیره ن۴ زلالی ن۵ وبالی ن۶ آنست ن۷ بمقدار ن۸ وآنکه ن۹ درون ن۱۰ کرده ن۱۱ گنگ

لیک بباید دل باریک جوے | کو بسخن فرق کند مو بموے
شانهٔ مشاطه بود فرق کوش | مقنعه بر فرق زناں فرق پوش
فاخته چوں نغمهٔ دُد کو کند | بوم پے سرا بهیده کو کو کند
هر چه بهنگام نگوید کسے | خاموشی از گفت نکوتر بسے
گاه نوا سرفهٔ قوالِ پیر | بہ ز خموشی شودش حلق گیر
صوت که دندانه کشد در فغاں | ارّه دل باشد و سوهانِ جاں
گر شغب غوک بدے دلپذیر | چاه نگردے ز نفیرش نفیر
آنکه حدیثش به تمیز نیست | مرده دل در تنِ او نیز نیست
خوابِ مجاز که تعبیر اوست | گورِ تهی بهرهٔ تعبیر اوست
لفظ مزوّر که عبارت نمود | بر ورمِ قلب خط خوش چه سود
لعل که آں راست کنند از دروغ | قدر ندارد که ندارد فروغ
نرخ ندارد برِ قالیں شناس | قالیِ ابریشم و تارش پلاس
قول سه کس نیست بدیہہ استوار | شاعر و قرعه زن و اختر شمار
لاجرم آں کز سه مکرّم تر ست | هر چه در آرد به برکت کمتر ست
نیست ز شاعر دم سیری درست | کز الف گرسنه اشباع جست
زاں همه بحرش که در معنوی ست | برگذر قافیه حرف روی ست

---

۱ بجس ۲ زبان ۳ مرده ۴ قالی ۵ ابریشم ۶ کس

وآنکه فلک بیزد و هم نانش نیست قرص خور اندر خور دندانش نیست
ماهی نه بحر بشستش کم است ماهی و شستش بحل باهم است
کی کشد او سفره که صفر آن اوست تختهٔ خاکی طبق خوان اوست

قرعه زنان نیز کم اندر معاش تا چه دهد بهلوی چوبی تراش
قرعه که گردند بفرمان اوست کی دهد آنچه آرزوی جان اوست
اینهمه ناراستی کار شان مزد دروغ است بگفتار شان
پس در فتح است کسی را پدید کش بود از راستی خود کلید
راست دوال است حد کاف و نون حرف نرفت از حد جدول برون
آنکه شد از سخت سری داستان سر نهد اندر قدم راستان
گرچه کمان سخت حرونی کند پیش زه راست نگونی کند
سر چو سوی راستی آورد مرد باد حوادث کلهش کژ نکرد
هر که به تن راست علامت بود قالب توقیع سلامت بود
صدق جز از راستی دل نخاست تیر شد از کالبد راست راست
آنکه رگ راست در اندام اوست مسطر حرف دگران شد بپوست
مسطر گر چون ته کاغذ بود هر خط او برکشی خود بود
بس که نه گفت همه بر قالب است آدمی از جوش سخن غالب است
مرد که پوشید زبانش بکام برهنه هم کرد زبانش تمام

پرده درِ اهلِ دمِ گشت لال — پرده درِ اهلِ مقالت مقال
دیده آخر که بشکل دهاد — پاسے ز گل یاره شود لب ز باد
دردِ زبانی ست صواب گزاف — خط نه نویسد قلمِ بے شگاف
نیل بود با دو زبانان دریغ — گر دو سرت نیست مزن گرد تیغ
کارد که قصاب دو برهم زند — پشت بصد ریزشِ خوں خم زند
مار که چوں پیسه رسن لیس ماند — از دو زبانی ست که لب لیس ماند
طرهٔ گفتار مکن خم بخم — گرچه دل آویز جہانے ست هم
نکته که افزوں نهیش دست و پاے — گوشِ خرک دان که بسر کرد جاے
قفل فگن درج دہاں را بروں — گم کن اگر ماند کلیدش درون
گفت شنو لب ز سخن دار ہاں — پنبه کش از گوش و نه اندر دہاں
پستهٔ پُر مغز نگوید سخن — گرچه دهان ست ز سرتا به بن
هست جلاجل بنظر پسته وش — گرد سر سنگے بفغان ست خوش
باز چو گنجشک دہاں باز نیست — جاے سخن در دهنِ باز نیست
بلبل از آشفتگیِ خود نگر — خُرد زبانے و بسے شور و شر

ل۱ - قدم   ل۲ حال   ل۳ با   ل۴ پیسه - سیاه اور سفید - ابلق ۱۲
ل۵ میں   ل۶ تکیه   ل۷ خرے   ل۸ مکن   ل۹ کلیدے
ل۱۰ فغان ست و خوش   ل۱۱ دهن

هر که دهن باز بود غافل ست — فاژه ز خواب ست و ملال دل ست
وآنکه دل اوست خموشی پسند — خواه دهن واکن و خواهی بہ بند
حلقه که در گوش کسان گشت جفت — با دهنے باز حدیثے نہ گفت
مَرد بود کم سخن و تان رشے — قهقهه در خنده گلها مجوے
در لب آزاده تبسمے بود — پاسخ سوسن به نسیمے بود
آدمی از غرّه بیچاره گشت — کز شغبِ رعد زمیں پاره گشت
آں که کند گوش کر آوای او — نائب کرنائے بود نائے او
خر چو کند بانگ بہمسائگی — مغزِ نہ اُفتد تہی مائیگی
کس نہ کند از سخنِ نرم بیم — وز سخنِ سخت ترسد سلیم
بانگ زند سختیِ تشدید اگر — حرف خزد در دلِ حرفِ دگر
تیز مکن تیغِ زباں در دہاں — تا نبرد حلق ترا ناگہاں
تیغ که او گوشت برد بیدست — تیغ که از گوشت بود آں بدست
ہیچ کسے زخمِ زبانے نہ کرد — کاخرِ آں کار زیانے نہ کرد
خار که دارد بزباں نیشتر — ہم بخلیدن شکند بیشتر
لیک نترسند زباں آوراں — گاهِ جراحت ز دلِ یاوراں

ن۱ خواہی ن۲ زناں ن۳ شغفِ ۳ شغب یعنی شور و خروش ۱۲
ن۶ کہ کند ن۷ درزماں ن۸ روشت ن۹ ازاں ن۱۰ یادراں

خیره[1] زبان زخم بجان در زند — خون چهد از بوسه که نشتر زند
از دلِ سخت ست زبان‌ها بجنگ — تیزیِ خنجر بود از خاره سنگ
ره نبرد سوی خموشان کسے — زخمه[2] خورد مردِ سخن گو بسے
در دلِ شب هندوے دزد از کمی[3] — تیر زند بر سخنِ آدمی[4]
هرچه لبت را سخن آرد درست — جائزهٔ قد سمع الله در وست
چون شنونده[5] ست خدا مو بموے — هرچه نیرزد شنود[6] آن مگوے
بست همه لب را تو دراندوز باش — سامعه[8] را هم ادب آموز باش
گوش منه بر لبِ غیبت گران — تا تو هم انباز نباشی دران
راه مده هیچ خسک[9] را بگوش — در دهی از پنبه دهانت[10] بپوش
خاصه[11] هندو که بلا گوشِ اوست — فتنهٔ پنهان به بنا گوشِ اوست
نیک شنو باش ز گوشِ سری — بد شنو آن گوش که شد سرسری
قطرهٔ نم در صدفِ پاک جرم — دُر شده[12] اندر صدفِ زشت کرم
هرچه رسد بر حشران انگوش — زود گمارند بدو چشمِ هوش
سمعِ بزرگان به بصر شد دلیل — مروحهٔ چشم بود گوشِ پیل
ناشنوائی ست دلیلِ کری — گوشِ گران ست نشانِ خری

---

[1] چیره • [2] زخم [3] کمیں [4] آ ‌میں [5] شنوند
[6] بشنود درمگو [8] سامع را نیز ادب [9] خسے [10] دهانش
[11] خامه [12] شود

هر که سخن نشنود از عیب پوش — خود شود اندر حقِ خود عیب کوش
گرچه برد خنده زند مرد و زن — او هم ازان خنده شود خنده زن
یا بدو به گوے شود به شنو — یاره گنگان دگران گیرد
آن که ندارد دهان انگبین — گرد هر از دست شرابت مبین
گشت زبانت چو زرفتی درشت — شربت جلاب چه سودت بشت
کام و زبان را بد خاص ست و عام — به که زبان را نرسانی بکام
لوث که در گردِ زبانت بود — شوے اگر آبِ دهانت بود
لیک هر آن مزبله کا گنده تر — هر چه بشوئید شود گنده تر
نیست بوی هیچ آبِ دهانت پدید — ماند بناچار زبانت پلید
نے همه گفتار از آنسان خوش ست — هر چه پسندیده بود آن خوش ست
گفته که نغز نیش نباشد به بن — خن بود زمزمهٔ بی سخن
نیست چو از زبدهٔ معنی فروغ — چند توان زد کله چون مشکِ دوغ

حکایت عنان داریِ ابراهیم ادهم از جولانِ بیهوده

راه روے کرد ز ادهم سوال — کاے کره تند بمیدانِ حال

---

۱. ارچه رود ۲. گیرو رد ۳. درست ۴. زبانت ۵. مانده
۶. ز ۷. رمزیش ۸. کله

صحنِ فلک در تہِ پا یافتی — این قدم آخر بکجا یافتی
خازنِ گنجینہ گرہ کرد باز — راز برون داد ز صندوقِ راز
گفت ازان در کہ زبان دو ماہ — داشتم از بیہدہ گوئی نگاہ
درجِ دہان را نکشادم ز بند — جز بسجدے کہ بود سودمند
زین ہمہ راہے کہ سپردم بپاے — این عملم شد بسجدہ رہنماے
گفتنِ بے فایدہ ترکِ حیاست — قولِ موجّہ صفتِ انبیاست
خسرو از ایوانِ تو برگشت دز — تاکیت این ہرزہ درائی ہنوز
زین ہمہ من باز نہ شرمسار — گر ز خدا نیست ز خود شرم دار

مقالۂ چہارم در تمہیدِ اثنیۂ وحدتِ ربّانی و تشئیدِ ابنیۂ خمسۂ مسلمانی اوّل شجرۂ طیّبۂ شہادت کہ فروغِ آسمانِ اخضر ثمرۂ جانی بر داشتن دوم اقامتِ ستونِ نماز کہ عمادِ دینِ پیغمبرست و ارکان برافراشتن سوم از زر و سیمِ فرکا زکوٰۃ کلیدِ نجات ساختن و درِ بہشت کشادن چہارم از روزۂ ماہِ رمضان مہر بر درِ دوزخ نہادن و پنجم بسوے امانِ کعبہ

۱۔ را علم

که مَن دَخَلَه کانَ آمِناً راه بر داشتن فی امان الله وعونه وتوفیقه

پنج اساس ست که ایمانی ست | هر یک ازان حصنِ مسلمانی ست
هر که در آنها نه عمارت نهاد | مایهٔ خود جمله بغارت نهاد
اوّل ازان[1] جمله شهادت شناس | هر الفش هم سعادت شناس
لای شهادت که بتوحید خاست | دو کششِ او دو گواهند راست
لا چو به وحدت درِ الّا زده | هرچه جز الّا همه را لا زده
این دو کتابت که دو عالم در وست | سهل مبین کانچه جز این[2] هم در وست
بانگِ نماز ارچه دو تا می رود | قامتِ او هم به سما می رود
پاک درختی ز سما تا زمین | رسته ز سر چشمهٔ عین الیقین
هر دو رقش خلدِ مخلّد شده | نامی از[3] الله و محمد شده
دنیا و عقبیٰ ز برش مایه ور | سدره و طوبیٰ ز سرش سایه ور
شعبهٔ او بر[4] فلکِ برتری | میوهٔ او ز آبی[5] و باغی بری
رخت چو در سایهٔ شاخش نهی | میوه بیابی ز رهِ آگهی
گر به شهادت کنی از حق پدید | کوست[6] گواهی و کفیٰ بی شهید

ل۱ آن   ل۲ او   ل۳ ز   ل۴ تا ز   ل۵ آبی - یاغی و سرکش ۱۲
ل۶ کو تو گواهست کفی الله شهید

بین که گواهی چه[١] موجه نبشت[٢] — آن که بقبله شهد الله نبشت[٣]
امر و دم در همه ایام خویش — پنج فریضه ست بهنگام خویش
هر که قوی بازو ازان پنجه گشت — گردن شیطان زکفش رنجه گشت
حبل متین کامت محتاج یافت — از پی این کنگره[٤] معراج یافت
پشت کمان[٥] از آن کن درست — کین حد قوسین بمعراج تست
شرم نداری که ترا حی پاک — خوانده بمعراج و تو[٦] خفته بخاک
هر چه بدهر آدمی ست و پری — نیست مگر بهر پرستش گری
ای ببطالت چو فرومایگان — چند خوری نعمت حق رایگان
وحش و طیورے که چرا خوار کرد — سر بگه خوردن نگونسار کرد
قطرهٔ آبے نخورد ماکیان — تا نکند رو بسوی آسمان
جسم و جمادے که بکوه و دره[٧] اند — هم بزبانی بتعالی الله اند
سنگ و گیاہے که تو بینی خموش — غلغل شان ست[٨] فلک را بگوش
وان که پری خارج حیوان شده است — هم بپرستش همه تن جان شده است
وان که ملک[٩] پایه تر تسبیح یافت — برشدن از رشتهٔ تسبیح یافت
چرخ هم اینک[١٠] ز شکست وجود — هست همیشه برکوع و سجود

---

١ چه   ٢ نشست   ٣ نوشت   ٤ کنگر   ٥ کمان دار
٦ بمعراج تو   ٧ در اند   ٨ شان هست   ٩ فلک   ١٠ هم آنکه

جمعِ کواکب که چنیں می روند — هم به پرستش سجده کناں می روند

آتش و بادے که دریں پرده اند — هم رخِ خواهش بسما کرده اند

و آب و گلے کاں ته آسوده اند — هم سرِ طاعت بزمیں سوده اند

خلق همه بر درِ دادارِ خویش — هست پرستنده بمقدارِ خویش

آدمی ست آں که بغفلت گم ست — دیو دل ست ارچه بتن مردم ست

آں که بسجودے بپرستش کم بود — باشد از ابلیس نه ز آدم بود

کسوتِ اسلام در اندام چست — قوتِ اسلام در اندیشه سست

حیلت و کسوتِ تنِ دین کیست — سایهٔ طاؤسِ نگارینِ کیست

کهنه گلیمے که نمازی بود — ز اطلسِ نو به که بیازی بود

جامهٔ اسلام بر اصحابِ ریو — پرِ فرشته است مگس رانِ دیو

ایں نه لباس ست که تلبیسِ ماست — و آں نه خیال ست که ابلیسِ ماست

راکع و ساجد شده تن چوں هلال — پویه زناں مشرق و مغرب خیال

هوش بمیخانه و تن با خدا — واے ازیں طاعتِ آلوده واے!!

بیضهٔ دل خوانده تو دل را بنام — وز منی آلوده درونش تمام

چوں بود آں بیضهٔ اسلام چوں — کاید ازو بچه شیطاں بروں

---

١ و آب ٢ دلدار ٣ بعطلت ٤ ایمان ٥ حلیه ٦ دیں ٧ ازاں
٨ بمیخانه درو ٩ وزیں - بدیں ١٠ ایں

سنگِ تو در دیں بود ار استوار — بیضۂ شیطاں شکنی صد ہزار
نفس کہ رویش نہ مسلمانی ست[1] — خطبۂ او سلّمِ شیطانی ست
دور ز نفسے کہ چو آہرمناں — دم زند از نفسہ[2] مطلق عناں
چند تواں داشت دریں دیولاخ — زانچہ محلِ دیواں فراخ
یک دمت ار باد بفرماں بود — مرتبۂ ملکِ سلیماں بود
پاکیِ آں مومنِ پاکیزہ خوے — کآبِ نمازی دہدش آبِ روے
قطرۂ آبے کہ چکد ز آبدست — دشنہ بود بر جگرِ دیو مست
گاہِ وضو شستنِ دست از نخست — موعظتے می کند از پردہ چست
کآوری آں دم کہ بدرگاہ روے — دست ز آلایشِ باطن بشوے
مسحِ سر[3] آں گونہ مکن سرسری — کآب ز سر بگذردت از تری
پاک چناں شو قدم روشنت — کز تری آزاد بود دامنت
شد گلِ سر شوے چو پاکی[4] فزاے — گرچہ کہ خاک ست بسر یافت جاے
سہل بود ز آتش[5] کہ شوئی بروں — آب چناں جو کہ بشوید دروں
پاک شو و راہِ خداوند گیر — گرچہ پلیدم ز من ایں پند گیر
تختۂ پیشانیِ خود کن بکار[6] — تختۂ خاک از پئے روزِ شمار

---

[1] رویش بہ مسلمانی [2] تعبیہ [3] بر [4] چو بپاکی [5] سہل بود آب
[6] مخار

تا نشود ناصیہ در سجدہ خاص — کے شود از ناصیہ گیران خلاص
نقشِ الٰہی ست بلوحِ جبیں — بر درِ مخلوق منہ بر زمیں
دلے کہ تا چند چو افسردگاں — سجدہ کنی بر درِ ایں مردگاں
اے کہ گزاری بجنازہ نماز — سجدہ نیاری کہ ندارد جواز
زشت نمازے کہ ریا شانِ دست — مزبلہ دیو در ارکانِ اوست
گشت ستونت چو ز دیوک تہی — سستیِ آں سقف کہ بر وی نہی
ایں ہمہ جاے ست کہ فرضت بجاست — ہر چہ جز ایں ست چہ جاے رجاست
اے ہمہ در جمعہ و عیدت نماز — کے بود آبت ز درِ بے نیاز
تیغِ خطیب ارچہ کہ محرابی ست — کند و سر افگندہ ز بے آبی ست
آں کہ ندارد دلِ اسلام جوے — ہست بہر جا کہ رود زرد روے
ہست چو زرد آئینہ ہندواں — سرخ در و دیدنِ و چوں تواں
پیشۂ مرد ست نماز و نیاز — زن بود از عذرِ زنی بے نماز
تن کہ بطاعت نہ بود نور دار — عذر ز زن بشنو و معذور دار
نیست نماز آں کہ کنی بے خشوع — دزدیِ ارکان بسجود و رکوع
سجدہ نہ باشد کہ بر وے زمیں — بر صفتِ مرغ شوی دانہ چیں

ل۱ ناصیۂ سجدہ۔ ل۲ بود ع۵ مراد از فرشتگانِ عذاب ۱۲ ل۳ نداری ل۴ برخود ل۵ زمی
ل۶ آیت بدرِ ل۷ کہ بود ل۸ مرد انست ل۹ دور ل۱۰ شو

تو بچنین چیدنِ دانه ز خاک — که پری اندر صفِ مرغانِ پاک
کن به نمازت همه ارکان درست — تا تت شود خانهٔ ایمان درست
ساخته کن پایهٔ ارکان سرای — تو که دهد شمعِ حضورت خدای
یافت اساسِ دومین چون به راز — محکمی از پنج ستونِ نماز
سوی عمارتگهِ ثالث خرام — وان همه بنیاد ز زر کن تمام
سدِّ امان بند ز سیمِ زکوة — دَه دِرَه درم کن سپرِ مهلکات
مال کز احسان برکاتِ وی است — پنج ز دویست زکوةِ وی است
آن که ز ریگ ده دهدت بیشکی — کمتر از آن کش دهی از چل یکی
خواسته ناخواسته دادت خدای — وای اگر تو خواسته ندهیش وای!!
زانچه نصاب ست نصیبی بده — مزدِ دولای لطیبی بده
سوخته را درمِ خویش فرست — مهر بدر و از آتش برست
چون سه بنا یافت بطاعت قیام — قاعدهٔ چارمی آمد صیام
روزه کرم نامهٔ روزی ده است — نامه که حرفش انا اجزی به است

ماهِ نو روزه که گردد پدید — ق — گه چو سرِ غرّه گهِ عینِ عید
کرده اشارت ز یک ابرو که ختم — وز دگر ابروی اشارت که قُم

ن۱ زمین ن۲ خاک ن۳ ستونی ن۴ سیم ن۵ زرکن
ن۶ تات بود روز قیامت نجات ن۷ احسانِ ن۸ کوت ن۹ وانچه ن۱۰ روز ن۱۱ همه ن۱۲ خم

صایم ازین مملکت دین فزاے — مشرق بند آمد و مغرب کشاے

عید شده شحنۂ شہر شب باز — چاوش خوان آمده بانگ نماز

بود چو مبرز ہمہ سالت شکم — کم ز مہی کت بود این مایہ کم

یازده شہر از شکمت بو ناک — کم ز یکے شہر که داریش پاک

زشت بود دل نجس از تن شده — عرش خدا در چه[١] گلخن شده

چرخ ترا بہر شرف ساخته — تو تن خود دیگ علف ساخته

گنبد مسجد که نه از مال ساخت — شیر کشش مبرز نجال ساخت

چون تن مردم ز کیاست پرد — گو[٢] چو خران بار نجاست برد

گرسنگی کاہل شکم را بلاست — راست روان را به تنعم صلاست

گر تو سعیدی ز غم نان منال — سنبله بر مشتری آمد وبال

روزه که خورشید وے آتش وش است — نور وے اینک سپر آتش است

بادیت اندر صف دیوان شکست — تیر خطا کم زن[٣] ازین نیم شست

وان که خطا کرد یکے راز جاے — سہم زده گشت ز شست خداے

چاره نه باشد[٤] چو بیابی تمام — زاد حلال از ره بیت الحرام

پیش کن[٥] آنگاه بصدق الطریق[٦] — بندگی حضرت بیت العتیق

کور نه. نور صفا را ببین تو — لنگ نه. راه خدا را ببین

---

١. در ته گلخن ٢. کے چو خران ٣. کن ٤. تا که ٥. پیشه کن ٦. بصدق و طریق

گر تنِ بیمار بود گوشه گیر | در دلِ بیدار بود توشه گیر
خیز ز دریا و بیابان مترس | تشنه برو غرق شو از جان مترس
ز اشکِ ندامت گهر افشان بجیب | تر دیده ده به نجیبانِ غیب
لیک صفائے تو گر از می بود | دم زدن از راهِ صفا کی بود
کوئے بتان و دلِ ظلمت پناه | بیتِ حرامست بس و سنگِ سیاه
مسجد اگر هست مثلِ پیشِ در | از پسِ سالے رسی آنهم مگر
در همه سالت نبود این هوس | جز تراویحِ نخستین و پس
آن که دو گامے رهِ سالش بود | در رهِ یکساله چه حالش بود

حکایت حاجیے که در راهِ حج صرفهٔ نعلین کرد و برہمنے که از پوستِ سینهٔ خود نعلینِ راهِ بت ساخت

کعبه روے دید بصدق و ثبات | برہمنے را برهِ سومنات
جان زدمِ شوق سماحت کنان | خاکِ ره از سینه مساحت کنان
خستگیِ سینه براهِ دراز | از سرِ دل پوست همی کرد باز
گفت بدو عارفِ خوف و رجا | کین سفر آخر ز کجا تا کجا
برہمنش گفت که سالیست بیش | کین ره ازینگونه گرفتم به پیش

ن۔ تیار   ن۔ چو   ن۔ زمزمت   ن۔ اگر

گفت نیوشنده که چون پای هست | سینه چرا داری ازین گونه پست
گفت چو دل در رهِ بت باختم | پا بر هش نیز ز دل ساختم
ای که ز بت طعنه به بند بری | هم ز بت آموز پرستش گری
گیر که تیرش به نشانه خطاست | هست بکیشِ کژ خود تیرِ راست
سستی آن کژ روی دین | کو بکژی ماند بکیشِ درست
هر که درین کیش از و خم نرفت | راست نشد تا بجهنم نرفت
تیر که در کیش کمان وش بود | عاقبتش تاب ز آتش بود
خسروِ من کوش به تیرِ صواب | تات شود ترکِ خدائی خطاب

مقالهٔ پنجم در تقویتِ تقویٰ وجهدِ جهادِ اکبر و اقویٰ وتطهیرِ نفس از لوثِ شهوت وتذکیرِ جمع در احیاے سنت وجماعت

ای شده بازیچهٔ دستِ هوا | کرده روائی برهِ نارشدا
جهد و بال این چه پریشانی ست | ترکِ خدا این چه مسلمانی ست
هیچ کس از بندِ خود آزاد نیست | هیچ دلی را ز خدا یاد نیست
رنجِ طبیبان بدلیل ست و نبض | مرگ نوینده با طلاق و قبض

ن او ن ازین خم برفت ن خطائی ن هوای ن نارشدای ن جهل ن در اطلاق

بے گہرے خلق کہ کاں میکنند   گر نگری ہر ہمہ جاں میکنند
در غرضے کوش کہ مانت بود   کوشش بے سود زیانت بود
نامہ چو از آب نویسی رواں   شستہ شود ہم بنوشتن دواں
ہر کہ بہ پرہیز بزیرد نصیب   از پئے دارو نہ رود بر طبیب
ہر کہ نہ بیزد عمل خویش را   ساختہ شو گو غضب پیش را
سرمہ چو ہموار نہ ساید کسے   چشمش ازاں سرمہ بگرید بسے
مرد نہ از پیرہنی طینت نکوست   نور تن از مغز بود نے بپوست
از گل چربا رچہ کہ باشد چراغ   کی زید از نیست زر روغن فراغ
تا نہ ہند پرتو اسلام نور   کے شود از جبہہ سواد تو دور
زہد برد فسق تبہ مایہ را   خنجر خورشید برد سایہ را
لوث چو پرستد ہلاکت کشد   آب چو بگرفت بخاکت کشد
خیز کہ از بہر تو کردند پاک   قبلۂ گردون و مصلای خاک
چونکہ زمیں سجدہ گہ روی تست   چشمۂ خورشید زمیں شوی تست
کالبدے داد خدایت درست   سستی جانت کہ گزارش سست
زانچہ خدا داد نوائے بساز   پیش کہ آں دادہ ستانند باز
مردہ نۂ دست بکارے بزن   در منگر بستہ تو بارے بزن

ن۱ چوں ن۲ نیش ن۳ حیلہ ن۴ بد ن۵ پاک ن۶ چوں بزیں ن۷ جانش ن۸ آنچہ

هیکل آسوده بکارے درآر — پشترک زاں که بماند زکار
جان و تنت از پئے دیں داده اند — نز پئے بازی ست که ایں داده اند
داروے افزون تنِ بیمار چیست — کُنده بے تیشه بکار چیست
تیشه تو ساخت (۱) بسی جنگ و نائے — کم زیکے تخته حرف خدائے
در عملے کوش که پاکی بود — کوششِ ناپاک هلاکی بود
کار چو پیش ست بجهد (۲) اے جواں — جهد بکن (۳) بارے اگر می تواں
نیکوئی آموز بهر ناکسے — زاں که بدی هست خود از لبے
آں که بدم دادنِ مفسد خوش است — آتشِ نمرود و دمِ کرفش (۴) ست
آں که درافگند بدریا لعاب — تا چه فزوں کرد بدریا ز آب
لیک پسندیده نشد صبح و شام — غرق شدن (۵) در قدحِ می مدام
برخمِ می داں دلِ مفسد نبرد — برسرِ چه رقص کناں موشِ کور
دل چو میخانه گراید ترا — جز مغ و مطرب که ستاید ترا
گل چو بویرانه بیاباں رست — بلبل او جغد بیاباں بس ست
چیست شراب آب شرر آمیخته — نقل کبابے (۶) نمکش ریخته

---

(۱) ساخته بس (۲) بجهد (۳) جهد بکن (۴) کرفش سب نسخوں میں ہے لیکن کروشش اوجھڑی کو کہتے ہیں وہ معنی یہاں نہیں بنتے۔ کرنش چھپکلی کو کہتے ہیں اور قصہ یوں مشہور ہے کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ جلوائی تو اسی قسم کے جانور گرگٹ وغیرہ نے آگ جلانے کے لیے پھونکیں ماریں۔ اور مینڈک نے آگ بجھانے کو پانی ڈالا۔ اسی قصہ کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے ۱۲ (۵) شده (۶) بیرازن کباب دیگر

خوردنِ می مهربانی راست بس — وان که بدمستش [illegible] آن خود بتر
بود بر پشم زنِ مار عشه دار — لرزهٔ آواز بد گفت یار
کفگیری چرم کهن می گزید — بوسهٔ دهن گشت بدانش مزید
مست بجز سخرهٔ هشیار نیست — مسخرهٔ دیو شدن کار نیست
خُلق و تواضع که زمستان بود — شعبدهٔ باده پرستان بود
طیبتِ می گرش نبود بوی طیب — دیو دلان را بود از وی نصیب
گُل که ز خضرای دمن بر دمد — بوی وی از گلشن دیگر دمد
خانهٔ خالی که پر آلودگی ست — غوک و جعل را ز وی آسودگی ست
مست بجُهد کند آشام می — پاک هم از بوی وی افتد بقی
جانِ مگس هست نم پارگین — زهر بود بر مگسِ انگبین
پای بلرزد چو بسر می بود — مستی و ثابت قدمی کی بود
شرب و زنا تیره کند رای را — شاهد و مستی کند پای را
شیشهٔ می کوست بحمل فساد — چیست کزان امّ خبائث نزاد
هر چمن و سر که ازان آب یافت — نرگس خود بسته ازین خواب یافت
هر که بکام این قدح از شست ریخت — آب هم از روی و هم از پشت ریخت
روی چو بی آب شد آزردنی ست — پشت چو بی آب شود مردنی ست

ن زبان . ن بود ن به تیغ ن فتاد ن گزد ن آں

گاہِ جوانی منگر تاب خویش | زود رود سیل ترا از آبِ خویش
قطرہ کہ از پشتِ درشتِ تو ریخت | گوہرے از مہرۂ پشتِ تو ریخت
گوہرِ سلکِ تو چو رفت از میاں | مہرہ مخلخل شود از ریسماں
نفسِ ترا جوشِ تو بے تاب کرد | نطفۂ تو خونِ ترا آب کرد
مشت ببندار بودت میلِ زیست | چند ز انگشتِ تو در عقدِ بیست
مشت کہ از عقدِ تو نگر بود | شست و سہ از بیست فزوں تر بود
چند نود با سہ تواں داشت چند | مشت ز عقدِ نود و سہ بہ بند
مردم از شہوتِ آمادہ زد | زاں گرہ نیسفہ نر و مادہ زد
مردیِ آں مرد کہ کم جوش کرد | ہر دو گرہ بر زد و خاموش کرد
مرد نہ آں شد کہ ز شہوت بزیست | مرد کسے داں کہ ز شہوت بریست
طفل کہ بازی دہدش دست تو | در صفِ مرداں بہ بلاغت نشست
مرد کہ تو بالغِ دیں سازیش | اوست کہ شیطاں نہد بازیش
زرد نخواہی ز زنا روے را | پردہ فگن چشمِ تماجوے را

ل۱ ہم از — یہ تین شعر عقد انامل کے متعلق ہیں بیس کی شکل یوں ہے کہ ابہام کا سر سبابہ اور وسطیٰ کی گھائی میں رہے۔ یہ خاص حالت کا نقشہ ہو جاتا ہے۔ ترسٹھ کا عدد یہ ہے کہ انگوٹھے کا سر انگشتِ شہادت کی دوسری پورے کی لکیر پر رکھو اور خنصر، بنصر، وسطیٰ کو بند کر لو اس میں علٰحدگی اور ترک پائی جاتی ہے۔ ترانوے کے عدد سے تمام مشتی بند ہو جاتی ہے۔ اس طرح کہ انگشت سبابہ کو ابہام کی جڑ میں گول کر کے ملا لو اور باقی تین انگلیاں بند کر لو۔ باقی معنے صاف ہیں ۱۲

ل۲ گراز ل۳ شود ل۴ فزوتر ل۵ شود

دیده بود مهره کشِ دل بعین | نرد نه چنبد مگر از کعبتین
رسمِ سگان ست بهر سو نگاه | شیر سر افگنده خرامد براه
آن که بچه رشته کشِ زاهدست | جعد غلام و زنخِ شاهدست
کند بود گرچه که دندانِ گرگ | هست زبانِ بره سوهانِ گرگ
چشم پلیدی که ز پاکی پرد | بی بصرست آن که فریبش خورد
چیخ که شد غمزه زنی سازِ او | کور بود آن که خرد نازِ او
دل مکن از شهوتِ آلوده شاد | خیره بده نقد جوانی بباد
سترِ ملایک مطلب کای سلیم | بافتی از سلبتِ شیطان گلیم
تا کیت از رخصتِ دیوان شمار | وقت عزیمت نرسیدت بکار
گر بعزیمت نه دلت خون شود | دیو تو لاحول که بیرون شود
هر که درین زاویه ابله وش ست | فسق مر او را بجانش خوش ست
زنگی ناخوش بعماری درون | حور شمارد عزبش از برون
صندل هندو که به پیشانی ست | غالیه مبرز شیطانی ست
این چه زمان ست که در هر طرف | هست بفسق اهلِ جهان را شرف
هر نفسی کار گنه بیشتر | خواری دین باشد ازین بیشتر

---

(۱) مهرهٔ دل کش بعین (۲) مهره کش۔ وہ شخص جو کانا یا کسی دوسرے کو مہرے سے جلاوے ۱۲ (۳) چیخ اور چخ۔ دونوں مترادف ہیں ایسا شخص جس کی پلکیں گر گئی ہوں اور اُس کی آنکھوں سے پانی بہتا رہے ۱۲ (۴) یافتی (۳ و ۴) بلوث۔ بلونِ (۵) عزبش (۶) عزب۔ مجرد۔ کوارا۔ بے بیاہا ۱۲ (۷) ازین

آں کہ بفرضے نکند کاہلی — متقی اش نام کنند و ولی

بس کہ شد از کفر جہاں پر ز دود — آں کہ شرارست چراغے نمود

کرم شب افروز بشام چو زاغ — دود بود آں کہ نماید چراغ

پیکرِ سیارہ کہ تاریک شد — پارۂ نور از شبِ تاریک شد

ولے نہ یکبار کہ صد بار ولے — زیں ہمہ گبرانِ مسلمان نمائے

دعویِ دین و دلِ بے ترسناک — خندہ مزن بیہدہ بر دینِ پاک

زیرِ لب ایں خندۂ بد را بکش — زار گری آتشِ خود را بکش

دوزخ سوزندہ شد از عالمے — بس بود از گریۂ مجرم نمے

دودِ گناہت چو سیہ کرد روے — روے سیہ ز آب دو دیدہ بشوے

اے ہمہ بر نسبتِ گبرانت زیست — نام مسلمانیت از بہر چیست

نیکوئی از نقش نہ از نام زشت — زیورِ طاؤس نہ اندام زشت

آں کہ تنگ از شرع فراتر زدہ است — اللہ و یا رب کہ زند عربدہ است

زشت بود از غزِ کاہل ستیز — غلغلِ تکبیر زدن در گریز

ہندوے بنا کہ کند قبلہ راست — راست چو در قبلہ نباشد ہباست

دیں چو عمارت نپذیرد ترا — ہر چہ کنی دست نہ گیرد ترا

گبر کہ چہ کند ز بہرِ ثواب — رفت با آتش ہم از آں راہ آب

باش کہ تا نامہ بدستت نہند — چوں شکنِ نامہ شکستت دہند

---

۱ ہر کہ ۲ بشامی ۳ چراغ ۴ آتش ۵ سوزندہ کہ ۶ بودش ۷ کژ بیں

نامه چه خوانی چو[1] به پیچی روان — هر چه بخوانی و به پیچی مخوان
تا دلت از ترس نه لرزد چو بید — مغفرت امید مدار از امید
خوف و رجا هر دو بپایان زند — نور و دخان هر دو بقرآن زند
گر بریاضت صف جولان سریست — رخش بدون تاز که میدان سریست
تا علم شرع بیازوی تست — گنج دو عالم بترازوی تست
میوهٔ حالت[2] ندهد شاخ شرع — تا نکشی آستین از اصل و فرع
طرح درین خانه چه افگنده — خیز در خواجه زن ار بنده
علم گرت نیست ذخیره زبس — فاتحهٔ[3] از سر اخلاص بس
در بود ت علم و عمل هر دو خویش[4] — پرتو یک شمع زد و شعله بیش
عید که در جمعه مهیا شود[5] — نور دو عید است که یکجا شود
از تو که رحمان طلبی می کند — از پی رحمت[6] سببی می کند
ورنه در آن درگه نه ملک اندکیست — کرده و نا کرده به پیشش یکیست
گر نه بهانه است ز بحر[7] کرم — از عمل ما چه بیش و چه کم
تا که خرد مهرهٔ رخشان تیغ — تا چه برد آرهٔ پاسے ملخ
باک نداریم ز خشم و عتاب — کار چو با اوست برو ز حساب
بس بود از وی بخطا و صواب — جائزهٔ إنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُ

---

(1) کرہ (2) ضلالت (3) فاتحات (4) میش (5) بود (6) زحمت (7) بحر کرم

گرچه عمل نیست بقیاس عطاست | هم ز عمل دست کشیدن خطاست
کارکن ای دست کزین کشت زار | تخم عمل راست برد بیشمار
در عملت ذی بجزائی سزاست | آن که خدا می نگرد هم جزاست

حکایت زاهدی که از جمله مزد طاعت بدیدن حق تعالی قناعت کرده

زاهدی از خوان رضا توشه گیر | گشت ز غوغای جهان گوشه گیر
شد ز پی سجده پنهانیش | خاک زمین صندل پیشانیش
تا به نود سال درین داوری | داشت ز توفیق خدا یاوری
صبح دمی خضر ز خضرای دشت | سوی نهانخانهٔ رازش گذشت
گفت ز علمی که مرا داده اند ق | معرفت هر دو سرا داده اند
می نگرم کاین عمل صدق زای | می نکنی و می نه پذیرد خدای
پیر ز حالت چو گلی بر شگفت | آستنی از طرب افشاند گفت
گر نه پذیرد ز من هیچ کس | آن که نگه می کند آنم نه بس
من عمل خویش کنم بنده وار | آن که خدائیست برانم چه کار
خسروا گر دین طلبی کار کن | طاعت یزدان کن و بسیار کن

---

۱) درین ۲) ز پی ۳) در لے ۴) می شگفت ۵) ریزد

کن بکن بیش بهر گفتنی آن چه نیرزد به پذیرفتنی

مقاله ششم در شکر صوفیان صافی نوش و شکر لعل نوشان ازرق پوش و گام گزاری پیش قدما خطوتین قد وصل و گرفتاری پای در گل ماندگان طینت کالحمار فی الوحل و سرزنش داغداران فتنگوی بهاجات و سرافرازی حکمداران ترک ماسوی الله

ای قدم اندر رهِ مردان زده تهمت در گنبد گردان زده
برنزدی یک قدم از جای خویش تا نهی بر سرِ خود پای خویش
خاک شو از بارِ لگد چون گیا بو که رسی بر فلک کبریا
لنگر آرام بیک گوشه نه راه بلا را ز رضا توشه نه
زنده محنت عملی ساز کن بر سرِ ایوانِ فلک تاز کن
تا بسما کوس الهی زنی دبدبه نوبتِ شاهی زنی
باز نه دانند ز رهِ دلیل صیت تو ز آواز پرِ جبرئیل
نامِ تو زان مرتبه کافزون کنند غلغله در گنبدِ گردون کنند

---

(۱) برنزدی (۲) بردجهان (۳) زانده (۴) بارکن (۵) فلک باز (۶) بدانند (۷) صیت تو (۸) آواز (۹) زنند

گاه وغا در صفِ مردانِ مرد — نام نه برد آن که خدنگی نخورد

طبل که سوراخ کنندش بپوست — بهر برون رفتنِ آوازِ اوست

تا نشود خسته بصد جادلت — نورِ دقایق نه شود حاصلت

چهرهٔ سنگ ار نه کنی گو بگو — دانه کجا سوده شود جو بجو

خواجه که صد مضمضه از می کند — دلے که آشامِ بلا کے کند

هست بسے صوفیِ پشمینه پوش — کش نرسد بانگِ موذن بگوش

چون زمیش دور ز سلطان شود — تند بمحراب جنابان شود

شب پره در قبله خزد پر فسوس — صبحدم از بانگِ نماز خروس

زاهدِ خشک از پئے اندام شو — کت شده از جوے کسان آبرو

گر تو بمحراب شوی آب جوے — روغنِ دو نرخ شود آن آبروے

هر چه در آلودگی افتاد پاک — پیشِ نظرها نه بود تابناک

دیدنِ خورشید که نتوان ز تاب — بس که توان دیدنِ نیزش در آب

رفعتِ از آلوده بتابد عنان — پست نماید ته آب آسمان

گر فنِ مردم بفسادست زرق — ز آدمیان تا بملایک چه فرق

مصر مدینه است بفرق اندکے — مغرب و شام است بمعنی یکے

ن۱: حقایق ن۲: که او ن۳: در ن۴: عارفِ پوشیده نوش ن۵: رود ن۶: رود ن۷: بی ن۸: مؤذن ن۹ ...
ع۵ که از مالِ دیگران تمتع بیابی ۱۲ ن۱۰: آبروے ن۱۱: کند ن۱۲: توان دید بدریاے آب ن۱۳: ز ن۱۴: دید...

هست زاد و تاد فلک اندائے　　　خیمۂ بے میخ نگیرد قرار

نورِ جہاں از قدمِ اولیاست　　　جانِ نظر در جسدِ توتیاست

مرد بہ پشمینہ درون کم بداں　　　کوست جہانی تہِ موئے نہاں

حدِ بزرگاں نہ شناسد کسے　　　صحبتِ شاں تا نگزیند بسے

زرد بفلک تا نگری در حضور　　　چشمۂ خورشید چو دریاے نور

ہر یک انجم کہ بچشمت کم ست　　　در محلِ خویش یکے عالم ست

آں کہ بسہار انگری ذرّہ وار　　　ہست بمقدارِ زمیں ہر ذرہ بار

نسبتِ مرداں ہم ازیں جا بگیر　　　مرد اگر یافتۂ پا بگیر

ایں ہمہ مرداں کہ ملائک پرند　　　مور نمایند و سلیماں فرند

چند چو سنگے بزمیں در شوی　　　پرتوِ شاں جوے کہ گوہر شوی

پرتوِ اشراق چو رخشندہ گشت　　　سنگ سیہ جوہرِ رخشندہ گشت

آں کہ زمرّد ز قمر تاب یافت　　　لعلِ تر از چشمۂ خور آب یافت

سرتہِ دامان کسے در مبر　　　کو کندت غرقہ ز دامانِ تر

قبلہ مکن پیرِ خرابات را　　　تا بخرابی نبرد ذات را

ابروے قبلہ چو اشارت نمود　　　خشت و گل آمد برکوع و سجود

گرد ستوں چوں تو اضع قیام　　　بامِ زمیں بوسہ زند والسلام

---

(۱) مرد پشمینہ درو (۲) جاے گیر (۳) پاے گیر (۴) آں ہمہ (۵) درند (۶) خورشید (۷) بخشندہ نیست (۸) زخم (۹) رنگ (۱۰) آید

در پی آن پیر چه پوئی بفرق | کو بخود نیک نماید بزرق
مرد سیه نامه بزرق و غرور | تیرگی خویش نگارد بنور
برهمن بت که کند شرح بید | تخته سیاهش بود و خط سپید
باده و تسبیح بیک لب خطاست | مجلس و محراب بیک شب خطاست
مسجد و میخانه چو یکجا بود | قطع حریفان ز مصلا بود
طاعت آلوده نیاید بکار | مشک جگر سوده نیاید بکار
زمرهٔ اوتاد که واصل شوند | میخ زنانند چو باطل شوند
صوفی میخواره که گوید ز حال | گر همه کشف است مدان جز خیال
عکس خیالی که نماید ز مے | هست بسے زشت و تبه تر ز دے
صورت پاک از مے رخشان مخواه | صدق در آئینهٔ شیطان مخواه
جز گروش تا گروی نیستت | محتشمی گرچه جوے نیستت
در سر این ره که تو داری بپیش | راه زنانند ز اندازه بیش
جان مکن اندر سر کالا گرو | بار بنه از و سلامت برو
دنبه که گرگے بقفا گردش | پری دم لنگر پا گردش
طعنه که فربه بزند بر نزار | گاه تک و تاختن آرد خمار

---

۱. این ۲. چو برق ۳. فام نفس غرور ۴. مجلس و معراج ۵. مسجد و معراج ۶. شب عطاست ۷. شود ۸. شود
۹. شود ۱۰. زیاید ۱۱. شود ۱۲. گوید ۱۳. لنگ ۱۴. طعنه فربه که

ای که[1] نگرود قدمت ز آب تر | جز قدمِ خشک چه باشد دگر
تر قدمی پایهٔ دیگر بود | گر همه ز آب بی قدمت تر بود
فقر کزو جان عدمی بیش نیست | جمله دمی و قدمی بیش نیست
زنده فقیرست[2] که دم باشدش | اوست زنده که قدم باشدش
خضر و مسیحا که مکرم شدند | مایهٔ عمر از قدم و دم شدند
بین چه سبک باشد آن بوالهوس | کز نفسِ خویش پرد[3] هر نفس
مرده به آن خر که ز بهرِ جو | کرده بهر جا دمِ عیسی گرد
زر که ستانی و دهی چیست خس | خاصه که بستانی و ندهی بکس
خواجه که آسان نکند خورده خرد | شحنه خورد بامی[4] و مطرب چو مرد
طرهٔ صوفی علفِ شاهدست | موش نه داند[5] که چو زاهدست
زاهد زر دوست گره کرده سخت | عقده‌گشایان بکمین[6] گاهِ رخت
غم نخورد کیسه برِ سنگدل | کز[7] پی زر خواجه شود تنگدل
نیشکری کو گرهی ساز کرد | خلق بدندان گرهش باز کرد
آه ازین طائفهٔ زرق[8] ساز | آستنی کوته و دستِ[9] دراز
پشمِ سیه‌شان نه ز آگاهی است | دامِ سیه از پئے ده ماهی است

ن۱ دانکه ن۲ فقیرست ن۳ برد ن۴ باقی ن۵ چه داند ن۶ بکهن ن۷ گر ن۸ زرق دهان
ن۹ دستی

زشت بود صوفیِ[۱] میلِ زرش | موئے نہ و کوہِ گراں بر سرش
موچہ تراشی[۲] ببرت بارِ سخت | خود شوی اصلع[۳] چو گراں ہست رخت
زر چو بسنجید[۴] بسنگِ شکوه | ہست گراں تر بسے از سنگ و کوه[۵]
چونکہ نسنجد سرِ تو با رموے | کوه چہ ساں می کشد آخر بگوے[۶]
دعوئے فقر و عملِ زر مدام | فقر گر[۷] این ست تجارت کدام
رندِ مقام کہ بود پاکباز | بہ زعبادت[۸] گرِ با حرص و آز
عاشقِ زر عاشقِ درگاہ نیست | زاں کہ دو دل درخورِ ایں راه نیست
آں کہ ز دنیاش نباشد غمے | حاصلِ دنیا دہد اندر دمے
واں[۹] کہ گره زد بدلِ او درم | تہمتِ اسراف نہد بر کرم
کسبِ زر از[۱۰] خود بشریعت بود | در روشِ فقر خدعیت بود
تا تو ندانی کہ زر از بت کم ست | برہمناں را بتِ زریں ہم ست
ایں ہمہ شیخانِ خزائن پرست | برہمنانند۔ بتِ زر بدست
دنیا و دیں ہر دو بہم در نساخت | زہر ز پا زہر بباید شناخت
کس بہ یکے کفہ نکرد است دو زن | سبلتِ شیر و مژه ہاۓ گوزن

---

۱ صوفیِ میلِ   ۲ مونہ تراشی   ۳ اصلع چو   ۴ زر چو نسنجید
۵ بسنگ و شکوه   ۶ آخر ز کوے   ۷ فقر کدام ست و تجارت کدام
۸ بہ زعبادت   ۹ وانکہ گره بر دلِ او زد درم   ۱۰ از جور

از پئے دنیا کہ نیرزد خسے | ہر کہ بخندید بگرید بسے
مرد رہی جانہ بہ یغما گزار | کار جہاں را بجہاں وا گزار
ہر کہ سبک شد ز جہاں بر کراں | بار سبک دید و ترازو گراں
گر تو بہ تمکیں بہ نیاز استی[۱] | مرتبہ نیست بہ از نیستی
بخت تو گر خفت نہ چنداں بد ست | خواب پریشاں نگری[۲] آں بد ست
پاک روش را مکن از فاقہ عیب | گنج الٰہیش[۳] نگہ کن بجیب
سہل مبیں سختی سنگ فقیر | گوہر آں سنگ نگر بے نظیر
کوہ کہ شد در کمر از خارہ سنگ | لعل و زرے ہم دہد از کان سنگ
آب خور خاک کہ اندک بقا ست | اے خنک آں کاب خورش بر سما ست
سفلہ چو زیں[۴] چہ خورد خود سیر یافت | لذت بودن بجہاں[۵] دیر یافت
در تہ گلخن[۶] بزہ ماں کرم خرد | زاد و جواں گشت و کہن[۷] گشت و مرد
تاکیت ایں مزبلہ مسکن بود | راست چو کرمے کہ بگلخن[۸] بود
آں کہ ازیں جیفہ بدل رفت باک | حال بہ و خوش کہ نشد[۹] خوش بخاک
مرد نہ زیں جا[۱۰] چو نزند[۱۱] آں رود | گریہ کناں آید و خنداں رود

---

۱ گر تو نہ نیکی بہ ۲ کہ نگرد ۳ گنج الٰہی ست ۴ زیں رہ ۵ ۶ بجہاں دیر یافت
۷ در چہ گلخن ۸ کہن گشتہ ۹ زگلخن بود ۱۰ بشد ۱۱ مرد نہ زن جا چو
۱۲ برندان

راه رو ار پا نه نهد بر هوا
کے پرد از چاهِ زمین بر هوا

آن که ز دنیا به لنگر ست
پر زدنِ او بهوا منکر ست

باید مرغے ز ملانک پران
کش نشود لنگرِ دنیا گران

نیست گران بر تنِ پیلان درائے
پشه هم از بانگ[۱] بر آید[۲] ز پائے

هم سبکی جوے که پرواز را
بار جلاجل نشود باز را

کے رود این ره بگرانی تنے
لنگرِ عیسیٰ چو شود سوزنے

تند بنی از سایهٔ خود برکران
زانکه شدش[۳] سایه دریں ره گران

آن که بتارک کله ترک دوخت
هستیش از نیست بباید فروخت

حکایت ترک شبلی که یکدرم در گرهِ خود نه بست و خود
در خلقانِ او جاے درم بستن نبود

شبلی از انجا که قدم پیش داشت
رُے بدر دیدهٔ درویش[۴] داشت

گفت بپرس آنچه توانی[۵] سخن
گفت که در ترک بیانی مکن

پیر درون[۶] دیده و بیرون شناس
صرفه نگه داشت سخن را بپاس

ن۱ پشه هم از باد   ن۲ در آید بپاے   ن۳ زانکه شده سایه   ن۴ مقصود درشه
ن۵ آنچه تو دانی   ن۶ درون دیده بیرون

نقد بسے داشت ببازی بباخت   در طلبِ نقد سوئے خانہ تاخت

آنچہ بر و راہ زنِ راز گشت   داد و ہم اندر نفسے باز گشت

روئے بد و کرد شناسائے کار   کاے بدرِ غیب ز خاصانِ بار

راز کہ در پردۂ صبح ست و شام   نیک بدانم کہ بدانی تمام

چیست کہ با اینہمہ گنجِ وجود   قفلِ مرا ہیچ کلیدی نبود

من چو[1] شدم سلسلہ جنبانِ راز   راہِ درِ خانہ گرفتی فراز

تا رقمے را کہ بدانی[2] صواب   خوانی و آنگہ بمن آری جواب

پیر بخندید کہ خاموش باش   عربدہ در گوشہ نہ[3] و گوش باش

من کہ بگفتار تو جستم ز پیش   راہ گرفتم بوطن گاہِ خویش

تا تو نہ دانی کہ دلِ راہ بیں   ہست دریں مرتبہ کوتاہ بیں

لیک[4] ازاں زر کہ نیرزد سفال   یک درمے داشتم از ملک و مال

بود بداں حصہ درو ہم گرو   در کفِ درویش نہادم کہ رو

تا چو من از ترک[5] بر آرم کلاہ   خرقۂ ازرق نشود زرق راہ

قلبِ[6] درم زانچہ وبالم بود   تا درم ایں سکہ حلالم بود

---

(۱) من کہ شدم   (۲) را کہ ندانی   (۳) در گوشہ کن و   (۴) لیکن ازاں

(۵) از تنگ بر آرم   (۶) قلبہ زرم آنچہ

شرم ندارم که بدلق کهن | یکدرم نقد و زر کم سخن
ای که نگردی تو بصد گنج سیر | چون دم تجرید بر آری دلیر
پای چو در فقر نهی زینهار | دست چو خسرو ز گدائی بدار

مقالهٔ هفتم در انوار نفس خورسند که روشن چون نفس خورشید است و ترک اهل مال که در قلب عالم جاوید است و چون کوه پایها در دامن گران سنگی خویش کشیدن و چون باد در خرمن های خسان بر امید خاشاک

ناوزیدن

ای دم از آئین قناعت زده | مهر بدرهای صناعت زده
گر قدمت راست شباتی درین | بر تو فریضه است زکوتی درین
صبر چو گنج است بکنج خراب | رو که توئی منعم کامل نصاب
مرد توانگر بصبوری بود | لیک نه صبری که ضروری بود
طالب زر دان که درون بیقرار | در شکم مار بود پای مار

ن۱ یکدرم نقد ز ن۲ دست ز ن۳ گدائی برآر ن۴ زریغ ن۵ گنج

کوزهٔ زر بهر تجمّل خرند　　آب خوش از مشربهٔ گل خورند
قرص جو و کوزهٔ آبے بگنج　　به که بروں شربت سیب و ترنج
آں که دهن باز دَوَد پیش و پس　　سیر نگردد اگر از خاک و بس
پائے مسافر که بخند زخاک[1]　　خاک خورد زاں دهن خنده ناک
مرد که هر سوے بکامے[2] دود　　پیش نشیننده غلامے بود
باد که با کوه نماید شکوه　　بوسه زناں[3] بگذرد از پاے کوه
بهر حرامے چه دوی حیله ناک　　پارے اگر تنگ زنی از بهر پاک
بهر حلالے که بود خوب خوب　　گر کنی آں است هزاراں عیوب
پاک نیابد تن آسوده حال　　رنج کشاں راست مسلّم حلال
تیره تر آں خانه[4] که گنجش درون　　پاک تر آں لقمه که رنجش درون
سوزن درزی بدو دانگ سیاه　　هست به از تیغ درم گیر شاه
آں ز رسوزنده که چوں آتش است　　کے چو دم مایهٔ هیزم کش است
کنده سبک بر سر هیزم کشاں　　صندل تر بر تن نازک گراں
ناز طلب از تن نازک وشاں　　زهره چه دارد خبر از کهکشاں
ریگ بیاباں چو شد افروخته　　شیر دَوَد چوں سگ پا سوخته

ل۱ بخاک　ل۲ بگامے　ل۳ زند　ل۴ خاک

تافته گرد دو قدم جاے تو — هم تو کنی گنبد و هم پاے تو
آن که به آسان خورش خوے شد — ز و شرف نفس بیک سوے شد
خواجه ز نانے که ندارد بهی — کفچه کند دست بکاس[۱] تهی
پشت منجم چو قوی شد ز قوت — زیر سطرلاب خزد عنکبوت
گرد تننده[۲] چو بگرما خرام — رقص کنان گشت بصحرا و بام
جوله ازین شرم که شد سایه بین — رفت فرو تا کمر اندر زمین
لقمهٔ خالص که بسختی کش[۳] است — ای خنک آن کس که بدانش خوش است
خواجه که داند روش زندگی — بر در دونان نکند بندگی
دارد ازان سان[۴] جو خود را عزیز — کش نبود گندم سلطان بچیز
آن که بود سنگ و سفال[۵] نوش — میل ز زر بیش بود بر جوش
ژاله که سنگش ز نم نو بود — سنے[۶] محک زر محک جو بود
نانے اگر هست میسر ز جو — از پئے لوزینهٔ دونان[۸] مدو
چهرهٔ خورشید ازان یافت نور — کو ز جهان گشت بقرصے صبور
ماه ازان کاست گر آن[۹] جا که هست — کفچه کند بر در خورشید دست
شد شکم انگشت ز[۷] بر دست پنج — کو نه فتد بهر گرفتن برنج

---

(۱) بکاسه (۲) کرده تننده (۳) کشی (۴) خوشی (۵) که جو (۶) صفاے
(۷) بے (۸) بدو (۹) ازان جا

دست بشو زآب کسان تن بہ تن — دست مشو زآب رُخِ خویشتن

آبِ رُخ از جوے خسیسان مجوے — گِل ز خوے جبہۂ خود آبروے

ضامنِ روزیِ تو روزی رسان — دیدۂ کورِ تو بسوے خسان

بہرِ حبے مرغ بدہ جا پرد — کرم ہم اندر دلِ جو جو خورد

ہر چہ زاسباب تو پرداختند — زان چہ تو دانی بہ ازان ساختند

برگِ معیشت کہ نگہبان دریست — ہر چہ کہ بایستہ[1] ترا زان تریست

آب و ہوائے کہ دمِ جانِ[2] تست — بے درمے در ہمہ جا زانِ تست

زآتش و خاکے کہ نداری گزیر — خانہ بخانہ شدہ آرام گیر

گوہر و لعلے کہ نیاید بکار — چون نگری قیمتِ او بشمار

بودے اگر دانہ چو[3] جوہر گران — زندہ کہ ماندی و[4] چہ گوئی دران

ورنہ ز دانہ کہ ز زر نان بدے — لقمۂ درویش کہ[5] کے آسان بودے

زر کہ شگفتہ چو بہاری ازد — جز نظرے بہرہ چہ داری ازد

تا تو بدانی کہ کرم[6] کردہ اند — کارِ تو بیش از تو بہم کردہ اند

ہر دو خونخوار[7] کہ خوان شیرِ اوست — طبع در آرایشِ نخچیرِ اوست

---

(۱) ہر چہ کہ بایست (۲) آب و ہوائے کہ دمِ جانِ (۳) دانۂ جوہر (۴) زندہ کہ ماندی کہ ماندی

(۵) کہ (۶) دلِ (۷) خون خوارہ

وان که تنش را ز نبات ست تاب[1] — مطبخی اوست مه و آفتاب
چرخ بدولابیِ شاخِ جوت — ابر لبقالیِ کشتِ[2] نوت
خاک بصد جای شکم کرده چاک — تا تو یکی خوشه برون[3] داده پاک
عنصر و اجرام بکارِ تو یار (بکام) — نشو و نما نیز چو عنصر بکار[4]
چرخ و زمیں هر دو بیک جا شده — تا چو تو یکی[5] میوه مهیا شده
خادمِ اسبابِ تو چندیں کسان — تو زپئے رزق دوان چون خسان
آن که فلک را بغلامیت خواند — رزق تو آخر نتواند[7] فشاند
هر چه که روزی ست رسد در زمان — وانچه نباشد نرسد بیگمان
پس ز پئے آنچه نخواهد رسید — بهر چرا بیهده باید دوید
از دلِ خورسند برآور نفس — کانچه رسد بهره همان ست و بس
مردمِ ناقص که بجخد[8] باقصا — تیشه لنگ[9] ست و مناره عصا
لقمه بدانی[10] که دهد کردگار — رنج[11] نهی بر دل نااستوار
پاکیِ آن گنج که پاکش دهی — خاک بران زر که بجا کش دهی[12]

---

(۱) باب (۲) ابر کشت (۳) داد (۴) نگار (۵) تو یک (۶) بذلِ تو آخر
(۷) نتواند رساند (۸) جهد ـ پجخیدن ـ کوشش کرنا ـ جھگڑنا ـ پجخد ماضی ہے ؎
(۹) کنکت (۱۰) برانی (۱۱) گنج (۱۲) نهی

بوے عمارة بجز ابسے رساں　　سوختہ را دمِ آبے رساں

چشمۂ سبیل آورد از بلبیل　　قطرۂ گنجشک بنا بر خلیل

بے درمی نقدِ رضا پیش نہ　　مختشمی لقمہ بدرویش دہ

حاصلِ دنیا خور و لب پاک دار　　راہ خورشش[۲] ز خس و خاشاک دار

لب کہ بود سادہ عسل خوش خورد　　سبلت پُر دام مگس گسترد

باد مکن در سر ازیں خاک و خس　　خوش خورد با خاک یکے باش و بس

بیں کہ بہ ہشیاریِ خود بیل ہست　　خاک بسر کردہ خورد ہرچہ ہست

پُر[۳] می دنداں ز پسندیدگی ست　　حلقہ تہی چشم ز بزدیدگی ست

تند شکم دو حلقِ حواصل فراخ　　باز شکم تنگ بود دل فراخ

آں کہ ز آمال بود تشنہ حال　　سیر نگردد ز دو دریاے مال

ریگ کہ تشنہ است ز غایت[۴] برول　　خشک مزاج ست بدریا درول

نقد گرہ بستۂ و معدہ تہی　　تنگ زبے[۵] نیہ زہی ابلہی

اے غلہ را در غلہ داں کردہ کور　　چند گرہ در[۶] شکم و تنگ چو مور

نیشکرے کو مئے نابے دہد[۷]　　ق　　صد گرہِ سخت بآبے دہد[۸]

---

(۲) خودش　(۳) بینی　(۴) بغایت

(۵) آنکہ زبے نیہ　(۶) بر　(۷) بود　(۸) بود

لاجرم افشار دهندش بسے | پس برند آب [۱] و کنندش خسے
جانورے کوست بجز [۲] آدمی | معده چو پر شد بودش بیغمی
آدمی ست آنکه نه سیری [۳] بود | بر سرِ سیری غمِ سیری خورد
بے خورشی کسبِ [۴] زرِ شایگاں | هست چو مزدوریِ گل رایگاں
آں که گهر دارد دکاں میکند | جاں ز برائے دگراں میکند
چند بافزودنِ غمِ افزوں خوری | شیر دمیست هست چرا خوں خوری
چوں کنهٔ [عہ] گاو که در راں خزد | شیر ز پستاں نه مکد [۵] خوں خورد [۶]
باد تاسف مخور ائے نامراد | زاں که شکم سیر نگردد ز باد
هر نَزمِ حسرت که بدل در شود | آتشِ حرصِ تو فزوں تر شود
آں که بده توے بود جبه ساز | بفسرد [۷] از سردیِ خود چوں پیاز
واں که برهنه است چو سیر از محن | بگذردش هم بیکے پیرهن
گل که بر جامهٔ صد تو نهاد | لرزه کند با تنِ نازک ز باد
خارِ مغیلاں که نه برگے در دست | بس بودش جامه هماں توے پوست

---

(۱) ایں (۲) به از (۳) بسیری پرد (۴) خورش

عہ کنه - چیچڑی جو ڈهوروں کا خون پیتی هے ۱۲ (۵) نه مزد (۶) مزد

(۷) بشفرد از

شقهٔ سلطان منگر زرِ ناب | جبهٔ درویش نگر زآفتاب
ای که ترا دولتِ خورسندی ست | شکرِ خدا کن که خداوندی ست
گر ز خرد پای بداماں توئی | جای نگه دار که سلطان توئی
شربتِ آسایشِ تو آب بس | مشعلهٔ شامِ تو مهتاب بس
گرچه خوری شربتِ جلاب ناب | تشنگیِ دل نرود جز بآب
با همه شربت چو ز آب ست نوش | بهرِ تکلف به تکلف مکوش
آبِ عنب گر همه هست حلالت بکام | نعل تو گردش تکلف حرام
گرمی و میوه نه رایت بود | شربتِ آبی همه جایت بود
ور چه بری لقمه ز سیری بزیر | سیر بود لقمهٔ تو نیم سیر
آنکه منش آرزوی تن بود | سیر نباچار بیک من بود
خر که منی جو بیکی دم خورد | دل شودش جو جو اگر کم خورد
باکم کم ساز چو پیش آیدت | تا دهدت ذوق چو بیش آیدت
سیر بسیرت چو دمادم رسد | رنجه شوی لابد اگر کم رسد
شیرِ سیاهی بسگ دکان مشو | باز سپیدی بمگس خوان مشو
آنکه شکم دشمن و خویش تو شد | تنگ و فراخ از کم و بیش تو شد

ن۱ درویش نگر زآفتاب ن۲ بام ۱۲ ن۳ هوش ن۴ شیرهٔ انگور ۱۲ ن۵ تر
ن۶ همه ۱۲ ن۷ وآنکه ن۸ بیکاری ن۹ آنکه ن۱۰ دشمن خویش

خود بشو و چرم بحیلت‌گری | تنگ ز خشکی و فراخ از تری

گرچہ کہ بتواں بدوناں زیستن | (ن۱) باکم ازاں نیز تواں زیستن

چند کشی از پئے بیشی گزند | کوش بجو رسندی (ن۲) و باش ارجمند

حکایتِ پیرِ گراں سنگِ کوہسار کہ از نبات خشک حلوائے خرسندی خود ساخت

کارشناسی پئے کارے گرفت | رفت بعزلت (ن۳) بنِ غارے گرفت

شد ز گریباں کشِ غم ستوہ | دامنِ خود بست بدامانِ کوہ

تن ز تنعم بجفائے نہاد | دل ز قناعت بگیاہے نہاد

خاصگی از ملکِ (ن۴) آں دیار | روزے ازاں سوے گزشت (ن۵) از شکار

گوشہ نشیں را بطواف اندروں | دید چو سیمرغ بقاف اندروں

پیکرے از کرب (ن۶) محن چوں خلال | قامتی از سلخِ فلک چوں ہلال

رنجہ شدش دل بچناں دیدنی | کرد زباں رنجہ بپرسیدنی

کاے بمحن دادہ جوانی بباد | روز تو پیرا من پیراں مباد

کامِ تو از بودنِ ایں گوشہ چیست | در رہِ وادی طلب توشہ چیست

پیر بدو گفت کہ اے ارجمند | بیخبری ز آفتِ چرخِ بلند

ن۱ باکم ن۲ بہ خرسندی ن۳ رفت در عزلت ن۴ ملکانِ ن۵ آشکار ن۶ کو لا کرب ن[illegible] کام چو دایہ طلبد توشہ

من کہ شدم آگہ ازیں کارگاہ | بار برون بردم ازیں بارگاہ
زاویہ کردم بہ تبہ خارہ | طعمہ گرفتم ز گیا پارہ
گفت سوارش کہ مگو بیش و کم | آدمیان را چہ گزیر از شکم
گر تو زنی دست بفتراک شاہ | وارہی از خوردن مشت گیاہ
پیر بخندید و بد و گفت باز[1] | کاسہ شدہ بازیچۂ دست نیاز
گر تو قناعت بگیا کردہ | بندگی شاہ چرا کردہ
ہر کہ بسہلی ز جہاں شاد گشت | ہمچو من از بندگی آزاد گشت
وآنکہ طلب کرد حلاوت بکام | ماند چو تو ہمچو خودے را غلام
خیز دلا برگ قناعت بساز | تات چو خسرو ندواند نیاز

مقالۂ ہشتم در بلندیِ پایۂ عشق کہ صفتِ صفوتِ روحانیست و پلیدیِ مایۂ فسق کہ شہرۂ شہوتِ شیطانیست و کیفیتِ ظلمتِ شبہاے فراق کہ سرمۂ بیخوابیِ بیداران ست و شرحِ لذتِ دستگانیِ وصال کہ بادۂ خرابیِ ہوشیارانست و بیانِ حسنِ معشوق کہ فضل تفضیل ست و بیانِ محنِ

---

[1] نا بخندید بدو گفت ۱۲

عاشق که فصل و تفصیل ست

چوں تنِ آدم زگِل[۱] آراستند — خانهٔ جاں بهرِ دل آراستند

آدمی آں ست که درو دل ست[۲] — ورنه علف خانهٔ آب و گل ست[۳]

دل نه ہماں قطرهٔ خون ست و بس — کز خور و آشام برآرد نفس

دل اگر ایں مهرهٔ آب و گل ست — خر ہم از اقبال تو صاحب دل ست

یک دل آں شد که ہوائے دروست — و ز طرفی بوئے وفائے دروست

زنده بجاں خود ہمه حیواں بود — زنده بدل باش که عمر آں بود

زندگی دل چه بود؟ سوز و داغ — مرده بود ہر که نسوزد[۴] چراغ

زندگی جو ز دلِ دردناک — زندگیِ کالبدی چیست؟ خاک

شوق نه در آب و گلِ قالب ست — مست نه گردد خم اگر تا لب ست

سیخ کجا داند ذوقِ کباب — شیشه چه آگاه ز بوئے گلاب

گرچه دہاں لقمه ز انگشت خواست — ذوق دہان است نه انگشت راست

کفچه ز دیگ ار چه که حلوا کش ست — چاشنی آنراست که حلوا چش ست

غمزده به جاں که غم اندوز نیست — سوخته به دل که درو سوز نیست

سردی دل مردگی دل بود — خوں چو به تن سرد شود گل بود

زاہلِ تکلف نتواں یافت سوز — تا نبود شعلهٔ ہستی فروز

ن۱ بگل — ن۲ دلیست — ن۳ گلیست — ن۴ ہرچه نسوزد

عشقِ زبانی ز براَفسرده پرس / سوزشِ آں از دلِ آزرده پرس

ذوقِ نمک گرچه زباں را خوش است / چوں بجراحت فگنی آتش است

خونِ دلِ سوختگاں باشد آب / گریه کند بر سرِ آتش کباب

گرچه کس از خسته نه کاوش کند / ریشِ نمک خورده تراوش کند

نافه که بو از همه سو گردَدَش / پوست کجا پردهٔ بو گردَدَش

آه گواهِ دلِ غمکش بود / دود بغمازیِ آتش بود

موم بود دل که ز عشق است زار / کو بگداز او فتد از یک شرار

(ز۱) هست چو دیوارِ تنِ زرد سیر / کاه گِلی کرده و سنگی بزیر

(ز۲) خرقهٔ آلوده ز صدق است دُر / هیزمِ تر دود بر آرد نه نور

سوخته را جنبشِ والا بود / کوششِ آتش سوے بالا بود

مشعلهٔ عشق چو شد خانگی / سوخته شد عقل به پروانگی

کشتهٔ ایں تیغِ سیاست بسی است / آنکه اماں یافت از دم کسی است

راند چو بر تختهٔ هستی قلم / عالیها سافلها زد رقم

زلّه بمهمانیِ انساں نهاد / داغ به پیشانیِ شیطاں نهاد

راند چو بر خصمِ کهن کینه را / کُشت بخاک آتشِ دیرینه را

قاعدهٔ خاک بر اختر کشید / رایتِ آتش بزمیں در کشید

ز۱ نیست   ز۲ خرقت

داد سگاں را بلائک برات | کرد بدل لا شہادت بلات
جام چہ آگہ کہ چہ صہباست ایں | غوک چہ داند کہ چہ دریاست ایں
ہشت حدیقہ چمنِ ایں گلند | چار فرشتہ مگس ایں گلند
چرخ کہ زیرست و زبر ہر نفس | زیر و زبر کردۂ عشق ست و بس
طبع کہ میلش سوے مرکز بود | از کششِ مرکزِ آں خر بود
روح دریں زاویہ بیگانہ ایست | عقل دریں سلسلہ دیوانہ ایست
آنکہ چشید ایں قدحِ تلخ فام | تلخ شدش چشمۂ حیواں بکام
شربتِ شیریں بخمارے خورند | بادۂ تلخ از پئے کارے خورند
چاشنی بادۂ تلخ آنکہ یافت | روے ز شیرینی عالم بتافت
شیفتہ از بوے می افتد خراب | عارفِ ہشیار ز بوے گلاب
جاں سبکے جرعہ کہ ایں نکتہ ریخت | کرد خرد حملہ و بیرداں گریخت
زندہ نہ آنست کہ جانے درست | اوست کہ از عشق نشانے درست
جان کہ نہ عشقش بود آں بازی ست | عشق نہ بازی ست کہ جاں بازی ست
چند بری عشق ببازی بسر | عشق دگر باشد و بازی دگر
مرد کہ در عشق بجاں فرد نیست | گر صفِ کافر شکند مرد نیست
زندہ دلاں خوش ز غمِ دل شوند | جانوراں پاک بہ بسمل شوند

نا مرکزش نا کشند نا حرف نا زجاں ۱۲

پاکدلانے کہ بآگاہی اند | کشتۂ حق چوں ملخ و ماہی اند
بہ کہ دریں رہ برضا ایستی | رنجہ نشوئی[ن۱] چو بقضا ایستی
گر ہمہ بر دیدہ زند دوست تیر | منت بر دیدہ نہ و در پذیر
چوں تو فغاں از سرِ خارے کنی | بہ کہ ہزار عشق شمارے کنی
دل کہ اسیرِ رخِ رنگیں بود | موم شود گرچہ کہ سنگیں بود
خار اگرچند بود تیز[ن۲] سر | آتشِ سوزندہ ازو تیز تر
روئے نکو راحتِ نظارگی ست | بر دلِ عاشق غم و آوارگی ست
آنکہ تو بینی رخِ زیبائے شمع | سوزشِ پروانہ شد و زیبِ جمع
صورتِ شاہد اجلِ معنوی ست | خطِ مسلسل رقمِ جادوی ست
کس ز رخِ خوب وفائے ندید | کیست کہ آں دید و جفائے ندید
ہر بتِ زیبا کہ جمالش بود | فتنہ نیازادۂ خالش بود
مردنِ عاشق نہ[ن۴] ز غمخواری ست | کز پئے جاں غمزہ بد[ن۵] لداری ست
نز ہوس ست ایں ہمہ آشوبِ دل | ہست بتاں را ثمرہ جاروبِ دل
دل کہ بود[ن۶] شیفتہ نے از خود ست | حاجبی ابروئے خوباں بد ست
سیمبرانے کہ تو بینی چو ماہ | عقربِ جاں اند ز زلفِ[ن۷] سیاہ

ن۱ مشو   ن۲ تیز تر   ن۴ عاشق کہ   ن۵ بجاں داری   ن۶ دہر   ن۷ چومار

ح۵ نیا بالکسر جد یعنی پدرِ پدر و بمعنی قدر و عظمت نیز آمدہ۔ نیازادۂ عیص اسحاق بود ۱۲

طرهٔ شان زد ولایت زن ست | نرگس شان آهوے[ن۱] شیر فگن ست
گرچه همه چشم و چراغ دلند | سوخته دانند که چه داغ دلند
مایهٔ مهر اند و سے کینه جوے | دشمن جانند و لے دوست روے
آفت تقوی لب می نوش شان | زلف بلائے به بنا گوش شان
چون خط شان سرمه دهد در شراب | کیست کزان باده نگردد خراب
دل شده گان را رخ زیبا گل ست | مستی بلبل نه ز مل کز گل ست
گر نبود دیدهٔ شهوت گراے | چیست بد از دیدن صنع خداے
دیدن خوبان ست بشهوت وبال | قند چو می گشت نباشد حلال
گر نگری پاک رخ لاله فام | نیست گل و لاله بدیدن حرام
آنکه ز حق پاکی چشمش عطاست | منع ز رخسار بتانش خطاست
دیده که در وے نظر پاک نیست | سرمهٔ آن دیده بجز خاک نیست
دیده نباشد که نظر نیستش | کور چه بیند که بصر نیستش
دیدهٔ بادام که بے نور زیست | از گل[ن۲] بادام چه آگه که چیست
دل چو رخ خوب تمنا کند | دیده بناچار تماشا کند
زانچه که دل را غم آوارگی ست | دیده چه آگاه که نظارگی ست
زان دل آزرده خرابی کند | کو[ن۳] چو نمک یافت کبابی کند

ن۱ طرهٔ   ن۲ گل و بادام   ن۳ گرچه

هر صنمے را کہ نمک بیش تر — خستہ دلاں را دل ازو ریش تر
حسن نہ نیکوئی رنگ ست و بو — ہر چہ کند جاے بدلہا نکوست[۱]
نیست غم از رنگ و صفاے کہ ہست — ناز و کرشمہ ست بلاے کہ ہست
باز چو در شکنہ گشت از جمال — شہ کندش خونِ کبوتر حلال
آنکہ درو شوخیِ خوباں کم ست — میل بدو ہست و لے یک دم ست
نافہ کہ بوئیش نباشد بپوست — خوں فسردہ نتواں داشت دوست
خوبی اگر حسن نداند فروخت — سینہ ز آتش نتواند بسوخت
باغ چہ داند کہ چہ چیزش خوش ست — گل چہ شناسد کہ چرا دلکش ست
لاجرم آنکس کہ بگل[۲] روے کرد — داد ز دستش چو دمے بوے کرد
آدمی ست آنکہ بلاے دل ست — آفتِ پوشیدہ براے دل ست
ہستی ایں طائفہ سر تا قدم — عاشق و معشوق شد و عشق ہم
آنکہ دماغِ بشر ایں بوے یافت — قابل آں بود ازاں روے یافت
فیض ز قالب[۳] کہ نداند گزشت — بر دگرے خود نتواند گزشت
آئینہ و آب بود عکس گیر — نیست گل و سنگ تصور پذیر
دیدہ نہ خود دید ز نزدیک و دور — قابلِ آنست کہ بیند ز نور
گوش کہ صد مشعلہ بادے بود — نیست چو قابل نظرش کے بود

ن۱ ہر چہ بدل جاے کند آں نکوست ن۲ آں کو بگلے ن۳ قابل

نقد وفا عشق شمارد نه هوش | روی نکو چشم شناسد نه گوش
چاشنی دارد هر کس بکام | شهد ز لب پرس گلاب از مشام
باز نه قابل دل هر مردم ست | نیز دل مردم که بغفلت گم ست
در رود آتش بدل سنگ تنگ | راه نیابد بدل هیچ سنگ
وانکه بود آتش او خانه خیز | رخت وی از شعله ندارد گریز
شوق نباشد به تمنای نرم | تا نبود جوشش خونهای گرم
پوست چو شد پاره واز بند ماند | خونش چو شد سرد ز پیوند ماند
دوست که مهرش به تمامی بود | جزوی از اندام گرامی بود
جزوی از آنکس که ببرند پاک | مرده بود گر نه شود دردناک
قدر عزیزان نبود در حضور | چاشنی وصل ندارد صبور
دوست بصحبت چو فراوان بود | خوار شود گر همه سلطان بود
آنکه لقب خسرو و شاهش کنند | زانست که از دور نگاهش کنند
عاشق مفلس که دلش برتنه است | گر طلب وصل کند ابله است
گرچه بسوزد دل حرباز تاب | کی دهدش چشمهٔ خورشید آب
لیک چو خورشید بود جلوه گر | ذره نباچار شود گشته سر
سوخته را دل بود از صبر دور | آتش سوزنده نباشد صبور

ن۱ کوشش ن۲ خویش ن۳ پس ن۴ خرما ن۵ بود ن۶ سوخته دل

دل که بسوی رخ دلکش بود | هست چو موی که بر آتش بود
کرم که مردانه بر آتش پرد | بوسه از شمع بجای نخرد
ای که زجانان کنی افسانه | کم نتوان بود ز پروانه

حکایت گلخن تاب که پیشِ جبههٔ معشوق از گرمیِ مهرِ او سوخته شد

گلخنی کرد بشاهی نگاه | رفت دلش در خمِ گیسوی شاه
شه چو بگرمابه رسیدی فراز | سوخته بردیش برابر نماز
در رخِ شاه دیدی و بگریستی | گاه بمردی و گهی زیستی
شاه درد دیدی و دریافتی | در دل ازان سوز اثر یافتی
کردی ازان گریهٔ ز دیده جوش | خندهٔ دزدیده نهفتی بنوش
روزی ازان غم که عنانش گرفت | جذبهٔ عاشق رگِ جانش گرفت
رخش زگرمابه دگر سوی تافت | گرم سوی گلخنیِ خود شتافت
گلخنیِ سوخته کان سوی دید | تاب نیاورد چو آن روی دید
او شده زان سوی بنظاره غرق | سوی دگر شعله گرفتش چو برق
سوخت ز تن نیمی و برخاست دود | او تماشا ز خود آگه نه بود

نـ۱ رود نـ۲ رود نـ۳ پروانه نـ۴ در دل نگران شاه نـ۵ تافته نـ۶ که آن
نـ۷ که بود

سوختنش دید چو معشوقِ خام — تا بدود سوخته بود او تمام
ایکه بمیری ز تفِ یک شرار — لاف چو خسرو مزن از عشقِ یار

مقالۂ نہم در مرافقت و موافقتِ رفقاے با اتفاق و معاندت مباعدتِ قربا ے با نفاق و استدامتِ محبتِ محبان مع الاحباب در عنا و غنا و استقامتِ قلوبِ مودت مصاحبان مع الاصحاب در خلا و ملا و بے دیدگیِ آن تہی چشمان کہ از خساں چشمِ مردمی دارند و مردمیِ آن دوربیناں کہ خارِ دوستاں را بدیدہ قبول کنند و چشم نخارند

زاں ہمہ کآدابِ نکوکاری ست — پایۂ اول ادبِ یاری ست
زانکہ در آفاق ز برنا و پیر — ہیچکس از دوست ندارد گزیر
چوں نتواں دامنِ صحبت گذاشت — بایدت اندیشۂ صحبت گماشت
دوستے بایدت آں گونہ جست — کاں ابد الدہر بماند درست
ہمدمے کش نہ درازست امید — ہمچو خضاب ست بموے سپید
گونہ خود رنگ (یعنی قدرتی) نہ گردد ز تاب — زود رود رنگِ تکلف ز آب
دیدہ چو گردد ز سپیدی چو شیر — کے شود از سرمہ سیاہی پذیر

خانهٔ کاساسش بود از خشتِ خام | پست شود از دو سه باران تمام
هر که حقِ صحبت یاران نشناخت | عمر هم اندر رهِ ایشان بباخت
دوست نگر دشمنِ کم نغز را | دز دشمن مخلص بے مغز را
دوست مگو آنکه زند دو پوستی | باز نداند ادب دوستی
پسته بود یار وفادار نغز | کو بود آگنده لبالب ز مغز
آنکه چو خرماست رفیقش مخوان | گوست برون مغز درون استخوان
با که دمه صحبت از انسان گزین | گز تو خردمند شود همنشین
چند چو آتشکده آهنگران | دود و شرارے دہی از ہر کران
باش چو عطار که پہلوے او | جامه معطر شود از بوے او
آدمی از خوے نکو خوش بود | خس همه جا درخورِ آتش بود
همنفسانے که دریں عالم اند | بیشترے محرمِ صحبت کم اند
تا توئی از روے تو باشند شاد | چون تو شدی پیش نیارند یاد
دوستی از هر که گمانت بود | چون نگری دشمنِ جانت بود
یار نکو هست چو تیغے بہ مشت | دوست چو آئینه ندا دست پشت
تیغ دو روے ست چو بینی گهر | آئینه از پیش دگر پس دگر
مشرق و مغرب همه پر همدم ست | لیک از آن گونه که باید کم ست

نا عمر چرا در ره   نا نباخت   نا درد   نا بود   نه شوی

شیشهٔ سبز ار چه زمرد وش ست — لیک آن[ن۱] زو به پس که گوهر کش ست
هر که سلامے کندت یار نیست — هر صدفے را در شهوار نیست
چون نتوان یافت درین روزگار — یار که آن را بتوان گفت یار
تا فلک از پرده دغاے نباخت — اهل ز نا اهل بباید[ن۲] شناخت
کن ز سگ و بوزنه[ن۳] ایوان تهی — تا ز شتر گربهٔ عالم رهی
سفله ز دشمن بتر ست اے عزیز — کو نبود با دل خود راست نیز
شوخی ناداشت[ن۴] ز جلاد بیش — کو تن غیرے برد این ران خویش
یار دردل تیره بردن نه زیاد[ن۵] — گر همه لاله ست روان کن بباد[ن۶]
زاغ دلان را قفس شوم ده — مغز علیوا ز و سر بوم ده
یار کژ البته بود کژ نشان — خواه تو بر چشم چو[ن۷] ابرو نشان
مردمی از کس مطلب بیش و کم — گر مثل قرة عین ست هم[ن۸]
نفس تو هم با تو موافق کم ست — دیده دو رنگ ست و[ن۹] سیه دل هم ست
چشم کز مردمیت هست امید — نور سیه دارد و ظلمت سپید
نز سر و گوش آدمیت آدمی — دیو بود مردم بے مردمی
کرسی و تخت ست بقوت درخت — کنده بود نا شده کرسی و تخت

ن۱ ازاں ن۲ نباید ن۳ سگ بوزنه ن۴ ناداشت علاوه اور معنوں کے چھری مار فقیر کو بھی کہتے ہیں ن۵ پر زیاد ن۶ زیاد ن۷ بر ن۸ وهم ن۹ دو رنگست و

آدمی از مردمیِ مردم ست　　عود که بویش نبود هیزم ست

لطف که با روئے ترش کرد یار　　بر دلِ یاران نبود خوشگوار

سرکه که با آب درآمیخت ناب　　نے مزهٔ سرکه و نے ذوقِ آب

فاقه به از تلخ بود میزباں　　کور به از خفته بود پاسباں

کس به تکلف نشود دوست روے　　تا به طبیعت نبود[۱] دوست جوے

عکس تو کائینه پذیرد درست　　کے چو تو هست ارچه بصورت چو تست

ز اهلِ صفا دامنِ تر را چه تاب　　آب ملوث نتواں شست از آب

گرچه که رخشنده تر آبے بود　　چونکه بود تیره خلابے بود

گر شمری دوست کسے را شمار　　کو بود اندر غم و شادیت یار

دوست که در شادی و غم نیست دوست　　زو چه شوی شاد غمِ خود هم اوست[۲]

یار چه در کار نباشد غم ست　　کار که بے یار برآید کم ست

یارِ غرض جوے فراواں بود　　آنکه کشد بارِ تو یار آں بود

عزت باز ست ز بهرِ شکار　　ورنه همه مرغ بود طعمه خوار

آنکه بر لب زده مهرِ سکوت　　می نکند[۳] هیچ سخن جز که قوت

ن۱ نشود　　ن۲ شاد که غم خود هم وست

ن۳ هیچ سخن سپے نه فتد

گرمی خون جوید پیوندِ جان | کارِ تن آید همه پیوندِ نان

دیدهٔ بد دور ازان ارجمند | کو شود اندر سرِ یاران سپند

دل که به پیوند نکو شد بدوز | یار که دل سوز نباشد بسوز

خاطرِ بے سوز بود پر خراش | مردمِ پر سوز بود مهر پاش

یار چنان باش که نامت برند | نے که سلامت بسلامت برند

ترک جفا کن که چو شیرین بود | نام تو دیباچهٔ تحسین بود

میلِ کسے کن که عطائی درست | نے گلِ رنگین که نمائے درست

آئینه آن به که ز آهن کنند | زر نشود گرچه که روشن کنند

میل تو هر سو که به پیوند تاخت | آدمی از دیو بباید شناخت

دون که شکم سیر ز نانت کند | بهر جوے قصد بجانت کند

سفله نخواهد دگرے را بکام | خس نگزارد مگسے را بجام

حاسدِ پر فتنه بباز زندگی | مکرمِ والا بنواز زندگی

دستِ تبرزن تبر انداز سخت | سایه کنان بر سرِ درویش درخت

سوزشِ گل جسته گلابی ز بو | گل بر خسش خنده زن و تازه رو

گنده نمک را چو نخوانی نخوان | پیشتر از نان خورد افسونیان

---

۱ کاغذین آمد ۲ پر سوز بود ۳ دیباچه نفرین ۴ کس نگذرد
۵ نباز زندگی ۶ بر سرِ روش ۷ چو نشانی

تو دهی او را قدحی خوشگوار — او زمی و مجلس تو در خمار
تو نهیش سینه بطا در دهن — او نه خورد جز جگر خویشتن
وه که شرابی بصفا چون خورد — آنکه شرابش دهی از خون خورد
می که حرام ست و بالت بود — چون نمکت خورد حلالت بود
دامن ازان گنده نمک در نورد — کو نمکت گنده کند گاه خورد
در فلک از کشمکش اختران — پایه بلندت ده از همسران ق
پس مچه از پیش نشینان خویش — روی مگردان ز قریبان خویش
تخم تکبر مفشان سینه را — پشت مده صحبت دیرینه را
میل بهم صحبت درویش کن — پرسش او از دگران بیش کن
وانکه بود نقد مرادش بدست — پرسش او خود بکند هر که هست
چشم برو نه که مرادیش نیست — وز همه سو چشم تماشا دلیش نیست
آهوی صحرا که خور از خویش داد — مغز نشسته پوست بدرویش داد
غوق درم ماهی دریا تمام — لقمهٔ بی خار نبخشد بکام
وای بر آن مدبر ناقص عیار — کو که اقبال نه بیند بیار
قامت صندل چو برآید بلند — صد شجر از بوی کند بهره مند

ن۱ او ن۲ شود ن۳ شود ن۴ نخز ن۵ ازدگران پرسش او

ن۶ آنکه ن۷ به بخشند ن۸ شود

بید بود کو چو کشد سر به میغ ... سایه نشین راز ندا ز برگ تیغ
تا نت متاعے بتہ[۱] بار ہست ... رخت بروں نہ کہ خریدار ہست
خود بدہ آں مایہ کہ داری بیار ... ورنہ ہمی خود ببرد روزگار
کوش کہ چوں داد خدایت بسے ... برخورد از یافتۂ تو کسے
چشمۂ حیواں کہ پس پردہ ماند ... زہر ہلاک ست چو نا خوردہ ماند
دولت آں سر کہ چو[۲] شد بختیار ... بر سر بے بخت فشاند نثار
لیکن ازانجا کہ دل مردم ست ... گرچہ جہانے ست بنانے گم ست
کیست کزیں دائرۂ لاجورد ... دستگہی یافت کہ پا کم نہ کرد
باد تکبر چو شود سر گرائے ... شمۂ خلقے نہ گزارد بجائے
نکہت مردار بہ مغز کلاغ ... راحت مغز آمد و روح دماغ
بوے گل و لالہ خبزدوک[۳] را ... در سر و در مغز خلد دوک را
سوختۂ محنت اگر ہست دوست ... پلیہ[۴]ٔ[۵] شود یافت چو چربی بپوست
آتش سوزندہ چو در تن رسد ... پلیہ[۶] شود پوست چو روغن رسد
ہر کہ در افتاد بسیلاب سیم ... بر قدم خویش نماند سلیم
کوری من کز فلک آید بہ بیش ... چند خساں دیدم و در چشم خویش

---

[۱] بتہ یار [۲] چو بود خبزدوک۔ وہ جانور جو غلاظت کی گولی بنا کر پچھلے پیروں سے لڑھکاتا ہوا لیجاتا ہے ۱۲ [۳] خرد [۴] پیہ [۵] پیہ دو رنگ۔ بلق ۱۲ [۶] پیہ

کاں ہمہ بودند بہ پہلوے من
ریزہ خورِ من چو سگِ کوے من

چوں سرِ شاں یافت ز رفعت کلاہ
پیش نہ کردند بسویم نگاہ

من ہم ازانجا کہ عیارِ من ست
میل بہر سفلہ نہ کارِ[1] من ست

آنکہ علیکم نہ[2] بگوید تمام
بہ کہ سلامش نہ کنی والسلام

کوہ کہ سنگ ست سخن کم کند
گر تو سلامش کنی او ہم کند

آنکہ نگوید بسلامت جواب
سنگ بہ از وے بطریقِ صواب

مردمی آں را کہ نزاید عطاست
دیو بود صحبتِ دیواں خطاست

ہر کہ بہ تنگی کند از تو گریز
تو بفراغیش رواں[3] کن کہ خیز

میلِ کسے کن کہ وفایت کند
جاں سپرِ تیرِ بلایت کند

بہرِ چنیں دوست کہ جانی بود
دوستیِ جاں زگرانی[4] بود

جاں کہ ازو بہ بجہاں یار نیست
ہیچ نیرزد چو وفادار نیست

سگ کہ وفائے بریا نیستش
زآدمئے بہ کہ وفا نیستش

یار تواں یافت بگیتی بسے
لیک وفادار نیابی کسے

صحبتِ آں[5] کن کہ بصدق و صفاست
دامنِ او گیر کہ اہلِ وفاست

حکایتِ پیرِ وفادار کہ دامن بہ صحبتِ خار دوخت

ن۱ یار ن۲ بہ بگوید ن۳ دواں ن۴ بگرانی ن۵ اوکن

واز زخمِ زبان و سرِ سوزن خله نگرد

راه نوردے ز بزرگانِ راه   در طرفِ دشت شد از خانقاه[ن۱]

از اثرِ سجده غبارے بسر   وز مے دوشینه خمارے بسر

چوں بخرامش پے کارے گرفت   دامنش اندر سرِ خارے گرفت

او نشد باز بعزمِ طواف   دامن ازاں سوزنِ دامن شگاف

زانوے تعظیم زد اندر زمین   گشت ہم زانوے[ن۲] خود ہمنشیں

گفت که با من سرِ کاریش ہست   ورنه بدامانِ من او را چه دست

آنکه کشد دامنم از بہرِ ننگ[ن۳]   من دہمش گوے گریبان بچنگ

از پسِ[ن۴] یک سال که آں خار بن   خاک شد از گردشِ چرخ کہن

خاست نشیننده صحبت شناس   گفت که بے نقد چه داریم پاس

اے که امیدت بوفا آزمود   ترکِ وفا بیں که زسوے که بود

صحبتِ تو داد چو دستوریم   ہم تو ده انصاف بمعذوریم

ہرکه ازیں پایه وفایش کم ست   آں نه وفا بلکه فریبِ دم ست

آنکه در آفاق وفا یارِ اوست   ہرکه در آفاق وفادارِ اوست

خسروِ من سوے وفا کن خرام   تات شود ترکِ وفا پیشه نام

ن۱ جلوه گاه   ن۲ زانویش ـ زانوے او   ن۳ تنگ   ن۴ پے

مقالهٔ دهم در حرمت و رحمت ذوی الارحام و فضیلت وصلت ایشان بغیر استخدام و طلب جمال و جاهت بشعار محاسن رجال و ترک توجه بخاله و خال

هر که نسب شد ز خلف روشنش | دولت و بخت ست که زاد از تنش
یک خلف ار در نسبی سر کشد | بر سر صد هیچکس افسر کشد
بی خط صد صفر نیاید بکار | یک خط و صد صفر بود بی شمار
مرد زند از خلفان بانگ کوس | تاج خروس ست ز خون خروس
زاده که او صاحب پیشانی ست | در همه جا عزتش ارزانی ست
مهره که افتاد برون از سری | بست ببازوش دگر سروری
یک شب روشن ز بسی سال به | یک بر شیرین ز دو صد تلخ به
سگ بچه پیش آرد و شیر اندکی | آن ز یکی ده بود این ده یکی
تیره بود دودهٔ دامن تران | نور بود زادهٔ نیک اختران
دود ز نم دوده چو از روغن ست | دیده ازان تیره وزین روشن ست
آنکه ز آبا روش تنگ یافت | در روش خویش همان رنگ یافت

ن۱ شد خلف ن۲ در شمار ن۳ بسی ن۴ ز یکی صد بود این صد یکی ن۵ ازین ـ ن۶ وزان

کوزه که نبود ره نولش[1] فراخ — زو نجهد جز نمِ باریک شاخ
بوی مراد از تنِ رنگین مجوی — رنگ دهد کاسهٔ لاله نه بوی
زو چه توان خورد که گاهِ نوید — کاسه سیاه دارد و مطبخ سپید
خلق دعاگو ز پئے فائده است — جای لاابالی پس از مائده است
کم بود از چرب زبانان فراغ — دیگ کجا پخته شود بر چراغ
آنکه گشاد است بکار اندرش — بانگ درایست صریر[2] درش
آنکه صلایش دمادم بود — نقد ذخیره تهیش کم بود
دمدمهٔ دیگ دمادم صلاست — زمزمهٔ چاه بزمزم صداست
گندم و جو را که صفت نان دهی است — خوشهٔ پر بر سر شاخ[3] تهی است
از پدر مرده ملاف ای جوان — گر نه سگی چون خوشی از استخوان
گر پدرت داشت کمالی بزیست — آن حقِ او بود ز آنِ تو چیست
از هنرِ خویش گشا سینه را — مایه مکن نسبتِ دیرینه را
در تو دمی نیست چو زان مشکناب — بد بود الحاقِ خطا بر صواب
بیخرد آن را ز نجیبان چه ناز — خر چه کند با شتران پا دراز
نیست همه نسلِ کریمان عزیز — تخم خیار است سبی تلخ نیز
زشت بود سفله بجای بلند — کاسهٔ خالی و صدای بلند

---

[1] نُول بضم نون نائزه مشربه بهندی ٹونٹی گویند۔ نوله هم خوانند شاعری گوید ع
آب از نولهٔ کوزه مخور ۱۲ [2] سریر [3] خوان

جاے بلند است نباید نشست — چوں ز تو بے برگ شود زیر دست
ہیچ نخیزد ز بلندی شاخ — برگِ گشن[1] سایہ فشاند فراخ
خویشِ تو خود را چو بود بیش خواہ — خیز کہ خود خواہ نشد خویش خواہ
خازنِ بے عاقبتاں شد دہاں — بوزنہ کاں است گلو توشہ داں
گشت دو مد برچو بخویشی یکے — خانہ پُر از دبار[2] شود بے تنکے
بہرِ عروسک چو شود[3] بوم شاہ — جز دہ ویرانش جہازے[4] مخواہ
ہیچکس از سایہ کند لاشے ست — سایۂ مو[5] دافع گرما کے ست
زر چو فزوں ست گرہ تنگ[6] چیست — سر چو بزرگ ست کلہ تنگ چیست
یا بزہ[7] افزاے کلاہے کہ تنگ — یا سرِ خود خرد کن[8] از زخم سنگ
زہ طلب اوّل کلہ آنگاہ خواہ — بے زہ تقویم کہن داں کلاہ
نے غلطم زر کہ دہی بہرِ زہ — قیمتِ زہ[9] شد نہ عطاے فزہ[10]
شہرہ مکن ہرچہ بخویشاں دہی — درکفِ تست آنچہ بریشاں[11] دہی
ہر کہ دمے شہرگی اندیشہ کرد — زانچہ شود شہرہ ہماں پیشہ کرد
سفلہ کہ دانگے بہ فقیر آورد — شش جہت از وے بہ نفیر آورد

---

[1] گشن و گشن دونوں مترادف ہیں اس کے معنی بہتات۔ کثرت انبوہ کے ہیں ۱۲
[2] ازنار   [3] بود   [4] جہاز کے معنی سامان اور اسباب و رخت کے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ ۱۲   [5] خس
[6] سنگ   [7] زہ مغزی۔ گوٹ ۱۲   [8] تنگ   [9] زر   [10] زیادہ۔ افزوں
[11] بدیشاں

ایکہ بصد عربدہ بانگے زنی — شش نتوان باختن چو دانگے زنی
عرف بخواہی سے علمے برگیر — نیست الف لام در اسم ضمیر[1]
گر تو شوی از ہمہ خویشاں بزرگ — در ہمہ خویش شباں شو نہ گرگ
پا بہ بر خویش ز حد بیش نہ — منت بر خویش نہ بر خویش نہ
سیم پدر بر رخ مادر مزن — بوسہ بپائش زن و بر سر مزن
گر ہمہ شہد است بدہاں آوری — زہر بود چوں بزباں آوری
آنکہ سر انجام زنی نشترش — بہ کہ ز آول[2] ندہی نشترش
آنکہ سر ناخن[3] آزار جست — سر بزنش[4] گر ہمہ شد زیر دست
ناخن از انگشت چو برتر شود — بابت انداختن سر شود
خصم بصد دست گر افسوں کند — ناخن از انگشت جدا چوں کند
قرۂ علیت چو شد آزار جوے — گریہ کناں دست خود از وے بشو
موے زیادت چو بر آید ز چشم — گریۂ بسیار کشاید ز چشم
ہست عصا در خور کوراں[5] مشت — کوردلاں راست سزا اوّل[1] پشت
رگ کہ بود گرہ بکشیدن سزاست — رشتۂ پیچاں بکشش گشت راست

لہ شہرت کے لئے نام پیدا کرنا اچھا نہیں دیکھو اسم ضمیر کو الف لام کی حاجت نہیں خود معرفہ ہے اس کے علاوہ بقاعدہ معمی برگیر کے لفظ سے لفظ علمی پیدا ہوتا ہے اس کی تحلیل کی جائے تو بر۔م۔گیر۔ بر کا ترجمہ علے اور بر بغل اور پہلو کو بھی کہتے ہیں اب یہاں حرف میم باشارہ گیر بڑھا دو علمی ہوگیا ۱۲ نہ ۲ ہم نہ ۳ ناخن نہ ۴ بزنش نہ ۵ کوراں

گر شرفے در رگِ نیکم ز تست | ہر کہ بجز تست دعاگوے تست
عرق بہاکی[۱] بدعا ضم شود | رشتہ بتعویذ مکرم شود
دیر زید گشت چو شیریں کسے | آبخورد شربتِ شیریں بسے
بادمنی با پدرِ خویش چند | کز سرِ اجلیل برونت فگند
ایکہ[۲] تنت پارۂ از جانِ اوست | قطرۂ از چشمۂ حیوانِ اوست
او چو ندارد ز تنت جاں دریغ | وائے کہ چوں داری ازو ناں دریغ
نطفہ کزو کامِ رحم تر شود | جانور از رحمتِ مادر شود
قطرۂ آبے ست کہ از تف و تاب | دانۂ نارے کندش آفتاب
یک شبہ رنج[۳] از تو کہ مادر کشید | باد و جہانش نتواں برکشید
یکشبۂ را کہ دو عالم بہاست | کم زند آنکو گہرش کم بہاست
زو کہ بشیریت فتوت بود | خونش خورانی چہ مروت بود
سوخت ز تو مادرِ فرتوت پیر | آنکہ بہشتِ تو شد از جوے[۴] شیر
وعدۂ دوزخ چو بہ یخ بر نوشت | دوزخی آتش زند اندر بہشت
لاجرم آتش چو زند شعلہ تند | خس نکند تیزی دندانش کند
تا تو نخستی دلِ آباے خویش | پیشِ تو نامد بد از ابناے خویش
گر ز تو چشمِ پدرت دید خار | از پسرِ خویش ہماں چشم دار

---

[۱] زپاکی   [۲] آنکہ   [۳] آں رنج   [۴] تو نشد جوے شیر

گر[۱] تو بہی خونِ تو بدرگ چراست | ورنہ سگی زادۂ تو سگ چراست

نیش و جراحت[۲] نہ ز مردم دمد[۳] | از دمِ مار و دمِ کژدم دمد

چوں تو بدی گر ز تو زاید[۴] بتر | خونِ جگر گوشہ بہ تہمت مخور

گر بچہ خود بخورد گرزہ[۵] مار | بچۂ افعی نشود بچہ خوار

میوہ کہ در نشترِ سختش توئی | خار ز خود خور کہ در خلش توئی

خوں کہ بتن چشمۂ حیوانِ ماست | گشت چو فاسد خللِ جانِ ماست

شو ادب آموز پسر[۷] را ز پیش | کو چو قوی شد نتوانیش بیش

چرب کنی[۸] شانہ تو را ز باں | موز گستن نہ فتد در زیاں

زادۂ بد در مکن و کن مکش | ناخنہ از دیدہ بناخن مکش

زانکہ بداں گفت پدر نشنود | ق | خیز سخنِ خویش دگر نشنود

ایں ز حدیثِ پدر اندر خروش | آں[۹] ہمہ تن بر لبِ فرزند گوش

زادہ اگر خود ہمہ خاکستر است | سرمۂ چشمِ پدر [illegible] درست

خرس چو در خندہ کشاید دہاں | بوسہ بر لب کہ [illegible]

گرچہ پسر دیدہ پر از خوں کند | مردمش از خانہ برد [illegible]

درد کشد گرچہ کہ از دیدہ مرد | دیدہ کشیدن نتواں [illegible]

ن۱ چوں ن۲ نیش جراحت ن۳ بود ن۴ زتو آید ن۵ گرزہ بڑے [illegible] زہریلی قسم کا سانپ ہے ۱۲ ن۷ پسر ہم ۸ یعنی نئی کنگھی کو تیل لگا لینا چا[illegible] کھسوٹے گا ۱۲ ن۹ او ن۱۰ جزمیاں

چون همه مردم ز دو دیده خوش اند	رنج بدو دیده به ز دو دیده کشند

دوری ازین میوه گرانی بود	میوهٔ دل میوهٔ جانی بود

پرورشِ زادهٔ دشوار زیست	آنکه نه زاد او ست چه داند که چیست

سهل نماید بر استر زنان	محنتِ زاییدنِ آبستنان

گیرکه مادر کند از بهرِ خویش ق	پرورش زاده بامید بیش

چیست صدف راکه ز جانِ دو نیم	پرورد اندر دل دُرِ یتیم

دست قضا کین همه با هم نهاد	از پی آبادی عالم نهاد

گر نه دو آتش زده در خوی شدی	دهر پر از جانوران کی شدی

زاده که شد جانور از تو به پوست	دشمن جانی ست چو بینی نه دوست

آدمی از سینهٔ مفتونِ خویش	دشمنِ خود پرورد از خونِ خویش

گشت چو فرزندِ بد آماده خوار	جان طلبی زان پسِ آماده دار

سفره ربا شد چو سگِ خانگی	طعمه برد بی حق پروانگی

حاضر مرگ تو و پر کرده دیگ	[illegible] پزد از تو علفِ مرده ریگ

لقمه چو بی غم بدهانش نهی	لقمه شدی کی ز دهانش تهی

خام خورد پختهٔ مادر مدام	پخته که آن خورد دهنش خوی خام

ن۱ بدو   ن۲ ز دو   ن۳ بهر   ن۴ مر آدمی   ن۵ بر   ن۶ مرده ریگ یعنی مرده کی میراث مرده کا اثاثه۱۲   ن۷ تهی   ن۸ کو

رنج کش طفل شکیبا بود | پرورش ناز نه زیبا بود
بچۂ طاؤس چو از بیضه جست | دانه خورد جست ز[1] بالا و پست
بچه که کنجشک و کبوتر کشد | لرزه کناں دانه ز مادر کشد
صید هماں به که بشستِ[2] خود ست | راحت مرد از کفِ دستِ خود ست
خواجه مبادا که به پیرانه سر | بنده فرزند شود بهرِ خور
ده[4] پسر از یک پدر آسوده گشت | یک پدر از صد[3] پسر افتد بدشت
ناخلفے را که بود شوم چهر | بر پدر و مادر و خویشاں چه مهر
سگ چو گهِ خشم فغاں برکشد | لقمه ز دندانِ برادر کشد

حکایتِ مردِ برادر کش که قصدِ خونِ برادرِ خود کرد و گردن به تیغ داد تا گردنش زدند و خونِ خصمِ او در گردنش کردند

از پئے میراث یکے خشمناک | ریخت یکیں خونِ برادر بخاک
تیغ بخوں شسته رهنماے دشت | پیش درِ میرِ ولایت گذشت
دید دو برناے چو سرو بلند | یافته[5] ز آسیب[6] گناهے گزند
تیغ برآورده سیاست گرے | تا بهر آسیب رباید سرے
کرد یکے از جگر مهر زاے | روے بسیاف که بهرِ خداے

ز۱ خود جست ز۲ بدست ز۳ صد ز۴ ده ز۵ یافت ز۶ آشوب

گردن من زن قدرے پیشتر | کو زید از من قدرے بیشتر
وان دگرش گفت کہ بفگن سرم | تا مرم و مردنِ او ننگرم
ہر یک ازیں گونہ دراں دستبرد | جاں ز پئے دگرے می سپرد
مردِ سیاست گرِ شمشیر گیر | ماند دراں حال تحیر پذیر
گفت چہ خویشی ست شمارا بہم | ویں چہ طریق ست شما را بہم
ہر دو نمودند کہ یاریم و بس | ویں دم یاری ست در آخر نفس
کرد برادرگش نظارگی | بر جگر یارانِ ستمگارگی
گفت بسیاف کہ شمشیر کار | از سر شاں بگذر و بر من گذار
دوست دہد جانِ خود از بہر دوست | من بکشم جانِ برادر ز پوست
ہر کہ بدیں گونہ فتد در وبال | عیش حرامش بود و خون حلال
واں شغبے کاں دو سہ تن ساختند | قصہ بگوشِ ملک انداختند
داد ملک آں دو جواں را خلاص | کرد بعدل ایں دگرے را قصاص
مرد کہ با خونِ خود آرد دست | چوں نگری دشمنِ جانِ خود ست
خسرو از اہل رحم ایں مجو | قطع رحم را رحم اللہ مگو

مقالۂ یازدہم در مفاتحِ فیضِ اماثل از مال و فیضِ اماثل از آمال

ن۱ آں ن۲ دگرے ن۳ دم ن۴ زن ن۵ ست ن۶ یاریست ن۷ بہ
ن۸ ایں ن۹ او را بدست ن۱۰ آنرا

فتح باب بروشانی که قطره قطره گرد کنند و دریا دریا برکران ریزند و لب تر نکنند و ماجرای بی آبی که اگر قطره از دست ایشان بچکد چشمهای سائل را از کاوکاو بکنند

تجربه کردم بهرا[۱] اندیشهٔ — به ز سخا[۲] نیست دگر پیشهٔ

سیم که اندر کف مردم دهند[۴] — آخر ازان به که بجا کش نهند[۳]

زر نبود چون بمغاک اندرست — خاک بود هرچه بخاک اندرست

هرچه نخوردی و نهادی چو مور — خاک خورد روزی تو[۵] خاک گور

خاص ز بهر کرم آمد درم — بین گز ر قافیه[۶] اینک کرم

جانوری کو بجز از مردمست — در علف یک شکم خود گم است

آدمی است آنکه ز نیروی کار — پر کند[۷] او صد شکم و صد هزار

حال چو این است پس آدمی است — کو دگران را سبب بی غمی است

آنکه ز دادن کف بخشنده بست — کی زند از خوشدلی انگشت دست

مشت چو شد بسته[۸] ز ناچیز و چیز — دست نیاری زد و انگشت نیز

مرد نبردی کف والا نه بست — گر[۹] نفس دی کف دریا نه بست

ن۱ زبراندیشهٔ ن۲ نیست نکوتر ز سخا پیشهٔ ن۳ نهند ن۴ دهند ن۵ سنگ
ن۶ گزر باقیش ن۷ بر کند و صد شکم ن۸ بسته ناچیز ن۹ گر

بسته بود پنجهٔ اهلِ جذام — گرچه بریزد نگشاید تمام
راد[ن۱] چو کف بست گدا[ن۲] پیشی ست — بندِ قلم موجبِ درویشی ست
بسته نخواهد گرهِ خود قلم — شد بجوانمردی ازین در علم
گرچه گشائی گرهِ مرد و زن — به که نه بندی گرهِ خویشتن
خامه[ن۳] تراش ست بهر جا سرے — زانکه تراشد بسوے دیگرے
تیرگراں راست[ن۴] ببازار نام — زانکه تراشند سوے خود مدام
تیشه که یکسر سوے خود رانیش — خنده زند ارّه بدندانیش
ارّه صفت قسمتے و راست باش — نے همه چوں تیشه سوے خود تراش
لطف بجاے ست که ددری بود — بر زن و فرزند ضروری بود
کیست کریم آنکه بمسکیں دهد — نز پئے شهرت[ن۵] ز پئے دیں دهد
هرچه توانگر بتوانا فگند — وانکه[ن۶] گهر باز بدریا فگند
آنکه دهد پُر بپُر و کم بکم — زاهلِ نفاق ست نه زاهلِ کرم
گر توئی از راهِ کرم زرفشاں — پُر بگدا کم بتوانگر رساں
خاک بر ابرے که ز کشتن نه آب — رفت بدریا و فرو ریخت آب
هرچه بنسبت نه فشاند کسے — بخل ز اسراف نکوتر بسے
گرچه عطا در همه جا دلکش ست — هرچه بهنجار بود آں خوش ست

ن۱ زاده ن۲ گدا بیشی ن۳ نامه ن۴ گراست ن۵ شهوت ن۶ زانکه

دیده که از سرمه دلیلش دهند | سرمه نه از چمچه بمیلش دهند
دادنِ مکرم شرفے شد بلند | دادنِ مسرف بزه[1] درشیخند
آنکه دو یم جامه ندارد بپوست[2] | بیخردست ار دهد آنرا بدوست
شقه که بخشید ببر[3] ما فقیر | رحم مکن گر ببرد گو بمیر
صحنِ جهان[4] شد چو خرابی نشان | باغ بود برهنه و زر[5] فشان
آنکه توانگر بزرست و منال | گر همه بدهد بود اسرافِ مال
از دو یکے چشم کرم[6] راست نور | وز سه یکے قسمت[7] خیر الامور
پردلی آن به که بطاقت بود | پردلی از وام حماقت بود
حکم سخا نیست[8] به بسیار چیز | از درمے دانگ و ز دانگے پشیز
کیست[9] سخی آنکه روانت[10] دهد | هرچه دهد هم بزبانت دهد
کس نه روش زآب روان تر کند | کانچه بیابد[11] همه را تر کند
آنکه به بخشش دهد[12] از باده روے | وام ستان باشد و بد[13] ده بجوے
وانکه گرش خنده زنی[14] جاے هست | بخشش دیوانه و طفل مست
بے خرد[15] اند این همه هست بد | گر همه خود خیر کند[16] بے خرد
اینکه سخاوت همه درمے کنی | واے[17] اگر مے نخوری کے کنی

---

[1] بزه. گناه [2] بپوست [3] ببردے [4] چمن [5] خس نشان [6] گرد نشست
[7] قیمت [8] ز [9] کیست چو از دانگ دوانت دهد [10] باید [11] نهد
[12] بدره [13] بیجاے [14] بے خرداں [15] در [16] ده که

زشت بود مستِ در اسرافِ زر — می بجوانمردی و او بی خبر

جود نه از بیّری مال ست وبس — قسمتی از قدرِ منال ست وبس

نیست تقاضای جوانمرد جنگ — شاخ چو پخته است چه حاجت به سنگ

پیل خورد چون علفِ شه برد — بس کند بهرهٔ گنجشک مرد

شیر که بخشش همه خندان دهد — قوتِ کلاغ از بنِ دندان دهد

عربدهٔ سفله که احسانش نیست — غلغلِ ابریست که بارانش نیست

عشوهٔ زرّاق بگنجینه در — عکسِ درم هاست بآئینه در

برگذر از حنظلِ عشوه فروش — کو فگند لقمه لب را بگوش

خواجه که لوزینه بگوشش آیدش — کی بدهان لذتِ نوش آیدش

دانکه شد از عشوه دهان عشوه خر — چون بطِ کور است بگولاب[1] در

کس نکند مایهٔ مدخل تراش — جز ملکِ شحنه بخشم و خراش

تا نخورد تیشهٔ[2] پولاد سنگ — کی نکند زر ز جگرگاهِ تنگ

آن که بدادن دلِ تنگش بود — تنگ دهد [illegible] بجنگش بود[3]

کوزه که باریک بود بابِ وی[4] — زد همه باریک[illegible] آبِ وی[5]

دادنِ مدخل که نباشد بسی — میل نباشد که بذیرد کسی

شیشهٔ گلابی که چکاند نه بس — هم بدو سه قطره بگویند بس

---

(۱) بگور آب (۲) آهن (۳) دهد (۴) تول (۵) وے

دستِ جوان مرد بود گنج بار | دستِ نگون هیچ نگیرد قرار
دست ستان ست ستاننده را | دست نگون ست رساننده را
یعنی اگر تو[1] دهی از کف درست | سجده کند دست به پیشت نخست[2]
سر ننهاد از دامن پر آدمی | پله چو پر گشت ببوسد زمین
پیشِ فشاننده که ریزد برون | گرد چیننده ضرورت نگون
گرم روی کن که بر آئی بلند | کز خنکی در زمین افتی نژند
شعله کند سر سوے بالا ز خاک | قطره نگونسار فتد در مغاک
یا به ده آنچت دهد اختر فراز[3] | یا مستان هرچه ستانند باز
منزلِ مهمان نبود هر درے | بارِ عزیزان نکشد هر سرے[4]
خس که کند پرسشِ گرمت مگیر | کآتشِ خاشاک بود زود میر
بوم به شب طعمه خورد دزد وار | باز رود طبل زنان در شکار
مرد دلیر ارچه ز خون گاه سیر | سرخ کند روے خود و روے غیر
کارِ جوانمرد نه رخ زردی ست | مردی در زیر جوانمردی ست
دور بود سفله ز جود و عطا | همچو خسے از غرق و از شنا
می طلبی از فلکِ شیشه گون | کاسه ستان دار و صراحی نگون
سوخته شاخے که ندارد نمے | ریخته دستے که ندارد[5] دمے

---

[1] می [2] سجده کند پیش تو دستِ نخست [3] براز [4] خرے [5] نریزد

هر چه که امروز توانگر دهد   روز دگر عاقبتش بر دهد

قطرهٔ باران که بصحرا گم است   چون برسد وقت جو و گندم است

هر چه دهی مزد طلب کن نه نام   نام خود افتد بلب خاص و عام

باش درختی که برآرد ز شاخ   سایهٔ خود از برگ بهائی فراخ

نام سخی برشد و پرواز کرد   زانکه ز خود سنگ زر باز کرد

نام بخیلان بزمین ماند پست   زانکه زدش سنگ گران هر که هست

هر چه کرم بهر خدا گستری   مزد بری نام نکو بر سری

وانچه بنامی کنی از خویش در   حاصل نام تو چه باشد غرور

زر ز پی نام نه بخشد کریم   نام ستان هیچ ستاند بسیم

سائل اگر چه بفریب و فسون   دم دهد و مال ستاند ز دول

از خرد آنکس که توانگر بود   زر دهد و نام خرد خر بود

آنکه دمت داد مسیح است اگر   مرده نه ای هیچ دمش را مخر

لیک چو درویش نفس راند و بس   عیسی جان دانش و بستان نفس

وانچه دهی چونکه دهنده خداست   منت بیهوده نهادن خطاست

وانکه متاعیش بمنت دهی   اجرت باریست که بروی نهی

بار که مزدور چو پیلی برد   یک من و یک دانگ بمیلی برد

ن۱ خود   ن۲ بچندان   ن۳ کز زمین   ن۴ باد   ن۵ باز   ن۶ زانند   ن۷ وانچه که بدهی چو

دانگ تو چون کوه بگردن نهد | تاب که آرد که بدان تن نهد
هرچه دهی مے دہ و منت منه | زانچه پشیمان شوی آن خورده
پیشتر از داد کن اندیشه یاد | تا نشوی بیش پشیمان ز داد
کار که اندیشه کنی پیش ازان | هیچ پشیمان نشوی بیش ازان
هرچه که نتوانی ازان خواستن | زشت بود دادن و واخواستن
کس ز زمین باز نه لیسد لعاب | قطره کے از خاک رود بر سحاب
طفل بود کز خرد ناتوان | هرچه دهد باز ستاند روان
نیست درین وقت خود آن آدمی | کو برساند بدلے خرمی
محترمانند درین روزگار | تنگ دل و ظالم و افسوس خوار
گاه سخا از پئے نان زبون | کبر نگنجد بدو عالم درون
دانهٔ شان مرغ ندارد امید | کاسهٔ شان نے سیه و نے سپید
نقش درم شان ز تمنائے دل | مقلهٔ دیده است و سویدائے دل
گرچه خدا شان زر و نعمت سپرد | دولت شان داد و گدائی نبرد
پاک روانی که در دل زدند | خطها بر همه حاصل زنند
چون دل پاک از کرم آراستند | مال چه باشد که زجان خاستند

---

۱ کند ۲ تاب که دارد که بران تن کند ۳ او ۴ نه ۵ دیر
۶ سودا

حکایتِ جوانمردانِ تشنه که شربتِ آبِ زندگانی را
فدای یک دیگر کردند و خود با خشک جانی خشک
آوردند و خشک گشتند

کعبه روی چند بگرمای تیز — تشنه بماندند بدشتِ حجیز
چون بقدم طاقتِ گامی نماند — ق — خون بجز جرعه بجای نماند
بر تلِ تفسیده قفای زدند — زانده مردن سر و پا میزدند
دودِ اجل خاست ز هر بندِ شان — بیخودی از پای در افگندشان
ناگه از اطرافِ بیابان و دشت — ناقه سواری سوی ایشان گذشت
سوزشِ شان دید درونش بسوخت — ز آتشِ هر سوخته خونش بسوخت
گریه کنان آمد از اشتر فرود — بر سرِ هر تشنه روان کرد رود
شربتی از مطهره در طاس ریخت — زانچه خضر در لبِ الیاس ریخت
پیش یکی برد که این رابگیر — چشمهٔ حیوان خور و تشنه ممیر
او طرفی کرد اشارت بیا — کوست ز من تشنه‌تر او را سپا
چون سوی آن برد چنان کوثری — کرد روان او بسوی دیگری
جست چنان هر یک از ایثارِ خویش — مرگِ خود و زندگیِ یارِ خویش

---

(۱) بگرما ـ (۲) برتن ـ (۳) تل ریت کا مسلسل ٹیلہ ۱۲ فرہاد ـ (۴) تا که از اطراف ـ (۵) بر ـ (۶) زندگی از یار

دور چو ساقی ز سر آغاز کرد — چشم حریفاں قدرے باز کرد
مست نخستیں کہ بخورد آں شراب — گشت مزاج از سکر آتش خراب
خواجہ صلا گفت و جوابش نبود — خاک شد آں تشنہ کہ آبش نبود
بر دگراں برد چو آں آبِ سرد — آں ہمہ را نیز نماند آب خورد
آب نزد کاتش شاں مردہ بود — جاں ز میاں رحمت خود بردہ بود
شربتِ خود خورد تف از دل نشاند — وانچہ ز لب خورد ز مژگاں نشاند
ماند بحیرت ز چناں مردیے — کاینست جداگانہ جواں مردیے
ہست جوانمردِ درم صد ہزار — کار چو با جاں فتد آنجاست کار
اے کہ نداری روشِ آں سراں — چند چو خسرو صفتِ دیگراں

مقالۂ دوازدہم در منزلتِ شہیدانِ مغفرت نوش کہ از مقابلہ غزا بشرفِ درجات برآیند و مذلتِ شاہدانِ مقنعہ پوش کہ از مقابلۂ و غا بطرفِ درکات گرایند و شکستن آں زشت گوہرے کہ نرم آہنِ او را از موم روی بتابد و تیغِ گوشتینش سنگ را بشگافد و آب دادنِ آں دریا کہ قطرۂ موجِ او ہمہ وی زمیں را

۱؎ جوابی ۲؎ آبے ۳؎ فشاند

بگیر دوا و بیشِ خویش از حیا پردہ بافند

اے بغزا بستہ کمر بر میاں | بانگ سر[۱] در رہ سود و زیاں
جہدِ تو گر ہست ز بہرِ خدا | با نیت صدق بمیداں درآ
عربدہ و لاف ز سر دور کن | بلکہ ز سر تیزیِ نظر دور کن
تیغِ غضب مردِ نکو را بود | تیغِ زباں لولیِ کو را بود
مردی اگر شور و فغان و دم است | زال ببازار بہمیں رستم است
گر صفے از خصم بجاں آوری | مرد نۂ چوں بزباں آوری
تیغ کہ او جملہ زبان ست و بس | آنچہ کند باز نگوید بکس
بارِی[۲] اگر نیست ادب در تو بیش | ایں ادب آموز ہم از تیغ خویش
تیغ بود[۳] نزد زباں در دریغ | زانکہ نگنجد بنیامے دو تیغ
زاں لبِ سوفار بزہ در خور است | کش ہنر افزوں و زباں[۴] کمتر است
کردہ کہ گویند نباشد بسے | خاصہ کہ ناکردہ بگوید کسے
مرتبہ باز بود بے شکے | زانکہ ز صد کردہ نگوید یکے
نعرہ بیہودہ زند ماکیاں | زاں خورد آلودگیِ خاکیاں
لاف ز پر مغز مجو اے دلیر | باد شکن باشد چربیِ شیر

ز۱ بصر   ز۲ بادی   ز۳ تیغ زباں   ز۴ سخن

بس غزگویا که چو در می نشست | کم نهد خویشتن از پیلِ مست

چوں شود از دو حریف آزمای | پای چو ستانش بلغزد ز جای

شو بگه معرکه شمشیر گیر | کیست که در می نشود دستگیر

مست که در کوچه زند لافِ جنگ | سخرهٔ طفلاں شود از زخمِ سنگ

جلوهٔ بے جنگ بصحرا در رود | هست چو پاکوفتنِ بے سرود

گرچه تنِ مرد بمردی زرست | زینت اسلام ازاں برترست

بیں که نر انگشت بهنگامِ شست | در تهِ انگشتِ شهادت نشست

گاهِ غزا تیغ زنانِ غیور | جاں که کند از تنِ مردانه دور

نے زپے دخل زیادت کنند | کز پےِ اعلاءِ شهادت کنند

لاجرم آں تیغ که بر سر خورند | شربتے از چشمهٔ کوثر خورند

در تهِ ایں خنجر چوں بسید شو | جاں بده و زندهٔ جاوید شو

نامه که شستن نه بدریا تواں | تیغ بیک قطره بشوید رواں

هرچه جز این ست بمیدانِ لاف | مردنِ مردار بود در مصاف

کشته که زخمیش بغارت رسید | غارتی کشته نباشد شهید

پیشِ گروهه زنِ صحرا شتاب | کشته شود ده زغن از یک کباب

غازی رسمی که بغارت رود | هست چو حاجی که تجارت رود

۱؎ زینت اسلام　۲؎ ہیں　۳؎ زبانِ　۴؎ کنند　۵؎ جاں بده زنده

[illegible] — کہ بہ طفیلی بود اندر رہش

آنکہ غزا خوانی و جوئی جزا — گر غرضی ہست نباشد غزا

رہ [illegible] دل غرض آلود ملے — جہدِ خود ست این نہ جہادِ خدائے

تا تنِ غرکہ عبادت گریست — از پئے رعنائی و غارت گریست

جلوہ گرے کو بکند حملہ تند — ہست چو پیکانِ زر اندودہ کند

تیغ کہ دارد بہ علم حرفِ تیز — زنگِ وے از صفحۂ او گو مخیز

زیبِ عروسانہ کنند ار ملوک — تیغ بود آئینۂ نیزہ دوک

مردمی گر زیبِ سر و تن بود — ہر زنِ آراستہ بہمن بود

آنکہ نہ از صدق دلیری کند — ہرچہ آرایشِ شیری کند

زن صفتاں را زرہ و دشنہ چند — زشت بود زن روش و دشنہ بند

مرد نہ بیند مگر اندر خدائے — غرہ ہمہ خودبیں بود و خود نمائے

پُردل اگر ساز ندارد بجنگ — بازو و دستش نہ کم اسبابِ جنگ

گیر کہ تیرش بدو انگشت نیست — تیغ بمشت ار نبود مشت نیست

مرد کہ آہن دل و روئین تن ست — نے زرہش حاجت و نی جوشن ست

تیغ نہ بینی کہ بہنگام کار — برہنہ گردد ز پئے کارزار

بازو از آہن کہ شود صد منے — کار بجو از چپہ بود آہنے

لے [illegible] ٹے عروساں نکند ٹے ہر دل اگر زیب ٹے زرہ در مئی ٹے بس از ٹے رجو ٹے گرچہ

حملہ کند شیر برہنہ دداں | گرگ بجنبد تہ برگستواں
چوں ز پئے رزم خرامی بروں | جوئے سلاحے کہ نیاید زبوں
چوں تو زبونی کنی از ساز خویش | کے نکنی سر ز سر انداز خویش
شاخ گوزن ہست سہ گز تا بنش | شیر یک انگشت و یکے ناخنش
ہست نہنگ آنکہ ز بے جوشنی | بشکند از ماہی با صد منی
باخہ سلاح از دل ترساں کند | زاں سر خجلت بگریباں کند
تا بشکوہ است دل صفدراں | خود نہ زیباست بفرق غراں
ہست بجا تا بسر شاہین شاہ | بر سر کل مرغ نزیبد کلاہ
مادہ دش از سینہ ندارد تواں | نیست بہ پستان زناں استخواں
آنکہ شد از مشعلہ زرد و کبود | خود زرہ و تیغ کبودش چہ شود
در صفت کیں گونہ یک زرد روئے | زرد کند گونہ صد کینہ جوئے
مرد کہ رویش ز غزا گشت زرد | سرخی رو بایدش از غازہ کرد
زرد از آں گردد مرد سلیم | کز تیغ او خوں بگریزد ز بیم
آنکہ ہمہ خونش گریزد ز روئے | او بچہ ساں ایستد آخر بگوئے
مرد تنک زہرہ بجوید ستیز | از تنکی لرزہ کند تیغ تیز

---

۱ زستا بتش ۲ بہ بی ۳ نشکند ۴ تن ۵ خول
۶ غز- بالفتح ڈرپوک بزدل ۱۲ ۷ مخفف کرگدن یعنی گینڈا ۱۲

بازِ بے مرد کہ در جاے جنگ — زرد شود در روشِ صفرای جنگ

بے غضبِ شیر بسرخی درست — شیر کند دست دلاور ترست

چند گزیں مرد کہ در کار زار — لشکرِ ترسندہ نیاید بکار

آب کہ او خیمہ زباراں کند — دائرہ از آب سواراں کند

خاک برآں دائرہ کز پیچ باب — گرد نہ خیزد ز سواران آب

سر بصفتِ تیغ کسے در خورست — کو ز پئے تیغ ہمہ تن سرست

چوں سرِ لشکر نبود گردنی — تیغ ضروری ست بسر خوردنی

شہ چو دہد دل بدلیرانِ جنگ — شیر شود بچۂ روباہ لنگ

طغرل و شاہیں کہ چناں پر دلند — شہ دل شاں داد ازاں مقبلند

دل نہ دہد کس چو بچرز و کلنگ — حوصلہ پر سنگ ندارند سنگ

آنکہ شادیش بہیجا دراست — گرچہ ضعیف ست توانا ترست

بیضہ کہ برایستد از جاے خویش — نشکندش پیل تہ پاے خویش

حملۂ بے صرفہ مکن در نبرد — کشتہ بے گشت زنا مرد مرد

جنبشِ کورانہ کہ شد جاے لعن — دوست زند طعنہ و بدخواہ طعن

شیر دلانے کہ تگ آموختند — حملۂ شیراں زسگ آموختند

---

١ بے غضبے ٢ بردی ٣ چیدہ ٤ دائرہ آب ٥ مقبلند

٦ چرز۔ چکاوک۔ یا گدار جو پرند جانور ہیں ١٢ ٧ شادی بمعنی ثابت قدمی ١٢

ازشب یک سگِ جنگ آزمائے ۔۔۔ ده سگ وتند و بیا نتهاے
سگ نہ تو بہ گیر کمی از سگ بجنگ ۔۔۔ خواه تو آہو کش و خواہی پلنگ
دل طلب از مرد نہ اندام و پشت ۔۔۔ باز یک باشد دو لک لک درشت
شیر ہیکل نبود چوں شتر ۔۔۔ اشکره نر خرد بود ماده پر
مغزِ جواهل خورِ سنقر بود ۔۔۔ نیزه تہی تیر میاں پر بود
مرد مہیں کو بنظر کمتر ست ۔۔۔ مور چہ تیغ پلارک خورست
بیں کہ نہ خرد بد انساں دلیر ۔۔۔ کو ز دلیری بخورد خونِ شیر
دشمنِ ناچیز بہنجار کش ۔۔۔ پشہ بسیلی نہ بہ چقار کش
بر تو کند پشہ چو نشتر زنی ۔۔۔ خود شوی آزرده چو خنجر زنی
تیزی پیکاں خورشِ کرگس ست ۔۔۔ پر مگس سر کہ بازی بس ست
معرکہ بروی کہ زجاں شست آمید ۔۔۔ گلشنِ سوری بود و برگِ بید
وائے براں مردی و نام آوری ۔۔۔ کز تو بغیرے نرسد یاوری
ماند زبوں ہمسرِ تو زیرِ تیغ ۔۔۔ تو سرِ خود گیری از آنجا دریغ
سنے کمی از سگ کہ چو پوید دلیر ۔۔۔ باز خرد منعم خود راز شیر

لہ یکے ۔ ؏ کنہ ۔ ۳؎ سنقر باز اور شکره کی طرح ایک شکاری جانور ہے اسے لگڑ کہتے ہیں ۱۲ ۔ ؏ مبین ۔ ۵؎ پلارک شمشیر اور جوہر شمشیر ۱۲
۶؎ چقار ایک قسم کا گرز ہے ۱۲
؏ بنجو

باش چو باغندهٔ طفلاں بحرب — کو ہوا بر جہد از بہرِ ضرب

گوی مشو کو زیکے زخم کس — سر زده بوید که نه بیند ز پس

جلوه کند مرد بروزِ وغا — اسپ بجنبد بگہہ آشنا

آنکه دلِ او بپر واز صید — کے دلِ بدخواه پراند زتیر

مردِ دلاور که چو شاہیں پرید — پشتِ پرنده به پریدن که دید

وانکه ز ہر پشت دلاور بود — پشتِ وے از روے نکوتر بود

در پئے شیرے که گریزد زجنگ — ور نشیں تا نه نشاند خدنگ

پشت بداں داد کماں در مصاف — تا فگند ناوکِ پہلو شگاف

آنکه گریزد بقفایش مپوسے — وانکه زبوں گشت گزندش مجوے

زن بود آں مرد که مردی نکرد — کشتنِ زن شوم بود در نبرد

گرچه که سگ عربده خنداں کند — خنده و عفو ازبنِ دنداں کند

مرد چو پیشِ تو زبوں شد زجوش — سگ نه تو به گر نشوی عفو کوش

در روشِ مرد که فرزانگی ست — قتلِ زبوناں نه ز مردانگی ست

---

۱ باغنده اور باخنده دونوں طرح صحیح ہے۔ اس کے معنی ہیں روئی کا گالا ۱۲

ل۲ بیکے ن۳ نپرد ل۴ بدوزد ل۵ ز ن۶ آنکه

۷ پشت دادن۔ مدد کرنی ہمت بندھانی ۱۲

ل۸ بجنگ ل۹ براں ل۱۰ کشد ل۱۱ خندهٔ عفو

۱۲ کار ازبن دنداں کردن۔ محاوره ہے۔ جیسے اردو میں سر آنکھوں سے کام کرنا یعنی نہایت رغبت سے ۱۲ ن۱۳ نوش

بستہ ملکش گرہمہ گر پر بود | زانکہ پلنگے بر سسن بود
وانگی کشتی مرد نبرد آزمائے | نیز کمش جز بر مناسے خداے

حکایتِ آن سگ کہ آبِ دہن بسوے شیرِ خدا انداخت و از خشمِ حیدرِ کرار کرم اللہ وجہہٗ رہائی یافت و دیگر بار او را بہ کشت

بد اسد اللہ بوغا در مصاف | با یکے از کینہ وراں در طواف
حملہ بسے کرد سوارِ دلیر | گبر ستیزندہ نیامد بزیر
تا بچناں کش مکش از دست برد | شد زدو سوآلتِ پیکار خرد
ہر دو دلاور چو بکیں آمدند | گرم ز توسن بزمیں آمدند
دست بہم بر زدہ زاں داوری | پاے فشردند بزور آوری
حیدر کرار بسے کرد جہد | کاخترِ دشمن بزمیں برد مہد
چوں گہہ آنشد کہ بخوں کردنش | دور کند بارِ سر از گردنش
زد بدلیری سگِ زور آزماے | آب دہن بر رخِ شیرِ خداے
سخت بہ پیچید بخشم اژدہا | کرد زتہ ضیدِ مخالف رہا
بس کہ در آویخت درو خشمناک | کاں زدہ را باید گرز دہ بخاک

---

۱ بغبار مصاف   ۲ گریز۔ بزدل۔ ڈرپوک ۱۲   ۳ زبراے
۵ کہ   ۶ پیچید   ۴ کار

زد سرش از خنجر و سینه شگافت | سر زده در پیش پیمبر شتافت
گفت رسولش که چو خصمِ درشت | بر زمیں آورد بصد حیله پشت
چیست که بگرفتی و بگذاشتی | بارِ دگر دست بخوں داشتی
گفت نیوشندهٔ ایزد شناس | کایزدم آورد بمغز ایں ہراس
من چو شدم چیره بر آں عنت کوش | آب دہن زد برخِ من ز جوش
در غضب آورد مرا نفسِ خام | در دہنِ نفس نہادم لگام
کانچه غزا زیں غضب آرم بجاے | بہرِ خود ست ایں نه ز بہرِ خداے
گشت ضروری که رہا کردمش | پس ادب از بہرِ خدا کردمش
آنکه جہادش ز پئے دیں بود | ایں کند و شرطِ غزا ایں بود
مرد غزا جز ز پئے دیں نکرد | دید بسے خسرو اگر ایں نکرد

مقالۂ سیزدہم اندر اندرزِ شاہاں در رعایت بے پناہاں

واعانتِ دادخواہاں و تجلیۂ اعمالِ ملکی بصنعتِ نصفت و تجلیۂ اعلامِ ملکی بعدل معدلت و دراز دستانِ ستم را بازوے تطاول بریدن تا کوته دست بوند و زیرِ دستانِ کرم راید

---

۱ ما ۲ زاں ۳ آں ۴ ضرورت ۵ چوں

تلطف سایه کردن تا سایه پرورده را حیات شود

ای به سیاست علم افراشته — تخمِ ستم در رهِ دین کاشته
غافل ازان در که عنایت هست — فارغ ازان غم که حسابیت هست
در پسِ آن پرده که راهِ تن ست — هر سرِ انگشت گواهِ تن ست
آنکه کشد عهدهٔ یک تن (۱) بپوست — روز جزا پرسشِ آن تن بجاست
آنکه ازو دستِ کسان صد هزار — شد بفلک چون بود (۲) انجام کار
آهِ کسان خرد نباید شمرد — آتشِ سوزان چه بزرگ و چه خرد
تیرِ ضعیفان که گشاد (۳) از کمان — بگذرد از نه سپرِ آسمان
چهره زبون شد چو ضعیفش گزید (۴) — نه زنگس در پسِ جنانه خزید (۵)
گر همه سلطان (۶) بتماشا رود — خرمنِ درویش به یغما رود
پیل که بر روی زمین پا نهد (۷) — پای نه بر (۸) مور بعمدا نهد
بختِ رعیت چو رعایت کند — خشمِ ملک جمله عنایت کند
رحمتِ مادر چو فراوان بود — شیر شود خون که به پستان بود
چون طلبِ دخلِ ولایت کنی — گوش که عملی برعایت کنی

---

۱ بیک تن ۲ شود ۳ زکشاد کمان ۴ گزند ۵ گزند ۶ تا...
۷ پیل که در روی زمین سر نهد ۸ ته

از صفت قسمتی راست باش   تے همه چون تیشه سوی خود تراش
دشمن اگر خود همه پیش و پس ست   عدل ملک حرز روانش بس ست
زادِ مسافر قدم[۱۱] سخت اوست   سنگ مقام[۱۲] محک بخت اوست
تیغ بعدل آینهٔ بادشا ست   چون بستم رفت کلید بلاست
عهد که از تیغ بود فتنه زاے   باز هم از تیغ نشیند بجاے
آب کند گرچه بنا را خراب   زود فتد[۱۳] گر نه رسانی بآب
شه که به بر تخت بتمکین بود   شیر نمد رد به پشمین بود
گرد بلاے که در اسلام جست   از خوی پیشانی شاهان نشست
شه که بشب[۱۴] تا بسحر مے خورد   روز بخسپد غم دین کے خورد
رخنه شود ملک بفرمانها   اره شود تیغ ز دندانها
گر نبود کن مکن خسروان   خانهٔ مظلوم بگیرد عوان
در تو زبیم ملک آزادی ست   بوزنه را رقص نه از شادی ست
مصلحت ملک بر فق و عطاست   در همه جا حکم سیاست خطاست
موے که پیچیده ز بے شانگی ست   گر تو زنی استره دیوانگی ست
شانه بسر[۱۵] ها هم ازین بر ده گوی   کو بزبان فرق کند مو بموی
استره یک سر بستردن خوش ست   زان همه دی سر اندر کش[۱۶] ست

---

۱۱ درم   ۱۲ بر   ۱۳ رود   ۱۴ بشب   ۱۵ همه زین بنده گوی
۱۶ کش بسینه کمر ۱۲

تا سلیماں نہ رود در دِ مور ... منہی گر باشد و جاسوس کند

شہ کہ بود عصمتِ عالم ز دور ... آفتِ فتنہاست برای حضور

ہیزمِ سوزاں کہ بآتش درست ... نور چہ بینیش کہ خاکستر ست

نورِ چراغ آنچہ بمسکن کند ... طاقِ سیہ زاویہ روشن کند

تا نکنی خدمتِ سلطاں دلیر ... تیغ و سناں روید از اندامِ شیر

گرچہ ملک بہ بود و پُر خرد ... بد شود از کار گزارانِ بد

خواجہ کہ دامن بکفایت کشد ... پیرہن از پیرِ ولایت کشد

گربہ کہ شد عطسۂ شیرِ ژیاں ... زو نزہد طوطیِ الحمد خواں

تا کفِ دستور در انگیزش ست ... نوکِ قلم نشترِ خوں ریزش ست

اشکرہ را از پئے چرز و کلنگ ... ہست چو آویزشِ قصاب چنگ

آنکہ مرادش درم انغختن ست ... پیشۂ او سوختن و سختن ست

شغلِ سلیماں چو بدیواں رسد ... زاد میاں نالہ بکیواں رسد

نزدِ بزرگانِ دیانت شعار ... نیست روا عتقِ محرر ز نار

طائفۂ خامہ کشانِ دو دناک ... در رقمِ خویش خود افگندہ خاک

یک خطِ شاں بے شکن و پیچ نہ ... حاصل ازاں حشو دگر ہیچ نہ

آنکہ خطا رہست کشند از قلم ... بیں چہ کجی ہاست بزیرِ رقم

ن۱ دور ن۲ باید ن۳ درکند ن۴ آبے ن۵ دم ۶ انغختن بمعنی جمع کرنا، سختن ملال کرنا ن۷ شعار ن۸ دور ن۹ افگند

صدقِ بوجہل بدفتر نہند　　تہمتِ این علم بحیدر نہند
آنکہ کند خانۂ خلقے خراب　　کافی و پرکار کنندش خطاب
وآنکہ جوے ر[ن۱]دش بسوے حق ست　　خندہ زنندش بزبان کاحمق ست

خامہ صریرے کہ سگالد ہمے　　از فنِ شاں زار بنالد ہمے
کردہ قلم را بخیانت علم　　ہر ہمہ را دست[ن۲] سزاے قلم
ہست قلم کاتبِ وحیِ خداے　　خواجہ کند آلتِ دزدیش واے
وہ کہ ازاں پایہ چہ حاصل کنی　　کآلتِ حق آلتِ باطل کنی
خواجہ خورد لقمۂ شیرینِ خویش　　خامۂ ساعی[ن۳] بکمیں گاہِ بیش[ن۴]
زخمہ[ن۵] خورد خوش منش از بدفعال　　زہرہ[ن۶] زعقرب فتد اندر وبال
کارِ جہاں چوں بکژی[ن۷] گشت راست　　کوش[ن۸] بہ نرمی کہ درشتی خطاست
خس چو پراگند بصحنِ سراے　　رُفتہ بجاروب شود نز عصاے
ہیچکساں چشم نرگس کم زنند　　مورچگاں پلک نہ برہم زنند
ظالم اگر خود بزماں[ن۹] میر گشت　　تا نشوی خوش کہ زبوں گیر گشت[ن۱۰]
کژدم اگر خود تہِ خاک و خس ست　　رہست ہاں کش کژئی در پیست
گر دستمگارہ بخویشی متن　　کز رگِ تو بہرِ تو بافد کفن

ن۱ روئے　ن۲ ہست　ن۳ خامہ　ن۴ خویش　ن۵ زخم خورد خونش چو آزند قال
ن۶ بروئے نجوم زہرہ سیارہ کو برج عقرب میں وبال ہوتا ہے ۱۲　ن۷ بکجی　ن۸ عیش
ن۹ بہ بروں میرشت ۱۲　ن۱۰ قست

روبه صحرا به سگِ خانگی ق گفت که چند از دم [illegible]گی

داد جوابش سگِ روباه گیر　　تا نگرفتم رهِ تو راه گیر

فاخته با گربهٔ بیداد کیش ق گفت بحلقِ تو هم طوقِ خویش

گربه بعجز و سرافگندگی　　گفت ز تو طوق و ز ما بندگی

نغمه زد از نای بطے با عقاب　　رفت ز یک زخمهٔ چنگش بخواب

گرچه عواں لقمهٔ نیکو خورد　　هم بودش نام بد آنچه او خورد

سینهٔ مرغاں که چناں پاک شد　　نام وے از آنکره خاشاک شد

ظلم بداں کے شود از پند پاک　　حک نشود سایهٔ چنبر ز خاک

ظالم مفلس چو سگِ کوچه گرد　　لابه کناں پیش دود بهرِ خورد

یکدم اگر جیفه فرو تر مزید　　گرگ درنده است برائے گزید

شحنه چو برداشت کمانِ ستم　　زه که کند آنکه چنان است هم

شاد شود سگ چو رود خر بجنگ　　دست زند شل چو کند رقص لنگ

پیشِ ستمگاره مکن پشت کوز　　زانکه فراواں نزند اسپ یوز

کے نظرِ شه بسواراں رسد　　پرورش از کارگزاراں رسد

در تفِ خورشید بغرقِ جهاں　　سایه ز ابر است نه از آسماں

ن۱ بیدار ن۲ گونه ن۳ چنگل ن۴ رود ن۵ زنند ن۶ گزند ن۷ چنبر

۸ چیتے کی سواری کا گھوڑا اسپ یوز کہلاتا ہے کیونکہ یوز چیتے کو کہتے ہیں ۱۲

گردھ[1] نے گرنہ پوشش تنی[2] — تیغ بیفگن کہ کم از سوزنی

سوزن پوشندہ بدیں یک ہنر — گرچہ فرو برد برآورد سر

اے کہ نہی گنج بہر گوشۂ — یاد کن از فاقۂ بے توشۂ

ناں خورشِ بے کساں چیست آب — مشعلۂ بیوہ زناں ماہتاب

میر ہمہ گندم دہقاں[3] خورد — بذر گر[4] از قرص جویں ناں[5] خورد

مہر زمیں[6] تو زدو رِ سپہر — در ہمہ یکساں نگرد چشم مہر

گر بدرت گفت جہانے عزیز — کوش کزاں بیش بگنجی[7] تو نیز

موئے نسنجد چو بروں زانیش — کوہ بہ گنجد چو بگنجا[8] ئیش

خار یکے را چو بپا در رود — گوشت از انجائے دروں[9] تر زود

گل بگل اندر خزد از کوب میخ — خاک تہ خاک زیر وئے[10] بیخ

تاجوراں[11] را کرم خاص و عام — از پے نیکی ست[12] نہ از بہرِ نام

بر تر ازاں شد بہ بزرگی سریر — کو شود از نام بزرگی پذیر

در تو کنی نام بزرگ اعتبار — بجز سہ حرف آمد و نقطہ چہار

---

[1] اس شعر میں بوجہ تجنیس کے اشکال ہے معنی صاف ہیں پہلے لفظ تنے میں یاے مجہول ہے اور دوسرے میں یاے معروف مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی بدن کے لئے کپڑا نہیں سی سکتا ہو تو سوئی سے بھی تیری کم وقعت ہے تو نے ملک ستا تلوار کیوں ہاتھ میں لی اگلے شعر میں یہ کہتا ہے کہ سوئی چونکہ کپڑا سی کر پہناتی ہے تو اگرچہ اس کو محنت پڑتی ہے کہ سر کے بل نیچے جانا پڑتا ہے لیکن پہنانے کے عوض پھر اس کو سر بلندی نصیب ہوئی ۱۲ ن[2] زنی ن[3] سلطان

ن[4] تو زرگر ن[5] بگزرد ن[6] مینے ن[7] بگنجد ن[8] بروں ن[9] زیر وے ن[10] تاجوراں را ست

ن[11] نام ست

زرکستانی لیتم دامی ست　　ورچہ دہی مایۂ بدنامی ست
بذلِ ستمکار نشد سودمند　　نام ز انصاف بر آید بلند
پیشۂ قصاب چو گیرد شباں　　گرگ مسلماں شود و بے زباں
قدرِ من از قدرِ تو گر اندکے ست　　خونِ من و تو بجراحت یکے ست
گر تو شوی رنجہ ز آسیبِ خار　　چشم و دلِ غیر بہ تیر دہیں مخار
ہر چہ کہ بر خویش نداری روا　　بر دگرے نیز نباشد روا
در گنۂ غیر کرم پیش گیر　　در محلِ تیغ سرِ خویش گیر

حکایتِ خطا کردنِ بادشاہے از تیرِ بے خطا زدن برِ بے گناہے

تاجورے از ملکانِ دیار　　صبحدمے خاست بعزمِ شکار
رخش بروں راند بصحرا و دشت　　صید کناں سوئے دہے میگذشت
دید یکے کودک بیوہ سرشت　　بر سرِ رہ بود نگہبانِ کشت
ناگہ ازاں جا کہ قضا رفتہ بود　　طفل ز آسیبِ صبا خفتہ بود
دید شہ از دور دراں خردسال　　در نظرش مرغ نمود از خیال
یاسجِ سوزاں کہ در آورد غرق　　جست بر آں سوختہ خرمن چو برق

لہ بے زباں　لہ در دنباشد روا　لہ بصحرائے گشت　لہ بود یکے　لہ [illegible]
لہ یاسج پیکان دار تیر یعنی چمکتا ہوا۔ تیر کو پورا کھینچا ۱۲　لہ سوزن　لہ بداں

قصه محابائے بلائے نه کرد — کرد خطائے و خطائے نه کرد
مرکبِ[1] دولت چو بداں[2] سو کشید — باز بدنبالهٔ تیهو کشید
خسته وے دید جگر سوخته — تیرِ بلا کش به زمیں دوخته
داو ز پیکانش[3] قضا آبخورد — قطرهٔ آبیش ز جاں[4] کرده سرد
ماند[5] زباں بسته بداں داورے — با دلِ بدخو بزباں آورے
گه بتاسف لبِ خنداں گزید — گه سرِ انگشت بدنداں گزید
یافت خبر مادرِ سینه کباب — خوں شدش از سوزِ جگر گوشه آب
بر سرِ آں خاکِ خونی[6] نهاد — خاک بسر کرده در آمد چو باد
آه چناں کرد که صحرا بسوخت — هر که دلش داد دلش را بسوخت
شاه چو دید آں شغبِ دردناک — گرم فرو جست ز توسن بخاک
طشت طلب کرد و یکے تیغ تیز — طشتِ دگر کرده برد خنجر ریز
تیغ سیاست بسرِ خویش برد — در نظر بیوهٔ درویش برد
گفت بکش ماتمِ خود سور کن — دامِ خود از گردنِ من دور کن
حکمِ قضا را برضا در پذیر — جرم بمن بخش و بها در پذیر
ور گنه ام را بغلط ره بری — مژده ز یزداں نه یکے ده بری
این ز رو این طشت مسلم ترست — وین ده اگر شهر شود[7] هم تراست

ن۱ موکب ن۲ براں ن۳ پیکان قضا ن۴ بجا ن۵ مانده ن۶ خوبی
ن۷ بود هم

منکه بتسلیم سرے پیش کرد   تیغ شغب کند نه خویش کرد
زاں زر و پولاد که پیوسته گشت   راهِ خصومت نه نشاں بسته گفت
زال چو دید آں روشِ عدل و راے   تحفے ازاں بیخودی آمد بجاے
گفت که خوں ریخته گیر از تو زود   مردهٔ من زنده نگردد و چه سود
توکه غلط زخم زنی خوں بود   منکه بعمدا کشمت چوں بود

نزد خدا جرم تو ناچیز باد   من ز تو راضی شدم او نیز باد
اے که ترا شحنهٔ دیں کرده اند   داد چنیں کن که چنیں کرده اند
رابطهٔ خسروی از داد بند   تا کنی آوازه چو خسرو بلند

مقالهٔ چهاردهم در تحسینِ دیانتِ صائن و نفرینِ خیانتِ خائن و تحریرِ حشوِ کتاب که در صدر گراید و نمونهٔ قلبِ اعمال که لامع نماید و گرم خیزی نخچگانے که لعل و یاقوتِ آبدار بیگانه را انگشتِ افروخته دانستند و از بیم سوختن انگشت نهادن نتوانستند و دود انگیزی سوختگانے که دوزخی را آشام می کنند و آروغے دودناک بیارند

اے بدیانت دلت آراسته   خواستهٔ خلق و ز دوں خواسته

ن۱ بود   ن۲ بیاں   ن۳ زدی   ن۴ چودل

عفّت ترا ز خاک بآسودگی — پاک ترا ز باد ز آلودگی
دولتِ وزے که ترا داده اند — عصمتِ جانے که ترا زاده اند
گر خرد ایں سکه نشاند ترا — در همه آفاق که ماند ترا
گر درمِ بد بنود گو مباد — صدقِ تو بس در گرهِ اعتقاد
آنکه بپاکی حرکت نیستش — هرچه در آرد برکت نیستش
قطره که افتاد بگل در نگشت — در زمِ شبگیر سبو پر نگشت
در تنِ مرد از پُریِ دل بهیست — سیر نگردد شکم ار دل تهیست
شد شکم و حلقِ حواصل فراخ — باز شکم تنگ بود دل فراخ
مالِ کساں گرچه که حلوے خوش ست — چوں بنهایت نگری آتش ست
شعله که از شمع زباں کش بود — آں همه موم ست که آتش بود
آتشِ سوزاں ست چو مالِ حرام — خام بود پختنِ سودائے خام
بهرِ حرامی نبود مرد تیز — شیر کند ز آتشِ سوزاں گریز
زاغِ سیه روے بود جیفه چیں — چرغِ سیه چشم بود دور بیں
زر که برنگ ست چو پرِ مگس — لقمه مکن گو نگوارد بکس
کیست کز ایں لقمه توقع نکرد — وانچه فرو برد ترجّح نکرد

زا داده زنا نشد زتا نشد زنا تهیست زه بهیست زا خوشه
ے چرغ کو اُردو میں چرخ کہتے ہیں باز کی قسم سے ہے زا تیز ہیں زو کاں
زنا نگوں آرد زلا کانچه زوا تراجع

یک حریصے کہ بسوزد ز رنج	کے دہد ار در کفش افتاد گنج
ریگ کہ آتش خورد از آفتاب	سیر کجا گردد از آشام آب
چشمۂ خورشید بدریاے خویش	تشنۂ قطرہ است ز گرماے خویش
مردۂ زر را کہ ندارد دوست	دوست کسے داشت کہ محتاج اوست
ہست تنِ مردہ کہ نبود بگور	مردمکِ چشم شتگالان کور
آدمی آنست بنزدِ خراں	کوست چو خر در تہِ بارِ گراں
گر ہمہ گبرست کہ مالیش ہست	در نظرِ خلق جمالیش ہست
در چہ بود مومن و پرہیزگار	ہر کہ زرش نیست ندارد عیار
تازگیِ روز ز تمول بود	خندۂ گل پردہ درِ گل بود
خاک بسر مردِ تہی چشم را	کز پئے زر دُر شمرد نیستم را
اے بامل ماندہ چو موراں اسیر	در تہِ باری چو ستوراں اسیر
مور کہ حرصش بود از حد بروں	زندہ رود زیرِ زمیں سرنگوں
خاک خورد مار ببالاے گنج	لاجرم از سرزنش آید برنج
آنکہ دلش کور شد از حرصِ مال	فرق ندارد ز حرام و حلال
گاہ خورشش در دہنِ ماکیاں	دانہ ہماں ست پلیدے ہماں
فرقِ نظر تیزی و باریکی ست	چشم چو بستی ہمہ تاریکی ست

نہ ۱ برنج نہ ۲ یک نہ ۳ پشم نہ ۴ فزوں نہ ۵ تیزی

گرچه خورد و شکرد مرغی تمام　　شبک نه که پر مهره برآرد زکام

آدمی آتش خورد از حد فزون　　کز دم او دود نیاید برون

خطا که به پیشانی خائن بود　　جائزهٔ غضب خزائن بود

در شکم باز که چندان خطاست　　تذکرهٔ جان تدرو بطست

آتش از انجا که خیانت گرست　　بهرهٔ کارش همه خاکسترست

خاک امین شد که بهر کشت زار　　دانه یکی هفصد آرد ببار

آنکه دو دو بهر کم و بیش را　　راست نباید روش خویش را

کار سیه کرنپی هشیاری است　　آنهمه نیرنگ سیه کاری است

پاس چه بینی زسگ لقمه خواه　　رونگر از دزدی دیگش سیاه

بهر درم حیلهٔ خائن بسیست　　هر که دمش خورد چه ابله کسیست

آنکه ندارد بخیانت هوس　　هیچ امانت نه پذیرد زکس

چوب نه گیرد بته آب جای　　سنگ نباشد بهوا دیرپای

وانکه بود تشنه بمال کسان　　در رود از حیله بمال کسان

سنگ که ره نیست هوا را درو　　در رود آتش بهوا را درو

آنکه شد از قطع گره گرم خیز　　چرب زبان باشد و بران و تیز

ن۱ بخورد　ن۲ برون　ن۳ بین　ن۴ گرچه بهشیاری　ن۵ اینهمه　ن۶ باش

ن۷ از ده ده　ن۸ زخیانت　ن۹ زمال کسان　ن۱۰ شود　ن۱۱ باشد بران

صیقلیان تیغ کہ روشن کنند　　تیزش از آلایش زنگی کنند

الحذر از ہا بزبان بے حدست　　تیغ در م گیر یکے از صدست

رہست بدیاں در خور باریک نول　　کو خور د از بو البجبی خون گل

خونِ کساں میخورد آں بیدرد نگ　　مے کہ خورد شاہ بآواز چنگ

دزد بمحراب کہ تنہا رود　　از پئے قندیل و مصلا رود

گربہ اگر صدحج اکبر کند　　ہم بجرم صید کبوتر کند

گر غرضت چربی خویش ست و بس　　آب خوش از تو نخورد ہیچکس

آب کہ در خمرۂ روغن خورند　　جوشِ دل و دلوا رتن خورند

گرچہ ہمہ خلق خیانت گرند　　لیک دو قوم از ہمہ خائن ترند　　ق

زاں دو یکے عالم تزویری ست　　ثانیِ شاں حاکم تحریری ست

گرچہ دریں ہر دو رہِ داد نیست　　لیک ز تحریر کس آزاد نیست

باز مبادا کہ فتد شہرِ شاہ　　در قلم ہندوئے نامہ سیاہ

زاغ نشاید بچمن سبے شمار　　خال سیکے بہ برخ سے ہزار

لشکریاں خود ز دلِ ناسپاس　　شاہ نشناسند نہ ایزد شناس

نا ماں　نا خر　نا اس شعر کا مطلب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ باریک نول کنایہ ہے فریب دینے والے سے جو مکری اور پرفریب باتوں سے بہکائے۔ اردو میں اس کو چکنی چپڑی باتیں کہتے ہیں وہ دشنام کہتے ہیں کہ فریبی باتونی اسی لائق ہے کہ بیوقوفوں سے باتیں بنا کر ان کا خون چوسے۔

نا چوب گول　نا پیشہ　نا خود　نا از　نا بادلوارتن　نا از دولت تن　نا دیم

نا ہندوکاں　نا چوں

آنکه در وی بینی از وی نیست باک — وانکه بر وی بینی از وی ترس ناک
چون خورد سیب از جود دهقان به بر — تا کشش از آماس بگیرد مگیر
آنچه که بر خود نه پسندی روا — بر دگرے هم مپسند ار توان
قوم دگر هم که ز هر پیشه اند — چون نگری راست گر اندیشه اند
در روش عام مجو کیمیا — زانکه نه رسته است بشارع گیا
راستی از عدل که سازد نهاد — چوب گز و چوب ترازو نهاد
سکهٔ بقال ترازو بود — جدول خط راست ز سازد بود
او خود از انگیزش بازوے خویش — ساز وفا کرد ترازوے خویش
هر چه کس از لقمه بباز و کند — طعمهٔ شاهین ترازو کند
گشت چو شاهین تو مردار خوار — زو بجز مردار چه گیری شکار
باز بکار گز و مقراض نیز — هست نمودار دیانت عزیز
راستی و راست روی گرد گز — عالم از ان گشت بر اکسون و خز
کرد چو مقراض بسے رقعه کم — ماند تهی چشم و گره در شکم

---

۱ آسیب ۲ از ۳ ار باد ۴ میرے نزدیک ار بمعنی اگر اور ماس بسین مہملہ مخفف آماس ہی معنی صاف ہیں ۱۲ ۵ زہم ۶ کج ۷ سازد مضبوط رستی معنی یہ ہوے کہ جس نے حبل متین عدل کو اختیار کیا اُس نے زمین اور اجناس کے لئے پیمائش اور اوزان مقرر کئے ۱۲ ۸ جدول خط ۹ کردہ ز سازوے ۱۰ شاہین ترازو کی وہ رستی جس کو پکڑ کر ترازو اٹھاتے ہیں ۱۲ ۱۱ رو خر ۱۲ کردہ ۱۳ بر اکسون اور خز دونوں ریشمی اور قیمتی کپڑوں کے نام ہیں ۱۲

رخنهٔ خیاط بس ز سوزن ہست | لیک دریدن عمامه آن ز تو بست
دزدی کاسب که ز افلاس خاست | خست تا جز ز بر سے چیست
گرچه کسی را ز درم چاره نیست | لیک نبیشے چو رباخواره نیست
خواجه که صحن کش بر باره نمود | عمر زیانش بود و بیضه سود
برد و سه دانگ که بر شے رود | منتظر آنکه همی سے رود
کے دہد آخر دل و عقل سلیم | یک مه عمر از پے یک ماشه سیم
در همه مذہب نشود ہیچ حال | مال ربا خوار و مقامر حلال
بس که مقامر بود از صدق پاک | سنگ بنتش بود و زر بخاک
مرد گنهگار مقامر سفنے | ق | دزدی و طراری و نقب افگنی
تا بتواند ز دل عشوه کوش | وام ستان باشد و عشوه فروش
وانکه کند وام بحرص و ہوس | نیست بر آن دل که دہد باز بس
چون نیت رایش بخسم بود | لابد از آن شومی او دانگ کم بود
با درم آشام نگیرد حلال | نم نخورد چرب بود چون سفال
عشوه ده از کوشش افغان گرے | سهل جوابے دہد از گرے

ن۱ سوزن است ن۲ آن سوزنیست ن۳ روزنیست ن۴ نه ز ن۵ چیست آخر ن۶ جستنی ن۷ خرجش ن۸ بود ن۹ زانکه ن۱۰ نبود ن۱۱ ماہ فارسی میں ماشہ کو کہتے ہیں یعنی ایک تولہ کا بارہواں حصہ ۱۲ ن۱۲ مقر ن۱۳ اگنده گاه ن۱۴ بتواند ن۱۵ ابدان ن۱۶ نقب ن۱۷ شود ن۱۸ او کم شود ن۱۹ کوشش از ن۲۰ دری

بیشتریں آدمی کز بجوے — تند شنو باشد و آہستہ گوے

آنکہ نترسد ز خداوندِ پاک — از سخن آدمیانش چہ باک

عربدہ و نالۂ کم حاصلاں — نغمۂ چنگیست بر جاہلاں

جانورے را کہ بود سنگ خوار — طعمہ دہی گر کنیش سنگسار

حاصلِ جاہل کہ نداندش چند — آں ہمہ زنجیرِ شکنجہ ست و بند

سگ چو برغبت نشکند استخواں — تو مدہش ریزشِ سفرہ زخواں

آنکہ بمردارِ جہاں رو نہاد — پردلِ خویش بیک سو نہاد

گرچہ ہمیشہ ز مگس کرد قوت — قے نکند ہیچ گہے عنکبوت

سفلہ کہ دل بست بزنجیرِ سیم — ز آہن و زنجیر تنش را چہ بیم

آدمی از بند شود دلفگار — سگ چو بہ بندی شود امیدوار

شرع کہ بنیادِ صیانت نہاد — قاعدۂ دیں بدیانت نہاد

کیست بد انساں کنوں از خاص و عام — کش بدیانت بتواں برد نام

ہیچ دل از حرص و حسد پاک نیست — معتمدے بر سرِ ایں خاک نیست

طائفۂ عہد کہ بینی بجاے — گبر دلانند مسلماں نماے

نادرہ یابی کہ دریں روزگار — کس بود از ترسِ خدا رستگار

ن۱ گوشش از ن۲ دری ن۳ بیشترے ن۴ باشد آہستہ ن۵ چنگست ن۶ سنگبار
ن۷ دنیا ن۸ اس ہمہ ن۹ تو بہ دم سفرہ ریشش بخواں ۱۲ ن۱۰ بار ن۱۱ ہیچ گہے قے نکند عنکبوت
ن۱۲ سب نسخوں میں زاہن لکھا ہے میرے نزدیک ز آہنی زنجیر پڑھنا چاہیے ۱۲ ن۱۳ چو ن۱۴ دلفگار

رہست نہ زاندیشۂ یزداں شوند　　چیست زاندیشۂ سلطاں شوند
اے شدہ ز اسلام وسلامت بری　　دین تو فارغ ز دیانت گری
آستنِ زلہ کشانت دہاں　　استرۂ کیسہ برانت زباں
ترس نداری کہ فنائیت ہست　　شرم نداری کہ خدائیت ہست
روزِ قیامت بخطا وصواب　　گر ز تو پرسند چہ گوئی جواب
چند بسرمایۂ خلقت گماں　　چند نظر در گرہِ مردماں
سرخ کنی بر زرِ بیگانہ چشم　　غرقۂ خونت شود از خانہ چشم
دزد کہ کوتہ نکند دستِ کار　　شحنہ کند کوتہش از ذوالفقا[ر]
حجرہ کہ آزاد بود از گزند　　در نکشد سلسلہ و تختہ بند
شعلہ چو در زاویۂ جا کند　　بینش دزدیدہ بکالا کن[د]
آنکہ بدزدد نظرِ خویش را　　زد کہ نگہداشت زرِ خویش ر[ا]
با فنِ رزاق کہ بے رہ بود　　قبلۂ طرار عفی اللہ بو[د]
ہرکہ دغا لازمِ جانِ وست　　عاقبت الامر زیانِ وس[ت]

حکایت آبِ ریختگی شیرفروش و آب بردگی رمہ و[...]

داشت شبانے رمہ در کوہسار　　پیر و جواں گشتہ از و شیرخو[ار]
شیر کہ از بزلب سبو ریختے　　آب در آں شیر در آمیخ[تے]

نلہ اسلام سلامت　نلہ دزد کشد　نلہ ندزدد　نلہ رزاق　نلہ زیاں

بردۂ از آں آبِ طمع بشیر — نقرہ چوں شیر زبرنا و پیر
روزے ازاں کوہ بصحرائے کفک — سیل درآمد رمہ را بردیک
آنکہ جہاں سوختۂ[1] شیر کرد — سوختہ شد ناگہ ازاں شیر مرد
شیرِ خنک از تفِ تابش بسوخت — جملۂ[2] آں شیر ز آبش بسوخت
خواجہ چو شد باغم و آزار جفت — کارشناسیش دراں کار گفت
کاں ہمہ آبِ تو کہ در شیر بود — شد ہمہ سیل و رمۂ[3] را درربود
مردِ شباں زاں سخن آمد ستوہ — ماند سر افگندہ چو سیلابِ کوہ
خسرو اگر دیں طلبی از خدائے — زیں دلِ خائن بدیانت گرائے

مقالۂ پانزدہم در ملامتِ موذیاں کہ بغضب و تعصب جوشند و سلامتِ موٴدباں کہ بعلم و حلم در تحمل ظلم کوشند و رُفتنِ خارِ خارِ دلہا و شستنِ غبارِ گلہا و کند کردنِ حدتِ آہن دلاں از خراشِ سینہا و روشن کردنِ جدتِ پاکیزہ گوہراں از تراوشِ کینہا

اے بجفا کردہ دلِ خلق ریش — پیشۂ آزار گرفتہ بہ پیش
کے بجفا بارِ بہی بستہ اند — مشتِ زناں مشت تہی بستہ اند

---

[1] سوختی [2] قبلہ [3] کلبہ [4] دہمہ

هر که بره بهرِ کسے چاه کرد — از پئے خود زیر زمین چاه کند
کشته شود زود عقابِ دلیر — دیر زید مرغ کم آزار دیر
گربه که مرغے بزبان آورد — گوش و دم خود بزبان آورد
غصه مخور زانکه شقاوت در وست — خشم فرو خور که حلاوت درو
زهرِ کشنده که زبانت بود — چوں کشیش دار ئے جانت بود
هر که نه رویش بمسلمانی ست — عاقبتِ کار پشیمانی ست
هر که مسلمان ست پشیمان ترست — وآنکه پشیماں نشود کافرست
با دلِ نیکاں نبود خشم یار — هیچکے گرم نباشد غبار
ساده دل ار گرم بر آرد نفس — در تهِ آں نرمی و لطف ست و بس
طفل که گرمیش بر آرد ز برو — آں تشنگی باشد و آبے در د
خشمِ کریم ار چه گدازش کند — از پسِ آزار نوازش کند
نخل که خرماست همه بارِ او — پرورشِ خسته کند خارِ او

نا بدہاں — له جب بلی کسی کے مرغ یا کبوتر کو پکڑتی ہے تو وہ
اُس کو پکڑ کر دُم اور کان کاٹ دیتا ہے اس سزا سے وہ پھر اس گھر کی طرف رخ نہیں
نا بمیاں — نه سمی کشته اکثر مقوی اور مفید ہوتا ہے ۱۲ — نا تشنگی — نه گزار
شه کھجور کا خوشہ اپنے پتوں میں جو کانٹوں جیسے ہوتے ہیں چھپا رہتا ہے اس میں
حفاظت کا ذکر ہے ۱۲
نا کار او ۱۲

مردمی شعله مدار استوار — آں ہمہ فتنہ ست در انجامِ کار

ز اولِ کار ست عواں نرم و راست — نرم بود خار در آغازِ خاست

وآنکہ تنے یافت ز یزداں شریف — ہست چو گل اول و آخر لطیف

باز کند دیدہ چو خارے نہند — پیش نہد فرق چو بارے نہند

پارۂ آتش بود آں پر گزند — کوز دمے شعلہ بر آرد بلند

مردم بے سنگ بخود گم بود — سنگِ گراں گوہرِ مردم بود

خس بغبارے رود از جاے خویش — کوہ ز دامن نکشد پاے خویش

مردمِ با اصل چو دریا بود — مردمِ بے اصل چو خارا بود

تن کہ بہر باد بخیزد ز پاے — سنگ برونہ کہ نہ جنبد ز جاے

خشمِ سراں دفعِ سلامت بود — زلزلہ در کوہ قیامت بود

خاک کز آں خازنِ افلاک شد — بادِ سبک مرکبِ چالاک شد

ظلم رہا کن برہِ داد باش — زانچہ ملامت رسد آزاد باش

ہرچہ کہ اول بملامت کشد — آخرِ کارش بندامت کشد

کوش کہ ناید ز زبانہات غم — لیک نگہ دار زبان را تو ہم

نہ کاں — سلہ عواں بروزن سحاب لڑائی جس میں ایک مرتبہ قتال اور جھڑپ ہوتی ہو اور پہلی بیانت گائے یا گھوڑے کی اور شوہردار عورت اور ادھیڑ عمر کی عورت یہاں پہلے معنی مراد ہیں ۱۲ نہ زار نہ کار نہ نہی نہ نہی نہ کوزہ نہ گراں نہ خاشاک نہ زبانہاے غم نہ گنگ

دست و زبان تا ترا عقوبت گرست — دست زبان هم بعقوبت درست
گرچه که پولاد بسودن کم ست — سودگی آهن و سوهان هم ست
بنده که خلقی بود ش در نهان — به بود از خواجهٔ یاوه زبان
سوزهٔ گربه که بود مشک ده — از دهنِ شیر که گنده است به
از تهٔ دم عنبرِ تر زاد گاو — زاده نجاست لبِ مردم زداو
نیک شناسد خردِ هوشمند — کز دمِ آن تا لبِ این فرق چند
هرکه دمش نیست ز فرزانگی — بابت خنده است ز دیوانگی
به که بدِ خلق نگوئی بسے — تا بدِ تو نیز نگوید کسے
بیں تو بد و نیکِ همه دم مزن — هیچکسے را بجهاں کم مزن
آنکه خدایش ز نکوئی سرشت — کے شود از گفتنِ زشتی تو زشت
دوں نکند غورِ بزرگاں تباه — گرد نشود از لگدِ غوک چاه
آنکه خردمندی و ادب نیکی ست — مدحت و دشنام بنزدش یکی ست
از بد و بد گفت نرنجد حکیم — زیخ چو سخت ست ز صرصر چه بیم
گر همه خود خار نهندت خسان — دیده بدوز از بد و نیکِ کسان

---

۱ تا آب ۲ بود ۳ در زباں ۴ یاوه دہاں
۵ شیر بصد بار ه به ۶ زاد ۷ زاد و نجاست ۸ داؤ کے معنی داؤ اور بہت سے معانی کے فحش اور دشنام کے بھی ہیں اور یہی یہاں مراد ہیں ۔ ۹ کر م ایں
۱۰ بابت فارسی میں برائے اور واسطے کے معنی میں ہے ۔ ۱۱ بیں بد و نیک همه و دم مزن ۔۔

تا ز بدی خامه نگاریدن است | عیبِ نگارنده نگاریدن است
هر چه ز تقدیر برآرد علم | موے نگنجد بشگافِ قلم
اهلِ هنر گر بشمارے درند | بے هنران نیز بکارے درند
نے کہ تہی برد مداز ظرفِ رود | گر نہد بادہ سرآید سرود
سودنی از نیشکر افزودہ تر | کیں قلم و تیر دہد او شکر
قہقہہ زد کبک برفتارِ زاغ | ق گرچہ تہی گامِ پریشان باغ
زاغ بدو گفت کہ پرواز کن | گرگر و از من ببری ناز کن
ہیچ کلے نیست ز زیبا و زشت | کش نہ حکیم از پے کارے سرشت
چشم چو در خویشتن آید ہمہ | زشتیِ خود خوب نماید ہمہ
نیک بدانی کہ نباشد درشت | در شکمِ مادرِ خود خارپشت
شیرِ کساں خونت نماید بچشم | ژرف ببیں کاب درآید بچشم
زنگیِ اسود کہ برانی ز پیش | از چہ نبری سرِ پستانِ خویش
سرمہ کہ خاکے ست سیہ در نظر | روغن ازو یافت چراغِ بصر
پیر چو در عیبِ گراناں بود | تختۂ تعلیمِ جواناں بود
دزد کہ در رہ بعناں تازی است | نقشِ پیش دفترِ غمازی است

ن۱ بجاریدنیست ن۲ نگاریدنیست ن۳ میدمد ن۴ نیزه درند
ن۵ زرفتار ن۶ نهد ن۷ بدیں ساں ن۸ هیچ
ن۹ که خاکینه ن۱۰ راه عناں

هرچه که مخدوم بد اندیشه کرد — بنده همه حال همان پیشه کرد
رند که او پا به تباهی نهد — گام بجنبش رهِ گمراهی دهد
گرچه که بد را نه کسے در پئے است — خوے بد آخر همه جا بادی است
دزد که با سرقه بود نقب گیر — دارو ے تیزش چه خورانند تیر
خلق همان راست بفرمان و بس — کو بخدا دست نماید بکس
لیت همه را خم کند از سجده پشت — سجدهٔ انگشت نگر پیشِ مشت
تا کے ازین کو بملامت روی — راه چنان رو که سلامت روی
چند چو آتش قدری دود باش — کوش بخشنودی و خوشنود باش
خاک زنندت بسرِ خویش دار — دیدهٔ تسلیم روان پیش دار
بنده که با خلق فروتن بود — پیشِ خداوند مُمکّن بود
چون تو رکوعے نکنی در قیام — نیست نمازِ تو روا والسلام
دون که نهد پاے بفرقِ سران — سیلی گردن خورد از هر کران
خس که به بر باد بگردون پرد — ابلقِ گیتی بزمانش خورد
پا چو نهد بر سرِ دریا خسے — لطمه خورد از کفِ دریا بسے
بے ادبان را بگه کن مکن — نے حرکت نغز بود نے سخن

ن۱ باندیشه کرد ن۲ بنده همان حال ن۳ چه خورانند بیر ن۴ پہلے مصرع میں صرف یہ دعویٰ ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگے۔ دوسرا مصرع دلیل ہے کہ مکے کے ڈر سے مٹھی کے وقت انگلیاں ناک رگڑتی ہیں ۱۲
ن۵ بقیامت روی ن۶ چند ز آتش ن۷ عود باش ن۸ بہ ممکن بود ن۹ سیلی گردن خورد ن۱۰ از هر کسان
ن۱۱ خس که بہ آخر ن۱۲ بزبانش خورد

مرغ چه حد شوک ز آواز رود — لیک مباد آنکه بگوید سرود
آنکه سرشتِ منیش از منی ست — کن مکنِ دست برو دشمنی ست
ز آبِ ملوث بگهِ ریختن — لوث جدا کے شود از بیختن
با دلِ سخت ار چه کنی پند یاد — دامنِ کهسار نجنبد ز باد
ای همه بیچاره بگوشت نه در — کس نکند گوش ز بیچاره پر
گفت شنو گفتِ مرا هوش دار — گر نکنی باز در گوش دار
در همه جا پا بحدِ خویش نه — مرتبه بشناس و قدم پیش نه
گربه که با شیر کشاید کمین — بر تنِ سے بے زور بلرزد زمین
شیشه که از باد بغل پر کند — کے بہ بزرگی سخن در کند
با همه چون خاک زمین پست باش — وز همه چون باد تهیدست باش
کوش که باشی برضای همه — دستِ همه بوسی و پای همه
آب که با سنگ مسافت کند — غلغلهٔ شکرِ لطافت کند
دست ده آنجا که فتد پست را — دستِ کرم سای فرو دست را
کم کن ازان بنده که آزادِ ست — شکر کن آن را که پرستارِ ست
بنده هم آخر گهرِ آدم ست — گر چه که در سلکِ غلامی ضم ست

ن۱ آنکه سرگشت منیش ن۲ ای دل ن۳ بیچاره سر ن۴ گر بکنی بازے ن۵ در
ن۶ برز ن۷ سخنے ن۸ در در ن۹ ن۱۰ زان ازان ن۱۱ کم بزن
ن۱۲ شکرت

کار باندازهٔ بازوش ده ‌‌ ‌ ‌ بار بمقدارِ ترازوش ده

چند دوالِ ستم انداختن ‌ ‌ ‌ ‌ هندوے خود را بخشے ساختن

سوختۀ[۱] درگریہ و تو سرزنی ‌ ‌ ‌ ‌ سخت نشیند چو گره تر زنی

سوز بدلہاے مشوش بود ‌ ‌ ‌ ‌ دود بجاے ست کہ آتش بود

عجز کساں منکر و بازوے[۲] خویش ‌ ‌ ‌ ‌ خاک مینگن بترازوے خویش

گر ملکی[۳] چوں ستم آید[۴] بکار ‌ ‌ ‌ ‌ پشہ زنمرود برآرد دمار

کوه کزو هست زمیں زیر پاے ‌ ‌ ‌ ‌ آهِ ضعیفانش رباید زجاے

پیل[۵] کند رقص چو شد یک زنن ‌ ‌ ‌ ‌ پشہ نوا سازد و مگس دست زن

اے کہ ہمہ تخم جفا کاشتی ‌ ‌ ‌ ‌ بہ کہ بما آمد[۶] محلِ آشتی

تیغ کہ بے[۷] ریزشِ خوں کم بود ‌ ‌ ‌ ‌ بے سپراں را سپرے ہم بود

سوزن اگر درخلہ[ش] دار درہی ‌ ‌ ‌ ‌ خار زپا ہم کشد آخر گہی

چند بدی پیش کنی اندکے ‌ ‌ ‌ ‌ نیکوئی[۸] ار صد نتوانی یکے

گرد برآری چو ز دشمن بکوب ‌ ‌ ‌ ‌ جاے[۹] یکے دوستی ہم بروب

گرچہ شود خصم تو دہ تن بپوست ‌ ‌ ‌ ‌ گر ہمہ یک دست کنی هم نکوست

حکایت دردِ چشمِ زاغِ کحلی پوش و برگِ علاجِ او از درخت

ن۱ ساختۀ گریہ ‌ ‌ ن۲ بر ‌ ‌ ن۳ درملکے ‌ ‌ ن۴ آمد ‌ ‌ ن۵ برگ

ن۶ بحل ‌ ‌ ن۷ بر ‌ ‌ ش خلہ سے مراد یہاں چبھنے والی شے ہے ‌ ‌ ن۸ نیکو اگر

ن۹ دوستی

درازِ خود گفتن با مرغِ دیگر داروے سخنہائے نصیحت آمیز شنفتن

در چمنے بود بدشتِ فراخ | کہنہ درختے بفلک بردہ شاخ
برگ و برش رنج و ملالت شکن | داروے بینائی و اکسیرِ تن
بر سرِ آں خانۂ زاغ کہن | در کہنی کردہ زعنقا سخن
ناگہش از چشمِ بدِ روزگار | در گہرِ دیدہ درآمد غبار
گرچہ زسر تا بقدم سرمہ بود | سرمہ بہ بینائی پیراں چہ سود
چوں اثرِ درد بغایت رسید | بر سرِ مرغے بشکایت رسید
ہرچہ کہ از چشم رسیدش بسر | باز ترا دیدہم از چشمِ تر
محرمِ بیناؤ بصیرت شناس | در شبِ بے نور نگہ داشت پاس
گفت ستارہ بمحاق اندرست | زہرہ زکیواں بطلاق اندرست
مصلحت آنست کہ خیزی زپیش | باز شتابی بوطن گاہِ خویش
بر سرِ شاخے کہ سکوں کردۂ | عیش بیندیش کہ چوں کردۂ
برگ بہ برگ انچہ گذشتی براں | در نگر آلائشِ خود را دراں
انچہ نہ رنگے بوے از بوست | دیدہ بر و مال کہ داروے تست
زاں دُرِ ناسفتہ کہ بینا کشید | آں شبہ را رشتہ بہ مینا کشید
زاغ سبک عزمِ شدن ساز کرد | بال بہم برزد و پرواز کرد

ن۱ پہن درختے ن۲ ملامت ن۳ گرچہ کہ ن۴ در سرمر ن۵ محرم بینا سے بصیرت
ملتہ زوال ۶ زہرہ اور زحل کا قران عیاشی اور خماری کی دلیل ہے اور اکیلا زحل نحس ہے ن۶ نبید

هم بدرختے که وطن جاش بود — سوخته وار آمد و بر شد چو دود
هر ورقے راکه نظر برکشاد — بود چکیده نقطے زان سواد
دیمهٔ هر برگ ز ابریمے شاخ — داشت ازان سرمه سپیده فراخ
زاغ چو بنمالیه برگے نه چید — باز شد و باز نمود آنچه دید
گفت که دیدم همه بالا و پست — آرزوے دیده نیامد بدست
مرغ تناسنده دزیرک مزاج — دید چو ناساخته برگِ علاج
گفت چرا باید ازین گونه زیست — کاخرِ آن زار بباید گریست
یکدو ورق زان شجرِ چشم سالے — ازپئے امروز نماندے بجاے
تا تو چو مردم بغبار آمدے — مردمی خویش بکار آمدے
کوش که خسرو بحکومت روی — چند بآزار و خصومت روی
آشتی گر بکنی ننگ نیست — در نکنی نیز مکن جنگ نیست

مقالهٔ شانزدهم در سیرِ ستودهٔ انسان و سرِ شنودهٔ ایشان
وبلندیِ نشینِ سینهٔ ایام و پلیدیِ شستنِ سینهٔ انام
وچون کار با مردمِ دیوانه خراج ست سنگِ گران
باخود داشتن و چون سررشتهٔ الطاف در سلک

ن۱ می — ن۲ نمود — ن۳ بود

صحبت گم ست گوهر خویش از دست نه گزاشتن

هر که در[ن۱] سیرت نیکو بود — آدمی از آدمیان او بود
وانکه مزاجش همه زور ست و زور — دور ز ما ز آدمیانست[ن۲] دور
نیکی مردم نه نکو روئی ست — خوے نکو مایهٔ نیکوئی ست
مرد درون تیره و بیرون سلیم — زشت بود استر دیبا گلیم
نخل عیان به که بعشوه نوید — روے سیه به که ز بیسی[ن۳] سفید
پس بد بدخو[ن۴] که نکو رو نمود — با خط بد کلک منقش چه سود
باز بیا تلخ که جوشد چو مے — لیک سفا روے نماید ز دے
زفت و ترش هست[ن۵] هلیله ولیک — روشنی چشم شد از خوے نیک
الحذر از تیره دل و پر[ن۶] جفا — کو ز پس و پیش نماید صفا
آئینه را پشت چو روشن شود — وجه درونیش معین شود
سیب از ان ست دو رنگ از برون — کش دو سه دل هست سیه از درون
هست یکے رنگ رطب کش مقیم — یک دل خسته است سپید و دو نیم
در تن بدخو کرم[ن۷] و لطف ریز — خشم و جفا خود بودش خانه خیز

ن۱ دراں — ن۲ زما و آدمیانست — ن۳ زبستی — ن۴ چو شد جوے
ن۵ زفت و ترش روے هلیله است — ن۶ دل و با صفا — ن۷ کرم لطف

گو بکن ما که دل از سینه زند — گل تو مکن خار خود از بیخ کن
آنکه بزرگست بزرگی سرشت — گرمی کند همه بر بیخ زشت
شعشعهٔ برق دراز زدن ست — قاعدهٔ بحر فرو خوردن ست
سینهٔ دریا نشود پر غبار — گرچه که باران کندش سنگسار
نور خدا برد نداز خوے خویش — مو سپیدی کند از لحیے خویش
ذوقِ تو شد تیزی و خشم و ستیز — بین که بگریاندت آچارِ تیز
نار که دندانش بود در شکم — خورده شود او هم و دندانش هم
دون که در آزارِ بزرگان تند — میش بود کو دمِ گرگان زند
خس که بر د بینی شمع و چراغ — سوخته گردد هم از آن سوز و داغ
شعله چو ناگاه بر آورد بال — زود مرد بس که پرد از وبال
مور که پر یافت نه پر کم بود — پر زدنش زان سوے عالم بود
بر همه جا زخمِ وبالے کند — مار زره از پے سالے کند
خصم که پستی کند آسان مگیر — خفته نشاید به ره مار و تیر
نقشِ کژان راز کژی خواست نیست — دائره تا کژ نبود راست نیست
کالبد آن را که مدور بود — خشت مربع طلبد خر بود

نسخه کز گل نسخه ددد نسخه خار هم نسخه بزرگست بزرگی نسخه بر بیخ نو رفت
نسخه بارانش کند سنگسار نسخه برد بداز نسخه تیزی خشم و ستیز نسخه گرگان کند نسخه سوز و داغ نسخه زود ...
نسخه بر همه جا نسخه نشاید ہ خواست کے معنی خواہش کے بھی ہیں یعنی کسی دوسرے کوئی ...

آنکه سیه روی خلقت درست　　سرخ کجا گردد ش از غازه پوست
چهرهٔ هندو که سیاه است و تار　　سرخ ز شنگرف کند در بهار
خلقت آن کز پی کار بد است　　او همه تن آلت کار خود است
مار که رشته ست همه تن براه　　خواه بکنگر شود خواهی بچاه
شیر که گرد آفت صیدش خدای　　خنجر و تیغ ست همه دست و پای
زان بدی اندر دل او گشت و دوست　　کان بدی خود بخیالش نکوست
گرگ که نوشد ز دل میش خون　　سرخ دل میش نداند که چون
مردمی از مردم بی رو که دید　　روی در آئینهٔ زانو که دید
پیشه مبارک نبود شوم را　　سایه همایون نبود بوم را
از تن بدسیرت زیبا نه زاد　　کز ملک الموت مسیحا نه زاد
سرخی رو ز دد سیه را مجوی　　پوست کش او را که شود سرخ روی
جبه چه پوشی بخطیب سیاه　　برهنه کن جبه دیگر بخواه
ای همه عیب و دم حلق تو خشک　　آهوی بی مشک زند بوی مشک
اوست هنرور که بمقدار خویش　　بهره بغیری دهد از کار خویش
نبض که گیرد بکف استاد پیر　　تب زده را می شود او دستگیر

ن۱ گرد از غازه　ن۲ مار که رشت ست　ن۳ بکنگر شود　ن۴ زان بری　ن۵ دل شب گشت
ن۶ چه داند که چون　ن۷ پوست کش آن را　ن۸ چه پوشی تو بجا سیاه　ن۹ خلق تو خشک　ن۱۰ را آهوی
ن۱۱ آن دستگیر

سودِ کساں جوئے بد ہر کہن — نفسِ بدار منع کند منع کن

شمۂ خلقے ہمہ را در تن ست — لیک بہ تن نفسِ چو دوں ساختن ست

بس کہ رسد صندلِ تر جا بجاے — مارِش اگر سلسلہ نہند بپاے

خلقِ تہی کاسہ مدار استوار — زانکہ چو شد سیر بعکس ست کار

سگ چو شد آسودہ نشنید ز جوش — مردم آسودہ بُوَد فتنہ کوش

در ہمہ جا سنگِ محک از زر ست — زر محکِ مردمِ بد گوہر ست

مکرم اگر چند کشد کوبِ دہر — ہم دہد از منفعتِ خویش بہر

دُر کہ شکستند نہ باطل شود — سرمۂ چشم و فرحِ دل شود

ناکس اگر ہست بہ بستان و باغ — گندہ کند جیفۂ ماش دماغ

ہست دماغت ز دلِ تیرہ گوں — شد ز سیہ دانہ زکامت فزوں

پوشِ تکبر چہ دہد مایہ ہیچ — باد دمے را چہ بود پایہ ہیچ

چوں تنت از حکمتِ عالم تہی ست — گرچہ کہ پر باد کنی ہم تہی ست

۱؎ رسد صندل تر جا بجاے ۲؎ سلسلہ بہند بپاے ۳؎ خلق میں سے اگر کاسہ کے عدد نکالدیں باشارۂ تہی ۶۴۴ رہجاتے ہیں جس کے حرف د۔م۔خ ہوتے ہیں ان کا عکس خمد ہوا یعنی اس کا کاسہ خلق کج ہوگا کج کاسہ خالی ہوتا ہے۔ ۴؎ اس مصرع کے معنی صاف ہیں لیکن معمائی قاعدے سے اگر سیر کو الٹو تو ریس ہوگا اور ریس بیاے مجہول اور ریس بیاے معروف تجنیس خطی ہے اور ریس بیاے معروف کے معنی خشم اور غضب کے ہیں یعنی وہ غضب آلود رہیگا۔ اس کے علاوہ اگر کار کو الٹو تو راک ہوتا ہے راک کے معنی ابجد کے میں ۱ دہادہ جابجا بخل کی دلیل ہے۔ ۵؎ آسودہ خود فتنہ ۶؎ دمن روک ۷؎ بہ بستان باغ ۸؎ ہست دماغش ۹؎ بود مایہ ہیچ ۱۰؎ از عالم حکمت تہیست ۱۱؎ گرچہ کہ پر ماں کنی

دم کہ بما شورہ جولا کنی | بادِ تہی را تہی گہ کنی
خاک کہ دل نام وقارش کند | ہر ہی باد غبارش کند
باد چو بسیار بسر یافت راہ | بفگند از فرق بسیلی کلاہ
سر برد ار باد بسر در فتاد | تا نہ فتادہ ست مدہ سر بباد
آنکہ درو باد سرے راہ کرد | ہم ببریدن سرش آگاہ کرد
کاسہ کہ پیمانۂ خاک ست و بس | باد چہ پیمائی ازو ہر نفس
نیک مشو خاکی ازاں گونہ نیز | کآب نماند بوجودت عزیز
گرچہ کسے خاکِ رہ است از وقار | گشت چو بے آب شود پر غبار
اینکہ زمیں خاکِ قدم یابیش | بیں دلِ صد پارہ زبے آبیش
مرد کہ خورشید برد تاب ازو | سوختہ گردد چو رود آب ازو
آنکہ بود صد ہنر اندر تنش | سرزدہ ماند چو کنی سرزنش
میخ گز و خیمہ چناں بر رود | سرزنیش زیر زمیں در رود
وانکہ دہد ریش بہ سبلت کناں | کے رہد از بازی سیلی زناں
مسخرۂ عید کہ سیلی خورد | کس بسر و سبلتِ او ننگرد
آنکہ خورد سیر و پیاز از ہوس | رو ترش از وے بکند ہر نفس

لہ ما شورہ جولاہوں کی نلکی جسے نلہ چولانیہ۔ بادتہی بیہودہ بکواس تہی گہ۔ کوکھ یا پیٹ شکم دپہلو اب معنی صاف ہیں ۱۲
لہ باد بسر یافت راہ سا بوجود عزیز نا گرچہ بسے خاک نہ شود بے غبار نلا آنکہ اشپارہ و
نہ مرد کہ خورشید برد تاب نہ جو بری آب ازو نا ۔گردد نلا بازی سبلت زناں نلا خورد سرکہ پیاز

فخر کند نقب زن از کاوکاو ... ذوقِ مقامر بود از ششِ او
پرده دری کاہلِ خرد راستیم ... پرده دراں را شرفِ عظیم
طاس بیک رخنه که افتد بدست ... رخنه بغربیل باست از صد دست
آں که نشد برتنِ خود پرده دوز ... سوخته شد از فلکِ پرده سوز
چنبرِ خر گه چو شود بے نقاب ... تیغ ز صد رخنه زند آفتاب
سخره اگر یافت بلندی مبیں ... شیر نگردد سگِ کرسی نشیں
زندِ قفا خوار که بالا رسید ... هم ز قفا خوارگی آں جا رسید
آں که پرد باتشِ پیلاں بلند ... ق ... سیلے پیلش به بلندی فگند
بادخساں را چو به بالا رود ... چشم بجوآباں که دراں ست سود
دیده فرو بند بروزِ غبار ... تا زخسانت نرسد خار خار
زاہلِ روش کژ قدماں را نگیر ... اسپ کماں پائے نپوید چو تیر
کژ صفتاں است نه گردوں مدام ... برتر از اربابِ بصیرت مقام
چشم ز ابرو ست بسے زیردست ... ناظرِ ما در تهِ حاجب نشست
پر ہنر از بے ہنراں لقمه خواست ... تیشه وزیرست و تبر بادشاست
ہرچه که آرد تبر از کارِ خویش ... تیشه کند خرج بهنجارِ خویش
با ہنر ار بیش و کم ست از درم ... هم ہنر ساز مگو بیش و کم

---

(۱) مقرر شود (۲) دو ز (۳) زند (۴) سفله (۵) خود مے (۶) ہاتھی کے سکھانے کے لیے چمڑے کا تکیہ بناتے ہیں اُس میں کچھ بھر دیتے ہیں ہاتھی اسے اُچھالتا ہے اور پھر پکڑ لیتا ہے۔ اس لیے شاعر کہتا ہے کہ تکیہ کی بلندی ہاتھی کی زد سے ہے اصلی نہیں اس لیے اس پر کیا فخر کیا جاتا ہے ۔ (۷) پوشاں (۸) پوید (۹) بر آرد (۱۰) بیس

برزرِ بیگانہ مخور زینہار | سیر نشد مردمِ زنہار خوار
حسرت و افسوس نہ بہرِ خورست | وانکہ خورد بیش گرسنہ ترست
بہرِ سزا کردنِ حاسد مپاے | کاہشِ او بس بود او را سزاے
تو ادبِ نفسِ بد اندیش کن | بے ادباں را بادبِ (۱) خویش کن
آنکہ بدل ذوقِ ادب یافت بیش | بس کہ کند بے ادباں را چو خویش
آہوے وحشی چو چرِ جا نہ خورد | آہوے دیگر زبرون صید کرد
آنکہ ادب ہست بہ بنیادِ او | فکرتِ او بس بود استادِ او
طوطی کہ (۲) استادِ مقالِ خود است | ز آئینہ شاگردِ خیالِ خود است
آنکہ ز سختیش (۳) خمی کمترست | با ادب آموختگاں خم ترست
پیشِ کماں مرد چو زانو زند | پشتِ کماں نیز تواضع کند
بیخِ بزرگی بادب محکم ست | عیش حرامست چو حرمت کم ست
خندہ و طیبت چو گل و لالہ کن | نے بسخن دشت پر از ژالہ کن
آنچہ بود بیخرداں را فرح | بر خرداں راست نبردِ سلاح
طیبت خاماں کہ (۴) زند بوی خوں | نافہ کہ خام ست نیرزد بسے دوں
ریشِ تو (۵) گر ہست مثلِ پرِ زاغ | سبلتِ پیراں مکن از بہرِ لاغ

---

(۱) ادبِ خویش (۲) طوطی استاد (۳) سختی سے خم دینا شاذ ہے بلکہ خود جھک کر جھکا لینا آسان ہے ۱۲ (۴) چہ دہ (۵) اگر

ور تو سمن عارضی و گلعذار — آینه پیش رخ زنگی مدار

زشت نه بی مصلحت آراستند — مصلحت این بود چنین خواستند

شد حبشی بر حبشی خنده ریز — ق — داد جوابش حبشی از ستیز

نقطهٔ از من بتو زیب تن ست — نقطهٔ از زنگ تو عیب من ست

گرچه سگ از خلق بنسبت فروست — عاقبت از غیب متاعی دروست

بس دم گاوان که پی جاه را — گشت محاسن فرس شاه را

گرچه فرود همه مرغان ست زاغ — خال جمال ست بر خسار باغ

بین بنهاد که بود عیب بین — تا تو گهرچین شوی او مهره چین

آنکه دهد زهر بناتش رسان — وانکه کشد آب حیاتش رسان

تا شود از عقل سلامت پسند — خطبهٔ اخلاق بنامت بلند

حکایت دم زندگانی بخش عیسی روح الله علیه السلام

صبح دمی رفت مسیحا بدشت — سبزهٔ صحرا بدمش زنده گشت

بنجر دی در رخ آن گنج راز — کرد بدشنام زبان را دراز

هرچه که گفت او سخن ناصواب — زین طرفش بود برحمت جواب

---

(۱) گر (۲) است آنکه چنان (۳) کس (۴) بوی (۵) بود
(۶) زمش

او بخصومت ہمہ نفریں فزود — ویں بلطافت ہمہ تحسیں نمود

گرچہ زد او خنجر پہلو گزاے — بود ز عیسیٰ نفسِ جاں فزاے

گفت رفیقی کہ نگو نیست چیست — پیش زبوں گیر زبو نیست چیست

زد چو بروئیت ستم افزوں بود — تو سخن از لطف کنی چوں بود

گفت مسیح از دمِ روح الٰہی — کاے ز دمم جانِ تو بے آگہی

ہر کس ازاں سکہ کہ در کانِ اوست — آں بدر آرد کہ بدکانِ اوست

از خم سرکہ است کجا می دہد — وانکہ نباتست بدل کے دہد

من نشوم چوں زد سے افروختہ — او شود از من ادب آموختہ

من کہ ز دم مایۂ دہ جاں شدم — ایں صفتم داد خدا زاں شدم

خلق نکو باد مسیحا بود — پاسخ بد مرگِ مفاجا بود

خسروا اگر خوشدمے از ہمدماں — رو کہ توئی عیسیٰ آخر زماں

مقالۂ ہفدہم در غنیمت داشتنِ شبِ شباب کہ نور افزاے مشعلۂ حیات ست و قیمت دانستنِ قوت و تاب کہ رنگ زداے آئینۂ ذات ست و بر متاعِ زندگانی امین بودن

بحضورش — زد — نے — بروں — عسل کی — ہمدمے

که روز روشن ست و روے خورشید و دل سپید و موے
سیاه نابستن که شب دل سیاه گردد و موے سپید

باغ در ایام بهاران خوش ست — موسم گل با رخ یاران خوش ست
چون گل نوروز کند نافه باز — نرگس سرمست درآید بناز
سبزه برآرد خط عاشق فریب — از دل بیننده رباید شکیب
برگ شود برگ نسرین فراخ — آب چکد زابر بر اندام شاخ
سرو تر اندام ز لطف صبا — از خز بے تار بپوشد قبا
تازه شود لاله چو رخسار دوست — غنچهٔ نوخیز نگنجد بپوست
بر رخ گل غازه کند لاله زار — جلوه کنان دست برآرد چنار
از خط سنبل که معنبر شود — خاک چمن غالیه تر شود
ابر بگرید بر رخ بوستان — باغ بخندد چو لب دوستان
تا بنهد بر جگر لاله داغ — گل همه از باد فروزد چراغ
بط ز ترانه که برود آورد — فاختگان را بسرود آورد
گرچه کند مرغ ز مستی خروش — نیز نهد بر سر گل پا بهوش
باز چو گل رخت بریزد ز خار — خنده فراموش کند لاله زار

---

۱ دم ۲ کشد ۳ از تن و اندام ۴ بے یار ۵ تر ۶ گل لاله ۷ آب کند ۸ [illegible]
۹ کشد

باغ دہد حلۂ رنگیں بباد — غنچہ بہ بند و لبِ شیریں کشاد
سروِ سرافراشتہ پست اوفتد — در ورقِ لالہ شکست اوفتد
نافۂ شگوفہ ندہد بوئے مشک — پر شکند فاختہ از شاخِ خشک
مرغ خورد برگلِ نسریں دریغ — بید بیارد بسرِ سبزہ تیغ
نسترن از شاخ در افتد نگوں — خشک شود در جگرِ لالہ خوں
سرو شود چشمہ چو افسردگاں — زرد شود سبزہ چو گلِ خوردگاں
شاخِ بنفشہ کہ ز جا بر شود — گزدمہ دیدۂ عبہر شود
برہنہ گردد چمنِ حلہ پوش — شاخ دہد مژدہ بہ بہیزم فروش
خنجرِ سوسن چو نیفتد بر زمیں — سایہ ببرد ز سرِ یاسمیں
ابر نبارد و گہرے از سپہر — خار نخارد سرِ نسریں بمہر
عہدِ جوانی کہ بہار تن ست — نسبتش اینک ہم ازیں گلشن ست
تا بود اسبابِ جوانی بہ تن — روئے چو گل باشد و تن چوں سمن
تازہ بود مجلسِ یاراں بتو — جلوہ کند صفِ سواراں بتو
شیفتگاں دیدہ بروئیت نہند — رختِ ہوس بر سر کوئیت نہند
نکہتِ گیسو چو نسیمِ سحر — رنگِ بناگوش چو نسرینِ تر

---

(۱) بخندہ (۲) نافہ (۳) سرنسر (۴) برگل ونسریں
(۵) گزدمہ کہتے ہیں بس کنشہ کو یہاں مراد ہے کہ نرگس کی آنکھوں میں تکلیف وہ ہو جاوے۔
(۶) کہ (۷) نبارد (۸) زتو (۹) زتو

نرگسِ تو بادہ نداند گناہ — غنچۂ تو خندہ نہ از رو نگاہ
تاب دہد چہرہ ز برنائیت — میل کند سینہ برعنائیت
دیدہ سوے فتنہ پرستی کشد — دل ہمہ در شوخی و مستی کشد
نازکنی ناز کشندت بجاں — دل طلبی نیز دہندت رواں
روز چہ جوئی بہ شبت آں رسد — تا شبِ تو نیز بپایاں رسد
نوبتِ پیری چو زند کوسِ درد — دل شود از خوش دلی و عیش سرد
گونۂ رخسار بزردی زند — آتشِ معدہ دمِ سردی زند
موے سپید از اجل آرد پیام — پشت خم از مرگ رساند سلام
در تن و اندام در آید شکست — لرزہ کند پاے زہستی چو دست
چشم شود منزوی از خانہا — رخنہ شود در رستہ دندانہا
قوتِ دل بشکند و زورِ تن — پوست جدا گردد چوں پیرہن
چنگ صفت رگ جدا از پشتِ پیر — تار بجنبد چو کہن شد حریر
عشقِ بتاں بار بریزد ز دوش — دیگِ ہوس باز نشیند ز جوش
تیرہ شود مشعلۂ نورِ عین — دل بمصلا کشد از کعبتین
خشک شود عمدہ بازو چو کلک — سست شود مہرۂ گردن بسلک

---

(۱) غنچہ (۲) زیبائیت (۳) کشد سرمہ (۴) بار (۵) بار (۶) فرد
(۷) ارّہ (۸) بجنبد (۹) تازہ بہارِ عنے (۱۰) بسلک

کند شو و باد ہوا راستان   میل زمعشوق بتابد عناں
از مے و گلزار فراغ او فتد   زہر ضروری بد ماغ او فتد
بر ہمہ ایں دور دما دم رسند   از ہمہ بگذشتہ بہا ہم رسند
آہ کہ ایام جوانی گذشت   عمر بداں گونہ کہ دانی گذشت
داعیہ کم گشت و ندامت فزوں   رفت ز سر باد رعونت بروں
سینہ بتر ید طرب را امید   لالہ کبود م شدہ سبزہ سپید
ماند ز رفتن قدم رہ گرائے   تنگ بتنگ پائے بروں شد ز پائے
آئینہ زانوئے پولاد ساز   گشت چو بر نرم آتش آہن گداز
رفت ہوائے نے و نوشم بروں   کرد قضا پنبہ ز گوشم بروں
نہ فلکم بر چہل افزود ہشت   تن کہ دو رو بود دو تا نیز گشت
ششدرہ راہ سہ پنجم کشاد   ہفت و نہم در شش و پنج او فتاد
گرچہ مہ چاردہ من بکاست   دل ز سر چاردہ بازی نخاست
عمر بہ بازی و نادانی است   بست شد آغاز پریشانی است
از ورع و زہد رسی تا چہل   ہر چہ کنی خوی پذیر ست دل
چوں ز چہل پائے فراتر نہی   سکہ محال ست کہ دیگر نہی

ن ۱ باد ن ۲ آں ن ۳ رسید ن ۴ بگذشت ن ۵ رسید ن ۶ ایکہ چو
ن ۷ گشت ندامت ن ۸ جو بر ن ۹ جواں بود دو مو ن ۱۰ ششدرہ دہ نرد کا مہرہ ہے جو حرکت نہ کر سکے۔ پنج مستعار چیز دنیا۔ ہفت و نہ۔ آرایش شش و پنج۔ معرض تلف اور بازی کا نام ہی بز معنی صاف ہیں۔ ن ۱۱ راکہ پنج ن ۱۲ چوں تواں از پس پنجہ نشست ن ۱۳ براں گونہ

ازپسِ پنجاه درآید شکست — ولے بد بگو نه که زقتی نشست
ازپسِ هفتاد بیافتادنی ست — حد بقاراں سوے هشتاد نیست
درنود آئینِ حیات اندکیست — زیستن و مرگ به نسبت یکیست
دربصد افتد حد پائندگی — مرگ نکوتر زچناں زندگی
مهلت تو گر صد و یا پنجه است — ازپے آرائش زادِ ره است
چوں تو دریں تخته نداری شمار — عمر چه ده چه صد و چه صد هزار
چوں رودت روز برد و شراب — روکه هم اندر عدمی مستِ خواب
هرکه او دردِ سبیلی خورد — لعبتِ عید است که سیلی خورد
پیری ندانی که از پنبه خاست — راست مداں پشم ز پنبه جداست
پیر نگیرند بموے سپید — تا بره پیراں نبود زو امید
باش چو کافور به پیرانه سر — پاک ز بیروں و دروں سربسر
نافه مشو کزپے خونِ تباه — موے سپیدش بود و دل سیاه
چند سیه ترشب تو هر نفس — نورِ خداوند چراغ ست و بس
کو زشدی نفس مکن چینه خوار — زنده بود زاغِ کماں را شکار
پیر شدی پیشهٔ پیراں پذیر — زشت بود لعبِ جواناں زپیر

---

۱ پنجاہ تواں ازپس پنجه نشست ۲ براں گونه ۳ بصورت ۴ صدیا ۵ دراں ۶ بسر ۷ ایک کھیل ہے که عید کے دن کوئی کھلونا ہوتا ہے اسکے دھولیں مارتے ہیں ۱۲ ۸ بداں ۹ چراغت نه ۱۰ کمان کے گوشه کی نوک ۱۲

پیر که بر رسم جوانان زید | مرده بود گرچه بصد جان زید
وانکه جوان پیر بتر زو بر گشت | طفل بود گرچه بمو پیر گشت
نسبت پیری و جوانی بموست | هر چه بهنگام بود آن نکوست
موی که سازند سپید از گلاب | سخره چو موی سیه است از خضاب
عمر چو از حیله نخواهد فزود | سبلت رنگین بتکلف چه سود
خنده چه بینی بجهان ریش تر | مرگ که او خنده زند آن نگر
پیر که از لرزه برآرد علم | فاتحه یاسین شودش در قلم
ای حرف الحمد چه خوانی بتن | نوبت یاسین ست کنون جان بکن
هست چو دوران فلک تیز رو | دانه بدست آن چه کهنه چه نو
بین تو که هر پیر نگون در مغاک | چند جوان دیده بود زیر خاک
راه مخوف است مخسپ ای جوان | خیز که بگذشت ز پل کاروان
رخت گران افگن و برد آر پای | تا نچنین راه نمانی بجای
خواب تو بسیار شب اندر گریز | تات سپیده نه دمیداست خیز
توبه گه کام روانی خوش ست | دولت تقوی بجوانی خوش ست
پیر که خوابش نپرسند باز | حیل چه کند گر نه نهد در نماز

پوست — تر — گر — کمن — بدستش — تو — بگزار — که امروز توانی

معجب کند چه بگیرد ز کسی ‌‌ ‌ چون نئی او زدن ستانه نفس
کاہلی آئینِ گرانان بود ‌‌ ‌ بیخ گُسَتی کارِ جوانان بود
ہر که چراغی بجوانی نسوخت ‌‌ ‌ خانه به پیریش بباید[1] فروخت
نقد بکار اعمل اندوز کن ‌‌ ‌ قیمتِ فردا ے خود امروز کن
خیز زکوتے بجوانی[2] بده ‌‌ ‌ کیسه پرست آنچه توانی بده
چیست زکوتے تن آراسته ‌‌ ‌ راستی از سروِ[3] جوان خاسته
پیشِ همه راستی اندر وجود ‌‌ ‌ ق پیشِ خدا پشت خم اندر سجود
تا زپئے دشمنِ دیں ہر زماں ‌‌ ‌ شخصِ تو ہم تیر بود ہم کماں
به بجوانی که کماں قد شوی ‌‌ ‌ زانکه چو پیری رسدت خود شوی
چند قدم را بگرانی زنی ‌‌ ‌ کوش که رکعت بجوانی زنی
زانکه چو پیری خمِ صورت کند ‌‌ ‌ خواجه رکوعے بضرورت کند
تیر قدے برسرِ پیرے نژند ‌‌ ‌ گفت ببازی که کمانت بچند
گفت مکن نرخِ تہی مانگاں ‌‌ ‌ رو که ہم اکنوں رسدت رایگاں
عہدِ بہار از گلِ شبگیر پرس ‌‌ ‌ ذوقِ جوانی ز دلِ پیر پرس
پیر شناسد که جوانی چه بود ‌‌ ‌ تا نرود از تو نه دانی چه بود
فارغے از قدرِ جوانی که چیست ‌‌ ‌ تا نشوی پیر ندانی که چیست

ل۱ نباید ل۲ زجوانی ل۳ پیر جوان ۵ تانشوی پیر

حکایتِ پیرِ صاحب نظر و جوان تعبیه گر

صبح دمے لاله رخے چون چراغ | رفت خرامان بتماشاے باغ
نوش لبِ قهقهه شکر فشاں | جعد چو زنجیر بپایش کشاں
فتنه رخش نرگسِ بیمار هم | اشکنهٔ زلف بخروار هم
راه روی در چمنِ باغ بود | در دلش از کثرتِ گلہا داغ بود
میشد و در گل نظرے میفگند | وز شغبِ مرغ سرے میفگند
فرق فروهشته چو ابروے خویش | پشت نگوں کرده چو پهلوے خویش
گرچه ز پیریش ستنے بود کوز | میلِ جوانانش جوان بد هنوز
سردِ خرامنده که بگذشت ست | مستیِ او توبهٔ صوفی شکست
گفت درنگی که تماشا کنم | سودِ خود اندر سرِ سودا کنم
لاله که امروز بخندد بباغ | تا شبِ فرداش نماند چراغ
رخ بنما اے صنمِ خنده ناک | پیش که از خنده بغلطی بخاک
گل که بتری ندهد گل فروش | خشک شود سود ندارد خروش
تازه نکوئی قدرے سوی تست | حور و ملک در هوسِ روی تست

---

(۱) صبحدماں (۲) نظر (۳) طرف (۴) ... ؁ (۵) اشکنه - چین اور شکن ۱۲
(۶) کنیم (۷) سودا بدسر (۸) کنیم (۹) باغ
(۱۰) تا شب فرداش نیاید چراغ۔

خوبی ازاں پس کہ نماند بسے — بس کہ نمائی و نہ بیند کسے

بر شکن راہ نہانی تبرین — پیری من بین ز جوانی تبرین

جاے نظر ہست ملامت مکن — وعدہ بفرداے قیامت مکن

شاہدِ رعناے جوانی فروش — ق — کرد چو دیباچہ عارف بگوش

دید ببازی سوے پشت دوتا — گفت نگوں گشتہ چہ جوئی برا

پختہ کہ شد سوختہ زاں حرفِ خام — ق — داد باندیشہ جوابے تمام

گفت چہ جویم سر افگندہ پیش — نقدِ جوانی کہ نیابیم بیش

گم مکن اینؐ یافتہ نقدِ عزیز — بیش کہ جوئی و نیابی تو نیز

خدمتِ پیراں بجوانی پذیر — تات چو خسرو کند ایام پیر

مقالۂ ہیجدہم در دواد وِراہِ نجات وجنات کہ اوّل بہر دولت ست وخیز اخیز از خوابِ غفلت وعطلت کہ آخرِ ہر دولت است و بیدار کردنِ مرداں تا غافل نباشند تیغ زدن قطعِ ایام کہ الوقتُ سیفٌ قاطعٌ والناس نیام

اے زشبِ ہجر گراں سایہ تر — وز نفسِ عمر فرومایہ تر

لہ آن   تہ امانۂ قطعی

سایہ صفت چند تواں خفت چند — خیز کہ خورشید برآمد بلند

صبحِ قیامت بجہاں در دمید — سایۂ تو ہیچ نخواہد رمید

خاست زاوجِ فلک آوازِ صور — ہیچ نشد خوابِ گرانِ تو دور

تات زمانہ زعریٔ[۵۳] شہ نخواست — بایدت از ناتگہِ دہر خاست

صاف مبیں شربتِ دوراں مدام — کت نگوں آرد چو فرو شد بکام

منج[۵۴] مشو بر فقعِ تنگ دہر — چوں زدیت شربتِ آبیست زہر

منج فقاعے گرہ پیچ پیچ — چوں گرہش باز کشایند ہیچ

شعبدۂ دہر ز روے دلیل — عشوۂ عال شد و عذر بخیل

عبرہ[۵۵] کہ جوید بخراب اندروں — تشنہ چہ نوشد بسراب اندروں

کم شود از دہر فروغِ عیاں — کش نبود تیرگی درمیاں

شنبہ و آدینہ بیکجا مدوز — یکشبہ فرق ست میانِ دو روز

زینتِ دنیا چہ تماشا کنی — بہ کہ بپایانش تماشا کنی

جلوۂ[۵۶] طاؤس مبین در قباش — موزۂ کیمخت سیہ بیں بپاش

---

۵۳ عُری۔ بالضم ننگاپن۔ شطرنج میں بادشاہ کے سامنے اگر کوئی مہرہ نہو تو وہ ننگا کہلاتا ہے اور ہر مہرہ کی شہ اس پر پڑ سکتی ہے شاعر کہتا ہے کہ بیکسی سے پہلے عزم آخرت اچھا ہی ۱۲ ل۵ نگوار د چو خود

۵۴ منج بالضم وہ ہرے رنگ کی کھی کہ جہاں وہ بیٹھے وہاں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ فقع۔ گوز سڑی ہوئی ہوا جو پائیں سے خارج ہو۔ مجازاً عیدی ۱۲

۵۵ عبرہ عبور کرنے کا محصول مجازاً ہر محصول یا زمین کا لگان ۱۲

۵۶ طاؤس کی قبا پر نظر مت کر واس کے پیروں کو دیکھو کیسا برا موزہ پہنے ہوے ہے ۱۲ ل۵ در قماش

چرخ نگر آینهٔ آهن ست ——— زانکه درون تیره و بیرون روشن ست

صورتِ آئینه ریائی سشما ——— کانچه که بنمود بعکس ست کار

پویه که این گرگ چو سگ میزند ——— دزدِ حیات ست که تک میزند

هر نفسی دزد پیِ عمر از نوی ست ——— دزد که او عمر بدزدد قوی ست

نادره دزدی که پیِ سوز را ——— دزدد ازین گونه شب و روز را

نیست عجب دزدی گردون بروز ——— وین عجب آمد که دود پشت کوز

چند برائی که پرانم بجنگ ——— از دو سه تن بلکه زده تن خدنگ

شستِ اجل بین که زبس کینه ها ——— دوخت بیک تیر همه سینه ها

یک دمِ عمرِ تو که چیزی کم ست ——— بادِ بروتِ تو همان یکدم ست[۵۳]

تا نشود کم ز بروتِ تو دم ——— کی شود این باد بروتِ تو کم

روز جوانی شد و یادش مکن ——— این دم پیری ست بیادش مکن

سهل مبین گنبدِ فیروزه را ——— قدر بدان فرصتِ هر روزه را

از پسِ مردن ز عمل نور نیست ——— عیدِ دگر از پسِ عاشور نیست

بس که ندارد فلکِ گشته سر ——— خاصه که در ظلمتِ دنیا نظر

سر چو زد در انت دگرگون شود ——— در چه تاری نگری چون شود

---

۱ کائینه آهن ۲ صفوت ۵۳ باد بروت گمند تکبر ۴ بود

لیک تماشا نیست اینجا خسی است | دستِ فلک از چو تو لعنت بسی است
آنکہ داد برنجش صلا | رخنہ زہر سوش کشاید بلا
گرچہ بز از گرگ شود گوشہ گیر | کی رہد از دشنۂ قصابِ پیر
صعوہ کہ در دام طپید و بمرد[۱] | خواجہ رہا کرد و غلیواز برد[۲]
از تہِ[۳] گل دانہ بگو ہاے سنگ | ماند[۴] ز غربیل بجہاے تنگ
آنکہ نہ پشتیش ز پی تکیہ است | پشت ندارد ز پی تکیہ راست
کوز چو خواہد کہ نشستاں[۵] او فتد | مہرۂ پشتش بزیاں او فتد
رخ[۶] شود از مالشِ تن چیں پذیر | چیں برخ آرد[۷] چو بمالی حریر
از پیٔ ایں غلہ کہ بیہودہ گشت | رنجہ مشو چوں قلم آسودہ گشت
رنجہ در آں[۸] باش کہ فرمودہ اند | کانچہ نیاسودہ بیاسودہ اند
آں طلب امروز بہر گوشۂ | کز پیٔ فردات دہد توشۂ
باش چو در ہندسہ اول رقم | در رہِ وحدت[۹] بستادن[۱۰] علم

---

[۱] برد [۲] خورد [۳] ارچہ۔ ازچہ [۴] زمین میں سے پیداوار ہوئی چکی میں پسی چلنی میں چھن کر ٹکے میں قید کی گئی ۱۲ [۵] باز [۶] رستاں چت ۱۲
[۷] رخ شود۔ دعوی ہی دوسرا دلیل بدن کو جب تکلیف ہو گی تو چہرہ پر شکن پیدا ہو جائیں جس طرح اگر ریشمی کپڑے کو منہ سے ملو تو اوس میں شکن پڑ جاتی ہیں ۱۲
[۸] آید [۹] بران [۱۰] توحید پر قایم رہنا ۱۲
[۱۱] بستادہ

صفر مشو گوش تگرگی پیچ پیچ — چون بیانش نگری با ہیچ

ما نہ بدہر از پئے مال آمدیم — کز پئے تحصیلِ کمال آمدیم

ہر کہ ازیں شہر کمالے نبرد — غرہ شدش تلخ دجائے نبرد

ماہ شب چاردہ زانسو ترست — ہر شب و ہر روز سیہ رو ترست

اوج رود تا بزوال آفتاب — وز پسِ آں در زمیں آرد شتاب

روزِ بقا چوں بزوال او فتد — از پسِ آں تن بملال او فتد

چوں ہمہ روزت نبد اعمالِ خوب — سجدہ مکروہ بود در غروب

قافلہ در شام رسید و ہنوز — از قبلِ خویش تو در نیمروز

آدمیاں را سخنے بس بود — گاؤ بود کش خلہ در پس بود

بہ نشد از پند کژیِ خساں — کم نشد از لت بدیِ ناکساں

خاک نگردد سبک از رو فتن — آب نگردد تنک از کو فتن

آنکہ سرش تیز بود بہرِ کار — ہست بہر پردہ رہش صد ہزار

جامہ کہ بہرِ روش سوزن ست — تار بتارش ہمہ پر روزن ست

خفتہ نخیزد تنِ نازک مزاج — تا ز درشتیش نسازی علاج

پنبہ چو بادانہ بہ بستر خزد — پہلوئے خسپندہ بدنداں گزد

---

۱ کمر ۲ کمالے ۳ برد ۴ رسیدہ ۵ خلہ بفتح اول و ثانی یعنی سیخِ سر تیز و ہر چیز کہ خلندہ باشد و در اردو آر گویند ۱۲ ۶ پردیزن ۷ نباشد

جلوه گرِ دستِ زنانن۱ شد نگار   آبله باشد کفِ مردانِ کارن۲

آنچه زدستِ تو دهن می خورد   رشوتِ آسایشِ تن می خورد

گر دهن از لقمه بخواهد مزید   معده زدندان نتواندن۳ گزید

گر نرسانی بدهن لقمه سیر   هر سر مو شعله برآرد ز زیر

کشتنِ آں شعلهٔ دوزخ شرار   کارکن و چشمهن۴ ز هر مو برآر

چند درین گنبدِ گردانن۵ بگشتن۶   خوردنِ بیکار چو گاوان بدشتن۷

آنکه پرستد شکمِ خود بپوست   در شکمش بین که چه معبودِ اوستن۸

برهمن از گاؤ پرستی خرست   خر ترا ازن۹ او هندوی سرگین پرست

کم علفی زنده بجانت کند   معده چو پرگشت زیانتن۱۰ کند

فاقهٔ ده روزه نه چندان بود   هیضهٔ یک لحظه غمِ جان بود

دشمنِ تست این شکم دام دار   دامِ شکم به که بدوزی بخار

پشت قوی دار که کار از ویست   ترک شکم گیر که بار از ویست

مزبله جوید شکم زله چین   پشتِ بلندان نرسد بر زمین

مرغ نه بینی که پرد چون دلیر   پشت زبر دارد و اشکم بزیر

راحتِ مردم ملبک سارسیت   انچه گران مزد گران بارسیت

از شکمِ جیفه ستوهن۱۱ تن ست   پشت که صلب ست شکوهِ تن ست

ن۱ زبان ن۲ مردان بکار ن۳ نتاند ن۴ چشم زهر مو برآر ن۵ گنبد گوزت ن۶ گردان بجست ن۷ بگشت
ن۸ چه معبود اوست ن۹ ازان ن۱۰ اگرانت. ن۱۱ ستوه بمعنی تنگ آمده و عاجز شده و بمعنی مصدر نیز آمده ۱۲

معده سبک دار که ره رفتنی ست — چارهٔ سر کن که کله رفتنی ست
پشت شتر[۱] از بارِ گران سوده گشت — هر که سبکبار شد آسوده گشت
گاو بیک گو[۲] ز خرام افتد — مور نرنجد چو ز بام افتد
ذره چو در رقص شود در هوا — نیست از آنجاش فتادن ورا
پیل که کوهی بتواند ربود — پنبه بجز طوم نتاند ربود
تن که گران ست شود رهگرای — آنکه گران جان ست نجنبد ز جای
جانِ گران لنگر آهن بود — بادِ مخالف خللِ تن بود
راه دراز آمد و بارت گران — بار فگن ورنه کن از ره کران
در بنه[۳] در مرحلهٔ دل بری — هم خرد هم بار بمنزل بری
راه روی را که درین ساحل ست — عبرهٔ دریای فلک[۴] مشکل ست
تا نشوی غرقه بگرداب تیز — در کنف پیرِ معلم گریز
ره طلبی کان نبود رنج بخش[۵] — خفته بکشتی و نشسته برخش
ساکنِ کشتی[۶] که به تسلیم رفت — خفته ز اقلیم باقلیم رفت
خرقهٔ صد منجی او تا دهست — کشتی نه بحر براهل نشست
مور که جا در پرِ مرغان گرفت — ره ز فرش تا عرش آسان گرفت
راهبر اندر همه جا چابک ست — کاهلی از راه روی نازک ست

---

[۱] پشتِ سر [۲] گو بالفتح اوّل و سکون واو مغاک و زمین نشیب ۱۲ [۳] بنه بمعنی رخت و اسباب
[۴] منزل [۵] ره طلبی کان نبود رنج بخش : خفته ز اقلیم باقلیم بخش

در همه جا حرف که با هم بود | حرف نخستین بسکون کم بود
هرکه نشد پی به پی رهشناس | ماند سراسیمه چو گاو خراس
هست پی راهروان درگذر | راهبر راهروان دگر
پی چو ز شارع بدگر سو کشد | گمشدگان را بکجا پو کشد
بی سری اندر همه جا هست عیب | خاصه براهی که کشد سر بغیب
چون همه جا نقش بشر با شرست | پس چو بشر بی سر گردد شرست
لیک نه هر سو روشی پیشه گیر | پیر یکی گیر و باندیشه گیر
راهبری جو که کم آسوده گشت | سبزهٔ چرخ از قدمش سوده گشت
گر به چنین راهنمائی رسی | در پی او رو که بجائی رسی
روز تو شب شد طلب نور کن | پردهٔ غفلت ز نظر دور کن
بر بصر افتد ز تغافل نقاب | بسته شود دیدهٔ بینا بخواب
کاهلی و خواب چو شد یار مرد | شخص چو گل گردد و رخسار زرد
نفس ترا کاهلی از پا فگند | بسکه همی بشکندت بند بند
کاهلیت کت بشکند استخوان | بشکندش بیخ ز هی ناتوان
وانکه کند آدمی از گل کلال | آدمیش خوانی و باشد سفال
مهره نباشد لب سوسمار | صید نگیرد سگ یخنی شکار

نل ۱ با خم نل ۲ برگزر نل ۳ بی سرست نل ۴ بابش نل ۵ بجهش نل ۶ دائره ع ۷ یعنی تنبل و برهنه
۸ گردد نل ۹ حساره نل ۱۰ یخنی ذخیره ۱۲

پاس چشم دگران داشتن — لنگر خود خواب گران داشتن

آنکہ بود خواب گران لنگرش — بار دگر چون کشد آخر سرش

کے بود آنکس چو فرشتہ پراں — کش شود اندام ز لنگر گراں

خود بتن ما کہ بخود پر کم ست — لنگر از خواب گرانتر کم ست

سنگ بسر گام تواں زد ہزار — خواب بسر پاے نخیزد بکار

شرع کہ رو شستن از آبت نہاد — از پئے بیداری خوابت نہاد

رنج کش ار خواب فگندت بروے — واز خوے پیشانی خود رو بشوے

مرد چو از رنج شود غرق خوے — خواب وداں دست بشوید ز روے

آنکہ خورد غوطہ بآب اندروں — کے رود آں لحظہ بخواب اندروں

میم سگے چشم فراہم نداشت — خفت الف کو حرکت ہم نداشت

گرچہ الف اوّل اصحاب گشت — زیر نشین ہمہ زین خواب گشت

حکایت جوئندۂ شب قدر کہ سالہا دیدہ را از خواب شب تار دوختہ بود و چون نعمت آں شبش رسید خوابش ببرد

عارفے از زندہ دلاں نہفت — تا چہل سال بشبہا نخفت

گرچہ کہ ہم غرہ و ہم بدر داشت — آرزوے نور شب قدر داشت

ز۱ پرد ز۲ بر ز۳ پر کم۔ بیکار افتادہ۔ ناچیز۔ زبوں ۱۲ ز۴ ہردم ز۵ گراں ز۶ فگندن
ز۷ اورا ز۸ کہ ز۹ گراں

هر مژه‌اش سوزنے اندوختہ　　دیده بدامانِ فلک دوختہ
یک شبے ز انجابش کہ ردنے نبود　　نرگسِ مستش سوے بالیں غنود
پہلوے سنگیں بزمیں نرم کرد　　دیده بخفتن قدرے گرم کرد
تا رخ ازاں خواب ستمگاره شست　　آمده بود و شده رستے کہ جست
صبحدمش ہاتفے آواز داد　　کانچہ شد اکنوں نتواں باز داد
آں ہمہ بیداری چل سالہ پیش　　چشم تو بفروخت بیک خوابِ خویش
خواب دمے بہره چو زیاں دہد　　خوابِ ہمہ عمر چہ حرماں دہد
خسرو اگر زنده دلی زینہار　　ایں نفسے چند بجاں زنده دار

مقالۂ نوزدہم در شکایتِ گردوں کہ مہرِ او در بیاباں بے آباں را آفتابِ بے آب میرساند و درِ او ہوشیاراں را خراب و بے آب میگرداند و برآوردنِ دمِ سرد برائے ہمدمانِ گرم خوں کہ از آسیبِ ہر تیز رو پیوندہائے ایشاں جدا جدا گشت و فرو بردنِ بادِ حسرت از یادِ فرو رفتگانِ خاک کہ گوہرہائے ایشاں در زیرِ گِل ناپیدا گشت

ن۱ ہر خرهٔ　ن۲ درماں　ن۳ ہوس بازاں　ن۴ باد

اے شدہ مغرور بہشتِ خیال — جلوہ کناں در تتقِ ماہ و سال
پرورشِ مادرِ گردوں مبیں — کاتبتِ جانِ کس ست انگبیں
ہر کہ ازیں شیشۂ مے کرد نوش — خونِ وے از سینہ برآورد جوش
بادہ باندازہ بود خوشگوار — بیش خوری بیشتر آرد خمار
ہر چہ رسد بہرِ زیادت مپوے — ہیں کمیِ عمر زیادت مجوے
اے کہ بگرما بہ خوشی با سرود — تا نکنی رقص کہ افتی فرود
لابہ مبیں زیں سگِ روباہ گیر — گرگ کہن باشد و قصاب پیر
لقمۂ طرار کہ مستی فزاست — مستی سہل ست خمارش بلاست
بوے سلامت ندہد باغِ دہر — زانکہ بہر شتست نباتش بزہر
باغ چہ بینی کہ بہاریش نیست — ہیچ گلے نیست کہ خاریش نیست
شادی عالم کہ سراسر غم ست — آنکہ بود شادی عالم کم ست
انچہ دریں دیر زبونی درست — مرحلہ از مرحلہ خونی ترست
چشمہ کہ بینی لبِ آبِ سپہر — سوخت بسے تشنہ دلان را بمہر
ہر کہ بمہرش نگرد بہرِ تاب — روے سیہ ماند و دیدہ پر آب
مہر کسے را کہ چنین ست خوے — کینۂ وے چوں بود آخر بگوے
مردمِ بینا نہ رہ زیں دو کور — بالا کوراب و فرو چاہ کور

---

۱ شیشہ ۲ مگوے ۳ بوئی ۴ چشم ۵ آب ۶ او

آنچه سراپا همه گردندگی ست | زو طلب لطف نه فرخندگی ست
کیست که اوّل فلکش بر کشید | کش به نهایت نه بچنبر کشید
کوزه که دولاب دوان کرد ساز | رست بر آورد نگون برد باز
سر ز فلک چون بود اندر پناه | کافگندت هم بنظاره کلاه
سهل مدان بازیِ چرخِ بلند | شعبده بشناس و ببازی مخند
خندهٔ تقلید که درگر بود | بابتِ صد خندهٔ دیگر بود
هفت و نهِ این صنمِ عشوه ساز | طفل فریب آمد و برنا نواز
هر طرف آراسته روی دگر | هر نفسش میل بشوی دگر
نقش چه بینی بقفای پلنگ | دشنه و شمشیر نگه کن بجنگ
مار که رنگین زرهش بر قباست | سلسلهٔ آفت و دام بلاست
آینه بر داشته زالی عجب | روز کند وسمه و سرمه بشب
بیوه که او وسمه برابر کشد | دل بیقین دانش که هر سو کشد
تشنهٔ باز بهنگام خاست | از پی خونابهٔ سرخاب راست
رقصِ کبوتر منگر دل ربا | زخمهٔ شاهینش نگر در قفا
سرخ و کبوترے که درین قدضم ست | خون شهید و سلب ماتم ست

ن۱ بچنبر ن۲ گرد ن۳ خنده و تقلید ن۴ هست ن۵ عشق باز ن۶ بسوے ن۷ بجنگ
ن۸ درقفاست ن۹ سلسلهٔ از ن۱۰ هر سو ن۱۱ خاست ن۱۲ باز

گہ دہدت ملک بدریوزہ — گہ کند از کاسہ ... کوزہ
نقش فلک خواند نشد زیں چراغ — دانہ نشناخت کس چہ آگہ زباغ
بسکہ کساں را بلب آمد نفس — بر سرِ ایں حرف نشد ہیچکس
کانکہ در آمد بہ تن و رفت کیست — و آمدن و رفتن او بہرِ چیست
پیکرِ آراستہ ایں چیست تن — زمزمہ ساختہ ایں چیست سخن
غرقہ بماندیم دریں چاہ پست — ہیچ سرِ رشتہ نیامد بدست
غوک نچہ از غلغلۂ خویشتن — کے شنود از لبِ دریا سخن
آہ کہ فرصت ہمہ برباد رفت — کار نہ بر قاعدۂ داد رفت
باغ جہاں بوے وفائے نداد — سبزۂ او مہر گیاہے نداد
گردشِ گردوں ز جفا بس نکرد — عمرِ جہاں رفت کہ رو پس نکرد
بادیہ خونخوار و مراحل خراب — قافلہ بگذشت و مسافر بخواب
ہر کہ بہمراہی غولاں شتافت — گم شد و از خویش نشانے نیافت
چوں نتواں جستن ازیں تیرہ جاے — بیہدہ تا چند زنی دست و پاے
در وحلِ تر چو کسے در شود — ہر چہ کہ جنبید فرو تر شود
خاک چو خواہد کہ فرو گیردت — پاے زدن گیر کہ گلو گیردت

---

۱ جوزہ   نہ ۲ بازقتش   نہ ۳ غرق   ۴ ... خوب تن
نہ چوگو

چوں گذشت آغاز آں گل یکے	کوست فرو رفتہ ترا از تو بسے
گرچہ بسے دام بریشم بود	دام بسے مرغ سریشم بود
گر بکسے پائے نہد بر سرش	سر نبرد تا نہد پائے خویش
ہر کہ بچربی خورد اسبابِ دہر	پر کمیش نیست بجلّابِ دہر
مور کہ بر شہد چپاں پر کم ست	ہر چہ بود چرب گر فتش کم ست
ماگسِ خشک وحل پا نگیر	کیست رہا نندہ چو گشتم اسیر
ہر کہ گراں جست رہا شد ز چنگ	کس نزند تار نختیں ز چنگ
باکہ تواں ساخت دریں پردہ ساز	کیست کہ با او بتواں گفت راز
دہر کہ از خویش دو رنگی نشست	زو نتواں محرم یک رنگ جست
وانکہ بیک رنگ برآرد علم	زود کشد چرخِ دو رنگش قلم
دشمنِ بے مغز شد ایں ہفت پوست	زانکہ بیک جائے نخواہد دو دوست
دولتِ آں یار کہ یاریش ہست	رونقِ آں گل کہ بہاریش ہست
ماہم ازیں پیش کسے داشتیم	ہمدمے و ہم نفسے داشتیم
زاں ہمہ گلزار گیاہے نماند	اہل چہ جوئیم کہ جائے نماند

[illegible]

آنکه نشستند در ایوان و کاخ — زان همه یک مرغ نبینم[۱] بشاخ

چیست که از درد کنم سینه چاک — خاک[۲] بفرق افکنم از دست خاک

حال کرا گویم و هم حال کو — همنفسِ یارِ من امسال کو

رفته بغار آن همه یارانِ یار — اے منِ مسکین سگِ یارانِ غار

خاک[۳] شد آن صورتِ زیبای خان — اے سرِ من خاکِ کفِ پاے شان

وے ز سرِ درد چو آشفتگان — گام زدم بر سرِ آن[۴] خفتگان

خاک بکاویدم[۵] و آبم نه بود — نعره زدم هیچ جوابم نه بود

بس تنِ آزاده[۶] که زیرِ مغاک — خاک شد و باز نیامد ز خاک

قطره که افتاد بدریا درون — باز همان قطره کے آید برون

همنفسے نیست درین بوستان — تا که توان گفت غمِ دوستان

فاخته هر صبح که کوکو زند[۷] — سوختگی از جگرش[۸] بو زند

ده که بماند این[۹] دلِ بدخو کشان — گم شدگان را ز که جویم[۱۰] نشان

سوخت دل و ریش[۱۱] و فراهم نگشت — آرزوے دل قدرے کم نگشت

آن همه یاران و حریفانِ مے — رفته براهے که نیابیم[۱۲] پے

اے دل ازین[۱۳] مے که تو داری بجام — دیده رها کن که بریزد[۱۴] تمام

ن۱ بینی ن۲ خاک بسر بر فکنم همچو خاک ن۳ خاک چنان شد ن۴ این ن۵ بخائیدم ن۶ آزرده
ن۷ کند ن۸ جگرم بو کند ن۹ از ن۱۰ پرسم ن۱۱ ریش ن۱۲ نیابند ن۱۳ ازان ن۱۴ فریزد

صدکه در تن ز جراحت بود — رفتنِ خوں موجبِ راحت بود
خلق که از صحبتِ از خوں پرند — وائے که پیوندِ کهن چوں برند
زخم که خونش بدویدن بود — گریهٔ خونش ز پریدن بود
تیر که نالد چو بجست از کماں — هم ز جدائی ست که دارد فغاں
شمع که دور اوفتد از انگبیں — سوختن و گریهٔ زارش ببیں
طرفه دمے باشد ازیں سینه دُور — گو بچنیں درد بماند صبور
خشک شد ایں باغچه باراں کجا — سرو و گل اینک رخِ یاراں کجا
گر نگرم در گل و گرد در چمن — دل بهماں آرزوے خویشتن
گل که نه در مجلسِ یاراں بود — گل نتواں گفت که خار آں بود
شهر پر از خلق و جهاں پُر زیار — جانِ خرابم نه پذیرد قرار
روز گذشت و شبِ هجراں رسید — دورِ بقا نیز بپایاں رسید
آں شدگاں زاں رهِ دور و دراز — وقت نیابند که آیند باز
مُردم ازیں غم که بخویشاں رسم — کاش بمیرم که بایشاں رسم
زنده که بر زنده رسد دُرنک ست — زانکه بلا بیش و بقا اندک ست
لیک بداں مه که بماهی رسید — هست ضرورت که بخواهی رسید

نـ۱ پریدن ۲ شمع دراصل موم کو کہتے ہیں اور بمعنی چراغ مجازی ۱۲ نـ۳ از نـ۴ وقت نیامد که بیاید باز نـ۵ بدیشاں نـ۶ بر نـ۷ بقاے و بلا نـ۸ بآں نـ۹ ماہی برج حوت

ماکه ازین قافله وا مانده ایم | تا تو ندانی که چه وا مانده ایم
نیست کهن ابلقِ عالم چناں | کش نتوان باز کشیدن عناں
گرچه بظلماتِ زمیں[۱] نور نیست | ره که شب و روز روی دور نیست[۲]
گرچه ز صحبت دو سه گلمے نسیم | عاقبت الامر بدیشاں رسیم
آنکه ز ما کوسِ روائی زدند | خیمه بصحرائے جدائی زدند
مژدهٔ وصلت دهم اے جانِ پاک | خاک چو آمیخته گردد بخاک

حکایتِ صیادِ پشمینه پوش که در پئے پوستِ دو روباه افتاد و عاقبت پوستیں شاں کرد

صید گرے دام بصحرا کشید | بر سرِ ره رختِ تمنا کشید
ماند جگر تشنه دراں ساده[۳] دشت | تا ز فلک چشمهٔ رخشاں گذشت
گردشِ آں چشمه[۴] ز بالاے فرق | کردهمش تشنه دهم ز آب غرق
از طرفِ دشت دو روباهِ پیر | گشت زبوں زاں[۵] سگِ عنبرگیر
تشنه سوے صید گهش آمدند | دام ندیده به تهش آمدند

ن۱ جهاں ن۲ لیک شب و روز زهم دور نیست ن۳ صید ن۴ این چشمه
ن۵ از سگ

خواہر کہ آباد منشیش بر دوش — شقۂ رنگین زد و پشمینہ پوش

غرق بجوے در تپش آفتاب — سوے لب جوے رواں شد چو آب

آں سود ایاں بستہ و صحرا نورد — جفت ستم گشتہ و از جفت فرد

نے مدد از خویش نہ یارے ز دوست — دشمن جاں گشتہ بر اندام پوست

بر تن شاں موئینۂ آبگوں — موے بمو تیغ کشیدہ بخوں

گفت یکے زہ کہ بخونم کشند — تا ز سر آئیں شقہ بر دم کشند

واں دگرے گفت سر افگندہ پیش — بیں کہ چہ بر یافتم از موے خویش

ہر دو دریں فتنہ بخوں دست شوے — کآب خور جوے بر آمد ز جوے

دید چو مظلوم زبوں آمدہ ق کآب خور تشنہ بخوں آمدہ

گفت بآں ہمنفس خرقہ باز — کاے چو من از ہمنفساں ماندہ باز

وقت شد اکنوں کہ سر اندر کشیم — خرقۂ دیرینہ ز سر بر کشیم

مہر کہن رشتہ گسست اے دریغ — بیم جدائی ست نہ تشویش تیغ

دامن صحبت چو شد از ہجر چاک — گر کشیم ایں پیرہن از سر چہ باک

رو کہ ز دیوار فرو رفت روز — شرط بود اشک دواعی بسوز

پیش کہ از ہم گرائیم فرد — خیز کہ گیریم کنارے بدرد

ن۱ سفرہ روزی ن۲ زاں نفس ن۳ رہ ن۴ سر زیں ن۵ تافتم

ن۶ آب ن۷ بداں ن۸ ز ن۹ پاک ن۱۰ بگیریم

بین که درین دورِ دو روزِ دراز — بازنیابی که جاے کے آیم باز
وان[ن۱] دگر از دیده فروریخت آب — ق — سوخته را گفت بزاری جواب
کاے بوفا محرمِ پیمانِ من — نیم دمے مونس و مهمانِ من
گرچه که سوزیم درین غم چو عود — تنگدلی سود ندارد چه سود
رفت[ن۲] چو صحبت ز دلایت برول — ما و فراقی ز نهایت برول
گر هوسِ وصل بود سینه سوز — وعده بدکانچه مو تینه دوز
زانچه[ن۳] بشمشیر کشادند ساز — از سرِ سوزن بجسم آرند باز
باز[ن۴] دو پیوند که باهم کنند — کارِ دو مشتاق فراهم کنند
اے که نخوردی[ن۵] ادبِ روزگار — صحبتِ یاراں بغنیمت شمار
گر نگری بوے وفا در کسے — پاے ببوسیش چو[ن۶] خسرو بسے

مقاله بستم در نصیحتِ فرزندِ مستوره و سائرِ مستورات

جوانِ زال لازالت مستورة فی استار الستار و

فصیحتِ ہر نقاب بندِ منظوره و حاضره محظورات

ن۱ آں   ن۲ گشت   ن۳ زانچه کشادند بشمشیر   ن۴ تا   ن۵ بخوردی

ن۶ زخورد بسے

وغائب از ملال تاب اللہ علیھن و آمنھن من النار

رہنمونی ہر عجوزہ تا بسجودِ طاعت قرہ را در برزمیں

مسمار کنند و ہم در جوانی دینِ عجائز آموزند واگر

آرزوے گل بستن کنند رشتہ از دوک و گل از خار

سوزن کنند و چشمِ فراخ بین بدوک سوزن دوزند

اے رخِ[1] تو چشم و چراغِ دلم — خوبتریں میوۂ باغِ دلم
گرچہ کہ اِخواں چو تو نیک اخترند — نے ز تو در دیدۂ من[2] بہترند
گاہِ تماشا بدلِ باغباں — سرو ہماں باشد و سوسن ہماں
دختر اگر نیست پسر کے شود — بے صدفِ سادہ گہر کے شود
بخت کہ فالِ تو ہمایوں نہاد — نامِ تو مستورۂ[3] میموں نہاد
زانکہ چو معیارِ تو از پیش دید — سکۂ مستوریِ تو بیش دید
ہست اُمیدم کہ بفرخندہ فال — نامِ تو از حالِ[4] تو گیرد جمال

ن۱ تن ۔ — ن۲ در دیدہ ما — ن۳ مستورہ دمیموں

ن۴ فال ۔

لیک تو ہم کوش کز انجامِ خویش / راست کنی قاعدۂ نامِ خویش
سال تو ہفت ست ز[1] آیینِ زیست / حال پس از ہفده شناسی کہ چیست
چوں نفسِ[2] عمر بداں درکشی / ہم سرِ من زیں نفس از سرکشی
عیش چناں ساز کہ از شانِ خویش / زندہ کنی نسبتِ خویشانِ خویش
تا چو بریزد تنِ افتادہ ام / من ز تو زایم کہ ترا زادہ ام
جاں سگِ آں دخترِ آزادہ شد / کز رحمِ او پدرش زادہ شد
باید چوں در خلفِ ارجمند / تا صدف آوازہ برآید بلند
دُر کہ بزرگاں ہمہ میلش کنند / یادِ صدف ہم بطفیلش کنند
بہ کہ کشی[3] از پیٔ سامانِ خویش / پائے بزنجیرۂ دامانِ خویش
تا کہ نجنبد ز مقامِ شکوہ / دامنت از سنگ چو دامانِ کوہ
سنگ تو گر لنگرِ دامانِ تست / دامنِ تو پردۂ سامانِ تست
ہر قدمے کز پسِ داماں نشست / پردہ نشیں گشت[4] و بساماں نشست
پا چو فرو خفت در اندامِ خویش / خواب نہ بیند مگر آرامِ خویش
مرد شتاباں بہ وزن[5] باد رنگ / آرد نخیزد چو نجنبد دو سنگ
زن کہ برو گشتنش آساں بود / از ہمہ در خانہ ہراساں بود

ن۱ در ن۲ نفسے عمر ن۳ کنی ن۴ گشت بساماں
ن۵ بہ ازاں

آں کہ شب از مردہ بدزد کفن | روز بپرسد ز ہمہ مرد و زن
زاں کہ خرامد بہ گل و لالہ زار | جیب بگل بخشد و دامن بخار
چوں بگل سرخ شود چشم وے | خندۂ گل ہست تقاضائے وے
بر رخِ گل گونۂ بیدت[1] بہ است | چشم چو شد سرخ سپیدت بہ است
سرمہ بچشم خود از آں ساں مخواہ | کت شود از سرمہ ہمہ رو سیاہ
در خورِ آں زن کہ درش[2] گشت یشم | سرمہ بروئے ست و سپیدہ بچشم
روئے زگلگونۂ باطل بشوئے | کوش کہ بیغازہ شوئی[3] سرخ روئے
تا کند آوازۂ صدق و صواب | زاں رخِ حمرات[4] حمیرا خطاب
خود نبرم ظن کہ زنے پارسا ست | چوں رگِ زن علتِ عرق النسا[5] ست
پاک چہ بینیش بعفت سودگی | باش کش آید[6] گہِ آسودگی
عصمتِ زن محنتِ بیمائیگی ست | خانۂ پردہ زدہ ہمسائیگی ست
پر مگس اند ایں ہمہ شکر لباں | مانع شاں تیغ شدہ[7] نے زباں
گرد شکر نے مگس اندک بود | گر نہ مگس راش اتابک[8] بود

---

(۱) نہ بیدت (۲) درش ـ در موتی یشم پتھر سبز رنگ کا ہوتا ہے ۱۲ (۳) بری ـ (۴) حمرات سرخ رنگ عورت حمیرا تصغیر
حمرا کی اور لقب ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ۱۲ (۵) عرق النسا، بیماری ہے رگ کی جو ٹانگ میں
ہوتی ہے جس کو رانگھن کہتے ہیں اور اس رگ کا نام ہے جو سرین سے ٹخنے تک ہے۔ اور اسی میں درد ہوتا ہے۔ عرق ترجمہ
رگ اور النسا رگ کا زن ۱۲ (۶) اندر (۷) شد دیں (۸) محافظ ـ اتالیق۔ ادب سکھانے والا سلجوقیوں کے زمانہ میں
سنقر۔ سنقر و یلدگز میں اتالیق تھے۔ مختلف وقتوں میں۔ فارس۔ شام۔ عراق کے خود مختار بادشاہ بن گئے۔ فارس کے
اتابکوں میں سے ابوبکر بن سعد زنگی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کا ممدوح اور عراق کے اتابکوں میں قزل ارسلان زیادہ مشہور ہے ۱۲

زن بجوانی که ملامت کشد   پیر شود بس که ندامت کشد
سینهٔ زالان که سر افگنده پیش   بر نکند پیش سر از شرم خویش
زان که در آسودگی آزاد ماند   خانهٔ ویرانِ وے آباد ماند
وان که فرو رفت بسیلِ شراب   خانه خرابات شد و او خراب
چون بمی آلود وجودِ شریف   از در و دیوار درآید حریف
گرچه که در حجره بود دورِ جام   بوے بهمسایه رساند پیام
شهر بغوغاست ز دیوِ پلید   قفل بدر بر بنه و گم کن کلید
پرده نشین کافتِ خود پیش دید   از پے بے پردگیِ خویش دید
طعنه نخواهی بخود از همدمان   پرده نشین باش ز نامحرمان
لقمه که سرپوشش نه بروے بود   از مگس و مور امان کے بود
شب چو نه بندی سرِ دیگِ نعیم   گربه و سگ را ز ملامت چه بیم
گر نکنی مقنعه دامِ مگس   مقنعِ تو دامِ فرشته است و بس
مقنعهٔ پاکِ نهفته سران   ابر سزد بر کلهِ سروران
یک خمِ دستارکِ زن درشکست   بر زد و دستار فقیهانِ مست
جلوه نه آن شد که بت چون پری   جلوه نماید بنا شوهری

۱. نه ۲. اند ۳. اند ۴. مورشش ۵. دستیار که ۶. دستار
۷. بتے

جلوه‌گر آن شد که ز شرم و هراس ‌‌‌ در تتقِ ستر بود روشناس

خنده نخواهی ز قریبانِ خود ‌‌‌ پرده کن از پرده‌نشینانِ خود

باش چو خورشید در انوارِ خویش ‌‌‌ کن ز حیا پردهٔ رخسارِ خویش

وان که برانداخت حیا را نقاب ‌‌‌ دست بشوز آن که از و رفت آب

پردهٔ عصمت ز بس آلودگی ‌‌‌ رخنه پر رخنه شود از سودگی

خیمه ز نم شد نمک را چو توت ‌‌‌ ژنده شود چون تنهٔ عنکبوت

فعلِ بد ار زن پسِ دامان کند ‌‌‌ آن چه کند هر چه پنهان کند

مرد که در برهنگی کوشدش ‌‌‌ برهنه چون گرد کجا پوشدش

رند که ناکرده زند لافِ کار ‌‌‌ کرده چگونه نکند آشکار

رسم بدانست که چون بد کنند ‌‌‌ شهرتِ آن را شرفِ خود کنند

هر زنِ زیبا که برعنائی‌ست ‌‌‌ از پسِ آن پرده برسوائی‌ست

چون زنِ بد رو تباهی شد ‌‌‌ شکلِ وی از فتنه گواهی دهد

چنگ چو آغوش گرفتند تنگ ‌‌‌ کرد حکایت رگِ غماز چنگ

گشت چو دف بر تنِ خود پرده‌بند ‌‌‌ پرده سخن گفت به بانگِ بلند

هر که بجز محنت حلالت بود ‌‌‌ رد منا گر همه خالت بود

---

۱. شود ۲. آن ۳. بشوز ۴. بودگی ۵. خیمه زنم۔ اس شعر کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ اگر خیمہ بھیگ گیا اور ویسے ہی بھیگا ہوا ڈال چھوڑا اُس پر مکھیاں بھنکتی رہیں تو وہ گلکر پڑے جانے سے بھی بودا ہو جائیگا۔۱۲

۶. چه ۷. خود ۸. آنکه ۹. رعنا ۱۰. رخ منا

روی تو تاب از مه و خورشید هم | تا نبود سایه همت همقدم
هر که بجلوت جز شوهر بود | خاص مکن گرچه برادر بود
عصمتیان را بمقام خیال | جلوه حرام ست مگر بر حلال
جفت که با خواجه هم زانوست | بانویش از پی کدبانوست
زن بجوانمردی درخور نیست | مرد بود زن که جوانمرد نیست
لیک چنان نیز مشو تندخوی | کز تو گریزند کنیزان بکوی
خانه که آسایش ازو کم بود | گرچه بهشت ست جهنم بود
مطبخ اگر روزن دودش نبود | گریه کنان خلق گریزد ز دود
کاهش جان باشد بگه یاوری | زن بدرشتی و زبان آوری
خواجه که با نوش زبان آورست | با سگ وحشی بجوال اندرست
آهوک خانه که جولان زند | گرگ درنده است چو دندان نهد
مرد بیک عربده دل ریش کرد | زن به یکی عربده ده بیش کرد
نعرهٔ سگ نیست بجز یک زبان | گرگ زند رخنه برآرد فغان
خانگیان راست عذاب الیم | خانه خدا مفلس و زن نارحیم
شوی که از کیسه توانگر بود | خود صنم اندر زر و زیور بود

---

۱. سایهٔ تو ۱. زانوبت ۲. نوبیت ۱. تنگ ۱. چو ۱. گزند ۱. که
۱. جز از ۱. یک زبان

لیک چو بے توشہ بود شوہرش　　　به ز قناعت نبود زیورش
در طلبی زیورِ دُرجِ ملوک　　　در زخوے جبهہ و رشتہ زدوک
ز آئینہ و شانہ رہا کن ہوس　　　آئینۂ تو رخِ شوئی و بس
فرد توان داشت اگر زن نگاه　　　سایہ ہمت جفت نہ خواہم براه
لیک چو زین ننگ نداری گزیر　　　سایۂ یکے بس بودت بر سریر
شوی یکے گر زنِ مردم رگ ست　　　یک زنِ دہ شوہرہ خوک و سگ ست
نفس کہ در قالبِ مردم گم ست　　　دشمنِ مردم بتنِ مردم ست
با تو چو بدخواہ ہم خانگی ست　　　کشتنِ بدخواہ ز مردانگی ست
بر دل آسودہ نہ خواہی گرہ　　　تا بتوان رشتہ درازش مدہ
یک دل آں گاہ نشیند بجائے　　　کش نہ شود دیدہ بہ بد رہنمائے
و این ہمہ آفت کہ بتن می رسد　　　از نظرِ توبہ شکن می رسد
دیدہ فرو پوشش چو دُر در صدف　　　تا نہ شوی تیرِ بلا را ہدف
دلبرِ دو چشم چو مائل شود　　　دست نظر رشتۂ کش دل شود
دیدۂ بادام چو بے پردہ گشت　　　مغزِ وے از زہر دہنے خوردہ گشت
تا گرہِ غنچہ نہ باید گشاد　　　راہ نہ یابد بگریبانش باد
چشم گہہ بگشاد سرِ سوزنی　　　آں سرِ سوزن شودش روزنی

---

(۱) ننگ　ع　گرزن کے معنی تاج مرصع کے ہیں اور مردم رگ کے معنی نصب اور اصل کے ہیں معنی شعر ظاہر ہیں۔
(۲) شوہر　(۳) بود　(۴) بزرگذشت　(۵) چو　(۶) روشنی

زن که کشد از پیِ شهوت چراغ ‏ ‏ ‏ کے بود از پرتوِ نورش فراغ

مرد که یکسو نهد از جاده گام ‏ ‏ ‏ خلق به نیکیش نگیرند نام

خاصه عروسے که به رعنائی است ‏ ‏ ‏ نامِ بدش بیں که چه رسوائی است

فسقِ جواناں چو دگرگوں بود ‏ ‏ ‏ فسقِ زنِ پیر نگر چوں بود

زال که با سرمه کند زاغ چشم[1] ‏ ‏ ‏ گاؤ پس از مرگ شود زاغ چشم

زال که او حاملِ باد و دم است ‏ ‏ ‏ حامله از شش مکن او مریم است

زآب شود هر تنِ آلوده پاک ‏ ‏ ‏ پاک نگردد زنِ بد جز بخاک

گرچه کسے پاسِ تو دارد بسے ‏ ‏ ‏ به ز تو پاسِ تو ندارد کسے

نفسِ تو چوں خود شکند دُر ترا ‏ ‏ ‏ جز تو نگهباں که بود مر ترا

آں که کند خود گرهِ خویش باز[2] ‏ ‏ ‏ پاس که دارد گرهش را[4] براز

خصم چو خود زادیه غارت کند ‏ ‏ ‏ رخنهٔ او را که عمارت کند

بز چو خود آید سوئے گرگ از شباں ‏ ‏ ‏ سگ چه کند گرچه بود پاسباں

زن که خدا ایش ادبِ نفس داد ‏ ‏ ‏ مرد ده تن ندهد[3] در فساد

حکایتِ زنِ پارسا که از نظرِ پادشاه چشم زخمش رسید

---

[1] زال کند سرمه و در داغ چشم۔ ، عـه زاغ چشم۔ کبود چشم ۔ ۱۲ ‏ ‏ عـه باد و دم ۔ مکر و فریب ۱۲

[2] نیز بار

[3] کند

[4] خویش

دو چشمِ جہان بینِ خود را فدائے پارسائی خود گردانید و بعفت قریر العین ماند

تاجورے از سرِ قصرِ بلند | پیش و پسِ شہر نظر می فگند
دید بتے در تتۂ دیوارِ قصر | زہرہ نگارِ ہمہ خوبانِ عصر
شاہ کہ آں دید قرارش نماند | قاعدۂ صبر بکارش نماند
گرم فرستاد پیامے برو | تا فگند دست بکامے درو
کرد بت از پاکیِ دامانِ خویش | دامنِ خود پردۂ سامانِ خویش
رفت پسِ پردہ بسے گفتگوے | کام نیامد بسوے کام جوے
شہ کہ شدش پردۂ دل چاک چاک | پردہ برانداخت ز بیمِ ہلاک
گفت بخادم کہ شد از بارگاہ | پردہ کشانش ز شبستانِ شاہ
گفت صنم اے ملکِ روزگار | تاجوراں را بگدایاں چہ کار
چیست دریں تن کہ بچشمت نکوست | کز کششِ سینہ گرفتیش دست
کرد ملک دیدۂ حسرت پر آب | گفت دو چشمِ تو ز من برد خواب
رفت پری چہرہ بکنجے دروں | کرد بانگشت دو دیدہ بروں
داد بخادم کہ بگو با امیر | کانچہ ز من دوست گرفتی بگیر

هم از ان حال کرشمه انود / گشت ز عنبر فی لب شمع دود

از عمل خود بمجالت نشست / گرد رہ او من پاکش نشست

اے که تو ئی دیدهٔ خضر نبود / باش برین گونه بصحت عبور

گفتار اندر اختتام این مجلدِ مخلّد که جلدِ خلد ست بارکیب

دانانِ مقالت را و اتمامِ این نیّرِ منوّر که نور ست

مرتاریک دلانِ ضلالت را و بر سرِ خرمهره چینان

ازین بحرِ موّاج گوهر ریختن تا گم شوند و در تنِ خزف صفتان

ازین دمِ مسیحی روحِ ناطقه دمیدن تا مردم شوند

چون قلم نغمهٔ نو ساز کرد / گوشِ فلک را بسخن باز کرد

چشمهٔ خاطر که غبارش نبود / داد شکرلبه که خمارش نبود

خضر که در مجمره ام راه یافت / چشمه که گم کرد درین چاه یافت

آب حیات از قلم قطره جست / زین مژه‌ها زرشحه سیاهی نشست

صد شبِ قدر ست درین یک رقم / زان گذرش سجده در خطِ قلم

زانبوهی رمز ترشح گوهرین / جا نه که انگشت نهد کس بهیچ

جام مے ساختم از خونِ خویش / نے خُمِ سرکه که کند سینه ریش

هست بهر نکتهٔ فایق بسے　　تاش نه بیزد نه شناسد کسے
این صنم نو که شد اندر خرام　　هست سراپاے بخوبی تمام
خاسته سروی ست که زینسان (۱) بجاست　　راست ترا ز هر چه توان گفت راست
وسمه زعیبت برابرو (۲) برش　　کحل خداییست بچشم اندرش
گیسوے او شد همه سوداے دل　　خال سیه نیز سویداے دل
صندلش از تری دم سوده ام　　سرخیش از خون دل اندوده ام
دود برآورده ام از جان نگار　　تا رقمی (۳) کرده ام آزینسان نگار
جلوهٔ این (۴) بت چو مه از زیر (۵) میغ　　نیست ز هر دیده که بیند دریغ
جز سه ستم پیشه که محرم نیند　　تازه کنند (۶) این دم و همدم نیند
زان سه یکی هست غزالخوان خام　　کور دلش نظم نداند تمام
تیغ زبان ناشده کار آزماے　　گاه سر نظم برد گاه پاے
این تن فرزند برد بند بند　　وز پدرش نعره برآید بلند
باز ز خواننده بدگاه (۷) کار　　هست بتر کاتب ناقص نگار
نظم روان را ز قلم داده کوب　　خرد شکسته سر و پایش بچوب
هر سخنی کاش (۸) تخطش کرده جاے　　گم شد از آن تیرگیش دست و پاے
خامه چو تیرے بروانی ازد　　کور شده عین معانی ازد

---

(۱) زان (۲) بران بردشش (۳) رقمی کرده ازینسے نگار (۴) آن (۵) ابرد (۶) کنندش (۷) بدرگاه (۸) کو

هر که چنین کرد سخن را سواد　　چون قلمش خویش سیه روی باد

زین دو مخالف چو روی مشترق　　تا الف ازین هر دو ستم کیش تر

آنکه کند چشم وقاحت فراخ　　سایهٔ انصاف نه بیند ز شاخ

گزلک کین را دهد از زهر آب　　حک نه کند جز همه نقش صواب

گرچه دقایق نگرد بی نظیر　　نیز کند خورده چو مو از خمیر

مرغ که در اصل بود خار خور　　خار خورد بر سر خرمای تر

نظم کس از عیب و هنر پاک نیست　　آب روان بی خس و خاشاک نیست

دُر که نهفته ست بدریا درون　　بی صدف از آب کی آید برون

کوه که از تیشه مشبک بود　　سنگ وی افزون ز رش اندک بود

چشم هنر بین بود از عیب پاک　　بی هنر ار عیب کند زو چه باک

عیب هنرمند که جوید خسی　　آئینه را پشت نه بیند کسی

دیدهٔ انصاف چو بینا بود　　دُر شمرد گرچه که مینا بود

وانکه ندارد دل رحمت پذیر　　تهمت پشمینه نهد بر حریر

رسم بزرگان بود انصاف کار　　کار خسان نیست مگر خار خار

جم که درم اول از دو رخ نمود　　عدلی او را رقم انصاف بود

بر سر هر نامه که آصف نشست　　قد رحم اللہ من انصف نبشت

۱ا سیم ۲ا تیزی ۳ا افزون و زرشں ۴ا چو ۵ عدلی ـ ایک سکہ کا نام ہے ـ ۱۲ ۶ا نوشت ۷ا نوشت

بیشتریں عدلی پیشینه ساز — داشت ز انصاف[۱] عدالت طراز

گیر که باشند مخالف بسی — چند ز انصاف هم آخر کسی

داند از انجا که سخن دانی هست — کین چه نمود از سخن رانی هست

گوهر ازین گونه ز کانِ که زاد — نادره چندین ز زبانِ که زاد

در تهِ هر بیت جهانی نهان — عرصهٔ هر بیت جهانِ رجال

دل چو همه دُرِ بزرگم سپرد — کی شود از سرزنش خصم خرد

هر دُر ازین یوزهٔ هر دو سراست — گر نشناسی تو غرامت کراست

ای که[۳] نظر سوی هنر نیستت — عیب ز خود کن که نظر نیستت

گر منگر کاینه بی کاستست — کوریِ احول نظر[۲] راست ست

راست بدان گر نظرِ دیده باز — کور به از کاژ چو بینند باز

دوخته به دیده ازین ناکسان — کاهلِ نظر چشم نبند از خسان

دُر ز پی دیدهٔ بی دید نیست — گردنِ خر در خور تعوید نیست

این دو رقم کش نمِ خون داده ام — چاشنیِ باده برون داده ام

تا کنم آن را که بود باده کش — هم بیکی چاشنیِ باده خوش

سفره چو در پیش گه خوان رسد — پیشتر از کاسه نمکدان رسد

چون قلم آراستنِ نامه جست — خال نهد بر رخِ ناخن نخست

---

(۱) انصافِ عدالت (۲) نظرم (۳) که

مایه یکے داده ام از صد برون | تا نکشم کن مکن از حد برون
گر شنود گفتنِ باریک و کم | مو که بود خرد نه پیچد بهم
غیر کزین موے شگافی کند[۱] | سبلت او زن که زنخ میزند[۲]
استره با آنکه دمِ تیز یافت | مو ترد مو نتواند شگافت
گیر که ما چیست فراهم شده ایم | آنکه کم از ماست ازو کم نه ایم
خون نکشد از رگِ سر خانگان | کار دکِ بازوے قصابگان
آنکه مقابل بسنان بازی ست | بارے اگر زخم خورد غازی ست
تندی خشم زخرِ ابلق ست | راست که دیوانه به از احمق ست
ده دهی زر که ازین بیش نیست | فرق بده یاز دهش بیش نیست
دیر شود پخته چنین زود پخت | گر زنے پخته ام این زود پخت
هر که خورد باد حلالش بکام | دانکه حرامش کند او را حرام
هر شکرِ من که مگس زد شود | باز بجویم که دلم بد شود
سگ چو برد پهلوے فربه زخوان | از دهنش واستدن چون توان
کم کند آهنگِ زبونان دلیر | زاغ خورد طعمه زدندانِ شیر
سیل که با کوه در آید بجنگ | پاش بهر حیله در آید بسنگ

---

۱. تند　　ع سبلت او زن۔ اس کی موچھ پکڑو۔ زنخ میزند۔ یعنی بیہودہ بکتا ہے ۱۲

۲. کن　　۳. دلش　　۴. جله　　۵. برآید

[illegible] — [illegible] که از پرتو [illegible]

[illegible] تو دم به پیش — ورنه بوده به جای خویش

[illegible] هنرم نیست بار — بشنو دانم از آن لب و تار

دو گهرم هست نگارین تمامست — لقمه زنان ریزه خوان شماست

چون تو شما یافتم این در جیب — داده خود را نتوان کرد عیب

مه که در پرتو خورشید زیست — گرمی خورشید برد بر چه زیست

دانه که از ابر شود بهره یاب — بس که هم از ابر شود غرق آب

ورنکه درین سینه نهان داشتم — یک بیک از دل بزبان پاشتم

گر بد و گر نیک فگندم به پیش — خواه کمش نرخ کن و خواه بیش

بارے از اندیشهٔ گنجینه سنج — گشت یکے گنج فراهم ز پنج

گر بود از عمر شمارِ دگر — پنجه رسانم بچهارِ دگر

من کنم آنچه از دلم آید بکسب — باقی الاتمام علی الله فحسب

شکر خدا را که ز فضلِ خدای — گشت قرین چو بهشت این سرای

بیست خزینه است درو پر ز گنج — بیست خزینه ز صد بیت و پنج

ده هبیت آوری اندر شمار — سه صد و ده بر شمر و سه هزار

از اثرِ اختر گردون خرام — شد بدو هفته این همه کار تمام

[illegible] ز. بهارے [illegible] سیمده

سال که از چرخ کهن گشت بود ‌— از پس ششصد نود و هشت بود[۱]

چرخ که خورشید جنابش نوشت ‌— مطلع الانوار خطابش نوشت

هر چه دلم ریخت درین حقه در ‌— قطرۀ نم بود ز دریای پر

شغل بهر حادثه بسیار شد ‌— نیمه می در سر این کار شد

صرف همه عمر گر این جا شدی[۲] ‌— قطره عجب نیست که دریا شدی

ور که همه عمر ببازی گذشت ‌— دل نه ازین جای نمازی گذشت

هر چه درین شعبده بستم امید[۳] ‌— نامه سیه کردم و دیده سپید

روز قیامت که کنندم خطاب ‌— هیچ ندانم که چه گویم جواب

یارب از آئین صواب خودم ‌— هم تو بیاموز جواب خودم

بو که ز نزهت گه دار السلام ‌— بوی علیکی رسدم والسلام

تمت

(۱) هفت ‌ ‌ عه قطرۀ نم - یعنی تھوڑی سی نمی

(۲) حرف زبان گیرم ‌ ‌ (۳) بیم د